تحریری مناظرہ باغ فدک

واٹس ایپ پر ہونے والا تاریخی مناظرہ

اہل سنت مناظر

حضرت مولانا علی معاویہ مدظلہ

اہل تشیع مناظر

بخش حسین حیدری صاحب

یہ مناظرہ مؤرخہ 27، 28 اور 29 مارچ تک واٹس ایپ گروپ دفاع مکتب اہل بیت میں ہوا تھا۔

کمپوزنگ: ابوالحسن رحمانی

سُنی لائبریری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرائط برائے موضوع فدک

اہل تشیع مناظر: بخش حسین حیدری

اہل سنت مناظر: مولانا علی معاویہ صاحب

1. مناظرہ تین دن تک چلے گا ایڈ من تین ہونگے ایک گروپ کا کریٹ (بنانے) کرنے والا اور دو مناظر۔
2. اہل سنت مناظر اسی بات پر گفتگو کرے گا جس کو اہل تشیع مناظر بنیاد بنائے جو بات دعویٰ میں موجود نہیں اس کا جواب نہیں دیا جائے گا اور وضاحت بھی طلب نہیں کی جائے گی، گفتگو ٹو دی پوائنٹ ہو گی دعویٰ سے ہٹ کر کسی بات کا جواب نہیں دیا جائے گا۔
3. اہل سنت مناظر اپنے دفاع میں اہل تشیع کی دی ہوئی دلیل کو قطعی طور پر رد کرے گا۔
4. جب تک دعویٰ کا رد نہیں کیا جائے گا اہل سنت مناظر الزامی جواب پیش نہیں کرے گا۔
5. اہل سنت مناظر دفاع میں جو بھی تاویلات پیش کرے گا اس کو ثابت کرنا ہو گا مستند دلیل یعنی اپنے محققین یا شارحین متقدمین کے قول کے مطابق پابند ہو گا اس کی اپنی تاویل قابل قبول نہیں ہو گی۔
6. جب تک ایک نقطہ پر گفتگو مکمل نہیں ہو گی بات آگے نہیں بڑے گی۔
7. اگر شرائط کی خلاف ورزی کی تو شکست تسلیم کی جائے۔
8. مناظرہ 27 تاریخ بروز جمعہ شام 9 بجے شروع ہو گا اور تین دن تک چلے گا جب ٹائم لگا جواب دیا جائے اس درمیان گروپ کا کریٹ (بنانے) کرنے والا بات نہیں کرے گا۔
9. اہل سنت مناظر کوئی بھی حوالہ صرف اس نقطے پر پیش کرے گا جس پر بحث چل رہی ہو گی اور جو شیعہ مناظر کا وجہ اعتراض ہو گا بلا وجہ حوالہ نہیں پیش کرے گا تمام شرائط پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے گا خلاف ورزی کرنے والے کو وارننگ کے بعد نکال دیا جائے گا۔

شیعہ مناظر:

دعویٰ اہل تشیع:

میرا یہ دعویٰ (ہے) کہ جناب رسالت مآب نے جناب سیدہ کو فدک عطا کیا اور حاکم وقت نے فدک دینے سے انکار کر دیا جس سے جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ ناراض ہو گئی اور مرتے دم تک کلام نہ کیا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اگر کوئی اعتراض ہو تو بتائیں نہیں تو جواب دعویٰ لکھ دیں۔

سنی مناظر:

ایک طرف لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (فدک) عطا کیا تھا اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ حاکم وقت نے دینے سے انکار کیا یہ کیسے؟ میرا سوال یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (فدک) دے دیا تھا تو آپ خلیفہ کے فدک دینے کی بات کیوں کر رہے ہو؟

شیعہ مناظر:

رسول اللہ ﷺ کا (سیدہ) کو فدک دینا مانتے ہو؟ یا فدک رسول اللہ ﷺ اور حاکم وقت کے نہ دینے پر سیدہ کی ناراضگی پر دونوں کے منکر ہو تو بتاؤ۔ یا جواب دعویٰ لکھنا نہیں آرہا؟

سنی مناظر:

حاکم وقت نے نہیں دیا یہ تو یقینی ہے مگر آپ کا دعویٰ واضح ہو تو میں جواب دعویٰ لکھوں نہ؟ خود آپ ہی نے کہا تھا کہ اعتراض ہو تو کرو۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! وضاحت تو کر چکا ہوں۔ کیسے غیر واضح ہے وضاحت کریں، کس نقطہ کی سمجھ نہیں آئی؟ رسول اللہ ﷺ کا (سیدہ) کو فدک عطا کرنے پر؟ یا فدک رسول اللہ ﷺ اور حاکم وقت کے نہ دینے پر یا سیدہ کی ناراضگی پر؟ آسان سا جواب دعویٰ سمجھ میں نہیں آرہا۔

سنی مناظر:

اوپر لکھ چکا ہوں وہ ہی نقطہ، دوبارہ بھیجتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ ؓ کو فدک عطا کر دیا تھا تو خلیفہ وقت کے نہ دینے کا مطلب کیا ہے؟

شیعہ مناظر:

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حاکم نے اپنے تصرف میں لے لیا تھا۔

سنی مناظر:

اب آرہے ہو لائن پر اب یہ بتاؤ کہ حاکم کے تصرف میں لینے سے پہلے فدک کس کے تصرف میں تھا؟

شیعہ مناظر:

یہ مناظرے میں بتاؤں گا (کہ) کس کے تصرف میں تھا اور یہ لفظ دعویٰ میں نہیں ہے دوبارہ اس کا جواب نہیں دیا جائے گا پہلی وار ننگ ہے۔

سنی مناظر:

تو اب کیا چل رہا ہے؟ مبادیات مناظرہ ہی تو چل رہی ہیں جو مناظرے کا حصہ ہیں، دعویٰ میں فدک تو ہے نہ؟ چلو اس بہانے کا علاج بھی کرتا ہوں آگے چلو، اب میں جواب دعویٰ لکھتا ہوں۔

جواب دعویٰ اہل السنت:

رسول اللہ ﷺ کا سیدہ فاطمہؓ کو فدک عطا کرنا جھوٹ ہے۔ سیدہ فاطمہؓ کی ناراضگی ثابت نہیں البتہ سیدنا علیؓ سے ان کا ناراض ہونا شیعت کتب سے ثابت ہے اور شیعہ کتاب سے ثابت ہے کہ سیدہؓ نے وفات سے پہلے (صدیق اکبرؓ سے) بات کی۔

شیعہ مناظر:

السلام علیکم تحفہ یا علی علیہ السلام مدد، دوستان! معاویہ صاحب کے دعویٰ میں لکھی گئی بات کا جواب دے لوں پھر جواب دعویٰ پر گفتگو کروں گا ہمیشہ سیدہ فاطمہ اور مولا علیؑ کی ناراضگی پر بات کرتے ہیں اس کا جواب اس کو دو لفظوں میں دیتا ہوں۔ پہلی بات اس روایت کی سند پیش کریں پھر جرح کرنا۔ دوسری بات یہ روایت درایت کے اعتبار سے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ شریعت میں مرد کے لئے چار شادیاں جائز ہیں کیا علی دوسری شادی کر کے شریعت کے خلاف کر رہے تھے جو نبی نے علیؑ کو شادی سے منع کیا؟ کیا نبی کسی شرعی کام سے منع کر سکتے ہیں کیا سیدہ فاطمہؑ کسی شرعی کام کرنے سے ناراض ہو سکتی ہے جو علیؑ سے ناراض ہو؟

ولو بالفرض تمام چیزیں مان بھی لیں پھر بھی علیؑ نے ایک جائز کام ترک کر کے نبی کی لخت جگر کو راضی کیا کیونکہ علیؑ جانتے تھے سیدہ فاطمہؑ کی ناراضگی نبی کی ناراضگی ہے لیکن کاش کہ ابو بکر اس طرح سوچتے سیدہ کو ناراض نہ کرتے ہم شیعان حیدر کرار ابو بکر پر جان نچھاوڑ کرتے لیکن سیدہ کو ناراض کر کے نبی کو ناراض کیا لہٰذا غضب خدا کے مستحق ہو گئے۔ آپ کو چیلنج دیتا ہوں آپ کسی

کتاب میں ثابت کریں سیدہ فاطمہؑ سے ناراض ہوگئی اور مرتے دم تک (کلام نہ کیا) یا ہم ثابت کرتے ہیں سیدہ فاطمہ ابو بکر سے ناراض ہوگئی مرتے دم تک (کلام نہ کیا)

دوستان معاویہ صاحب کی دعویٰ میں حضرت علیؑ پر اعتراض کا جواب دیا ہے جبکہ میرے دعویٰ میں یہ لفظ موجود ہے معاویہ صاحب کو جواب دعویٰ ہی لکھنے نہیں آیا یہ فدک کے موضوع سے فرار ہونا چاہتا ہے۔

سنی مناظر:

یہ (بھی) مناظر ہے؟ واہ! آپ میری بات کا رد بعد مین کرنا جب مین وہ پیش کروں۔ پہلے آپ کے ذمے اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہے، جواب کس بات کا دیا؟ کیا میں نے کوئی دلیل پیش کی؟ تم بھی مناظر ہو یہ ہماری بد قسمتی ہے، تو آپ بتادو کہ (جواب دعویٰ میں) کیا لکھوں؟ اصل میں میرے جواب دعویٰ پر آپ پریشان ہے اس لیے یہ کہہ رہے ہو۔ اور یہ کہو کہ جواب دعویٰ سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں تم میں اس لیے مجھے کہہ رہے ہو کہ جواب دعویٰ لکھنا نہیں آتا۔

شیعہ مناظر:

ہمیں پریشانی نہیں یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ جس کو جواب دعویٰ لکھنے نہیں آیا اس سے ہم بات کر رہے ہیں اگر ہم نے بتایا تو آپ مناظر کس طرح بن گئے معاویہ صاحب!

(نوٹ! دعویٰ اور جواب دعویٰ کے درمیان جو مقصد کی گفتگو تھی وہ لکھ دی ہے، طوالت سے بچنے کے لئے تکرار کو لکھنے سے گریز کیا گیا ہے، ابو الحسن)

توجہ طلب:

- جہاں لفظ کی غلطی یا جملے کے الفاظ آگے پیچھے تھے بریکیٹ کے ساتھ ان کی تصحیح کی گئی ہے۔
- جس جگہ ایک ہی کتاب کے تین یا چار صفحوں پر مشتمل ایک حوالہ دیا گیا ہے طوالت سے بچنے کے لئے اس کو ایک ہی عکس میں بنا کر دکھایا گیا ہے۔
- جہاں ایک ٹرن میں ایک سوال کو دو مرتبہ دہرایا گیا ہے وہاں صرف ایک ہی دفعہ اس سوال کو لکھا گیا ہے۔

قارئین سے گزارش:

اپنی حتی الوسع کی کوشش کی کہ کمپوزنگ معیاری ہو پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

شیعہ مناظر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی أعدائهم أجمعین

بندہ احقر بخش حسین حیدری کی طرف سے تمام شیعان حیدر کرار کو السلام علیکم تحفہ یا علی علیہ السلام مدد۔

شرائط اور دعویٰ پہلے ہی پیش کر چکا ہوں اب آتا ہوں اپنے کیے ہوئے دعویٰ پر، اس پر دلیل پیش کرتا ہوں۔

پہلی روایت:

مسند أبي سعيد الخدري | 256 | (الحديث: 1075 ـ 1077)

جاء صاحبه فعرفه، فقال له علي: أمرني رسول الله ﷺ بأكله. فانطلق صاحبه إلى رسول الله ﷺ فذكر ذلك له كله، فقال لعلي: «رده على الرجل». فقال: قد أكلته. قال النبي ﷺ: «إن جاءنا شيء أدّيناه إليك».

101/1075 ـ حدثنا عبد الله بن معاوية الجمحي، حدثنا حماد بن سلمة، عن الحجاج، عن عطية العوفي، عن أبي سعيد الخدري، أن رسول الله ﷺ قال: «إنه لم يكن نبيٌّ إلا قد أنذر الدجال قومه، وإني أنذركموه، إنه أعور ذو حدقة جاحظة، ولا يخفى كأنها نخاعة في جنب جدار، وعينه اليسرى كأنها كوكب دري، ومعه مثل الجنة والنار، فجنته عين ذات دخان، وناره روضة خضراء، وبين يديه رجلان ينذران أهل القرى كلما خرجا من قرية دخل أوائلهم، فيسلط على رجل لا يسلط على غيره فيذبحه، ثم يضربه بعصاه ثم يقول: قم فيقول لأصحابه: كيف ترون؟ ألست بربكم؟ فيشهدون له بالشرك. فيقول الرجل المذبوح: يا أيها الناس، ان هذا المسيح الدجال الذي أنذرنا رسول الله ﷺ، فيعود أيضا فيذبحه، ثم يضربه بعصاه فيقول له: قم، فيقول لأصحابه: كيف ترون، ألست بربكم؟ فيشهدون له بالشرك، فيقول المذبوح: يا أيها الناس، إن هذا المسيح الدجال الذي أنذرنا رسول الله ﷺ ما زادني هذا فيك إلا بصيرة. ويعود فيذبحه الثالثة، فيضربه بعصاه، فيقول: قم، فيقول لأصحابه: كيف ترون، ألست بربكم؟ فيشهدون له بالشرك، فيقول: يا أيها الناس، إن هذا المسيح الدجال الذي أنذرنا رسول الله ﷺ ما زادني هذا فيك إلا بصيرة، ثم يعود فيذبحه الرابعة فيضرب الله على حلقه بصفحة نحاس فلا يستطيع ذبحه». قال أبو سعيد: فوالله ما رأيت النحاس إلا يومئذ. قال: «فيغرس الناس بعد ذلك ويزرعون». قال أبو سعيد: كنا نرى ذلك الرجل عمر بن الخطاب لما نعلم من قوته وجلده.

102/1076 ـ قرأت على الحسين بن زيد الطحان هذا الحديث فقال: هو ما قرأت على سعيد بن خثيم، عن فضيل، عن عطية، عن أبي سعيد قال: لما نزلت هذه الآية: ﴿وءات ذا القربى حقه﴾ [الإسراء: ٢٦] دعا النبي ﷺ فاطمة وأعطاها فدك.

103/1077 ـ حدثنا وهب بن بقية، أخبرنا خالد، عن الجريري، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد قال: اعتكف رسول الله ﷺ العشر الأوسط من رمضان يلتمس ليلة القدر، ثم أمر بالبناء فنقض، ثم بينت له في العشر الأواخر. فأمر به فأعيد. فخرج إلينا فقال: «إنها بينت ليلة القدر وإني خرجت لأبينها لكم، فتلاحى رجلان فنسيتها فالتمسوها في التاسعة، والسابعة، والخامسة». قلت: يا أبا سعيد، إنكم أعلم بالعدد منا، فأي ليلة: التاسعة والسابعة والخامسة؟ فقال: أجل، ونحن أحق بذلك، إذا كانت ليلة إحدى وعشرين، ثم دع ليلة ثم التي تليها هي الثالثة، ثم دع الليلة، والتي تليها الخامسة.

قال الجريري: فحدثني أبو العلاء، عن مطرف، أنه سمع معاوية يقول: قال رسول الله ﷺ:

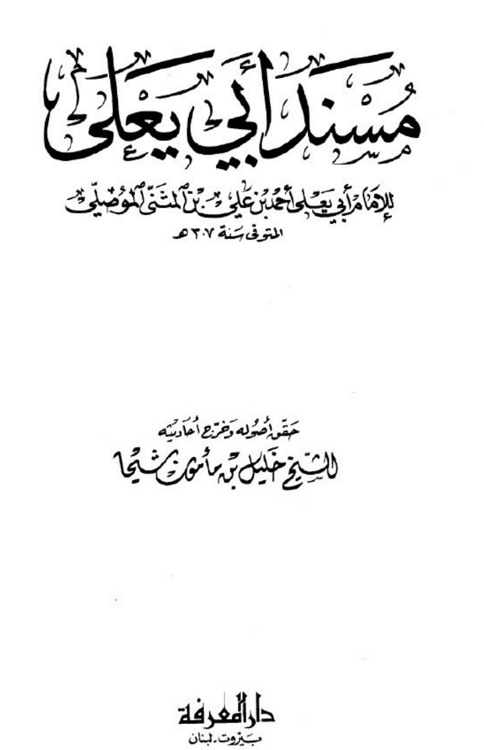

دوسری روایت:

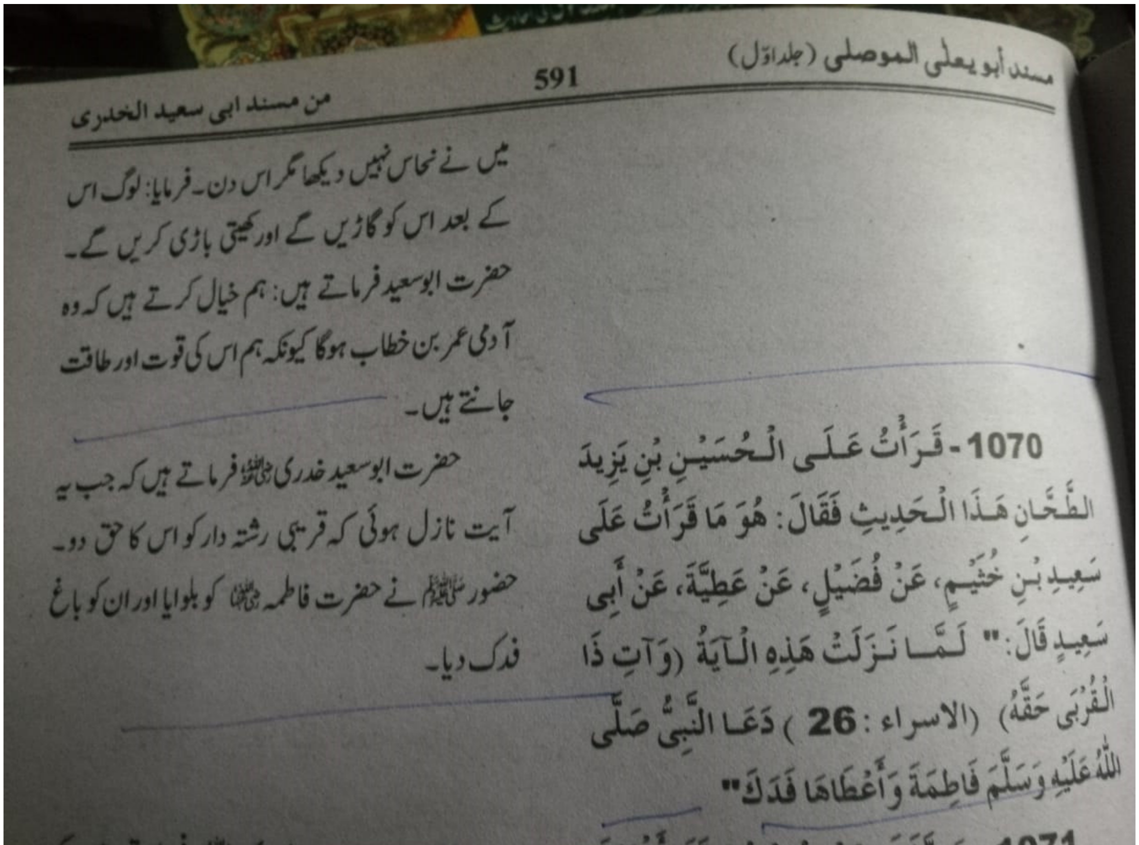

مسند أبو یعلی الموصلی (جلد اوّل) 591 من مسند ابی سعید الخدری

میں نے نحاس نہیں دیکھا مگر اس دن۔ فرمایا: لوگ اس کے بعد اس کو گاڑیں گے اور کھیتی باڑی کریں گے۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں: ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ آدمی عمر بن خطاب ہوگا کیونکہ ہم اس کی قوت اور طاقت جانتے ہیں۔

1070 - قَرَأْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ الطَّحَّانِ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هُوَ مَا قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: " لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ) (الاسراء: 26) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَأَعْطَاهَا فَدَكَ"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ قریبی رشتہ دار کو اس کا حق دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اوران کو باغ فدک دیا۔

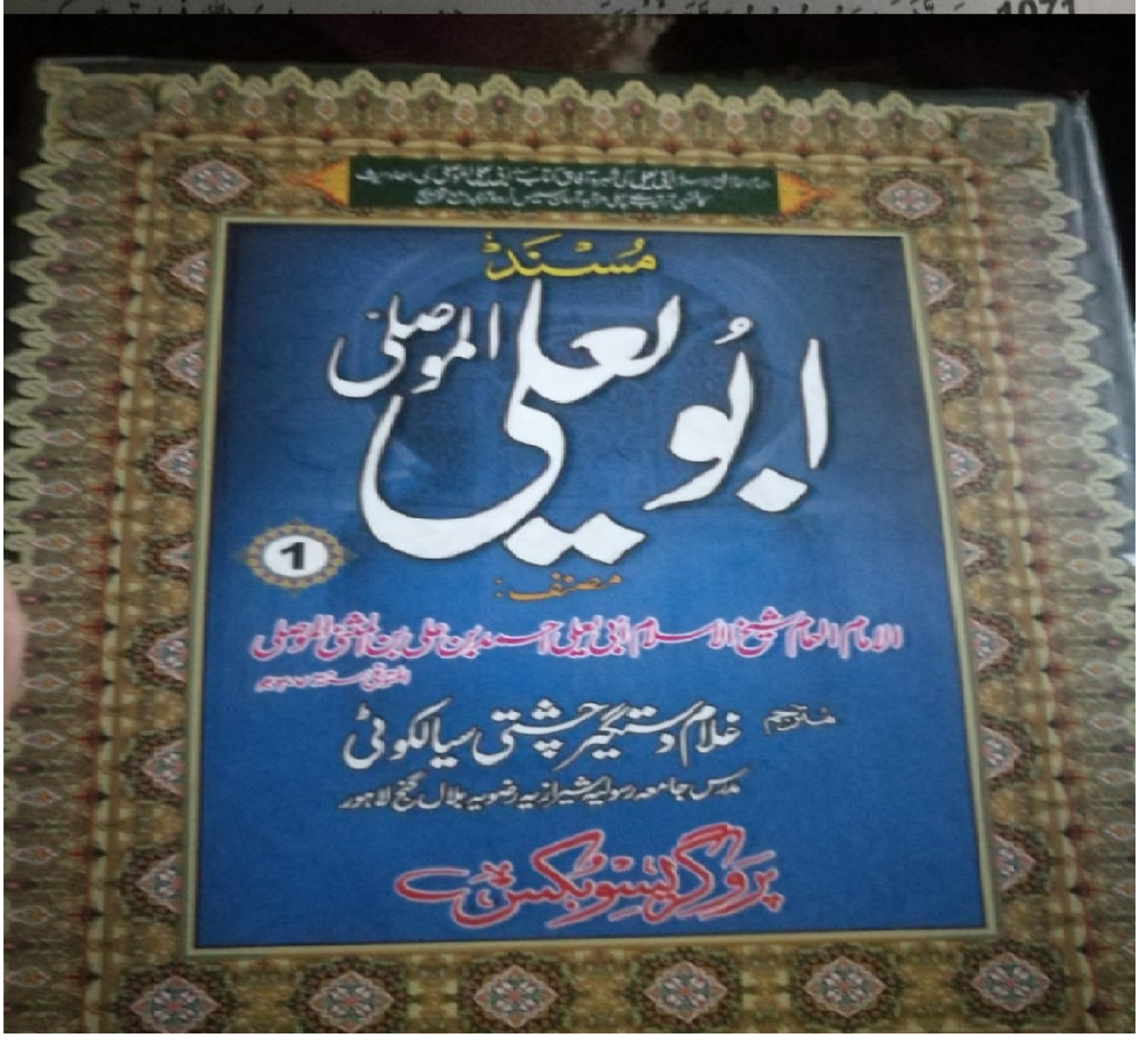

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قریبی رشتہ داروں کو اس کا حق دے دو جناب رسالت مآب نے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ کو بلایا اور فدک دے دیا۔

پہلی روایت عربی متن میں لگائی ہے اور دوسری روایت اردو ترجمہ کے ساتھ لگائی ہے تاکہ سامعین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ جناب معاویہ صاحب! آپ کا پھر یہ دعویٰ باطل ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے فدک جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ کو نہیں دیا۔ شرائط کو پھر پڑھ لینا ہم شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں آپ کی شرائط میں موجود تھا کہ تین حوالوں سے اوپر حوالہ نہیں پیش کیا جائے گا۔اور آپ نے جو جواب دعوی لکھا ہے اس پہلے نقطہ پر گفتگو کر رہا ہوں اس طرح ہر نقطہ پر گفتگو ہو گی۔ ختم۔

سنی مناظر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علی خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

میں علی معاویہ، مناظر منجانب اہل السنت، شیعہ مناظر کے دلائل کا رد شروع کر رہا ہوں

شیعہ کی پیش کردہ پہلے دلیل روایت ابو یعلی کا جواب:

اس میں عطیہ عوفی شیعہ راوی ہے اور اہل السنت کا اصول ہے کہ شیعہ کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔

عطیہ کے شیعہ ہونے کا ثبوت:

ج(٧) تهذيب التهذيب ٢٢٥ العين ـ عطية

الكوفي ابو الحسن · روى عن ابي سعيد وابي هريرة وابن عباس وابن عمر وزيد بن ارقم وعكرمة وعدى بن ثابت وعبد الرحمن بن جندب وقيل ابن جناب · روى عنه ابناه الحسن وعمرو والاعمش والحجاج بن ارطاة وعمرو ابن قيس الملائي ومحمد بن جحادة ومحمد بن عبد الرحمن بن ابي ليلى ومطرف ابن طريف واسمعيل بن ابي خالد وسالم بن ابي حفصة وفراس بن يحيى وابو الجحاف وزكرياء بن ابي زائدة وادريس الاودى وعمران البارقي وزياد ابن خيثمة الجعفي وآخرون · قال البخاري قال لى علي عن يحيى عطية وابو هارون وبشر بن حرب عندي سوى وكان هشيم يتكلم فيه وقال مسلم بن الحجاج قال احمد وذكر عطية العوفي فقال هو ضعيف الحديث ثم قال بلغني ان عطية كان ياتى الكلبي ويسأله عن التفسير وكان يكنيه بابي سعيد فيقول قال ابو سعيد وكان هشيم يضعف حديث عطية · قال احمد وحدثنا ابو احمد الزبيرى سمعت الكلبي يقول كناني عطية ابو سعيد وقال الدورى عن ابن معين صالح وقال ابو زرعة لين وقال ابو حاتم ضعيف يكتب حديثه وابو نضرة احب الي منه وقال الجوزجاني مائل وقال النسائى ضعيف وقال ابن عدى قد روى عن جماعة من الثقات ولعطية عن ابي سعيد احاديث عدة وعن غير ابي سعيد وهو مع ضعفه يكتب حديثه وكان يعد مع شيعة اهل الكوفة · قال الحضرمي توفى سنة احدى عشرة ومائة · قلت · وقيل مات سنة (٢٧) ذكره ابن قانع والقراب وقال ابن حبان في الضعفاء بعد ان حكى قصته مع الكلبي بلفظ مستغرب فقال سمع من ابي سعيد احاديث فلما مات جعل يجالس الكلبي

ج(٧) تهذيب التهذيب ٢٢٦ العين ـ عطية

يحضر بصفته فاذا قال الكلبي قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كذا فيحفظه وكناه اباسعيد ويروى عنه فاذا قيل له من حدثك بهذا فيقول حدثني ابو سعيد فيتوهمون انه يريد اباسعيد الخدرى وانما اراد الكلبي قال لا يحل كتب حديثه الا على التعجب ثم اسند الى ابي خالد الاحمر قال لى الكلبي قال لى عطية كنيتك بابي سعيد فانا اقول حدثنا ابو سعيد وقال ابن سعد انا يزيد بن هارون انا فضيل عن عطية قال لما ولدت اتى بي ابي عليا ففرض لى في مائة وقال ابن سعد خرج عطية مع ابن الاشعث فكتب الحجاج الى محمد بن القاسم ان يعرضه على سب علي فان لم يفعل فاضربه اربعمائة سوط واحلق لحيته فاستدعاه فابي ان يسب فامضى حكم الحجاج فيه ثم خرج الى خراسان فلم يزل بها حتى ولى عمر بن هبيرة العراق فقدمها فلم يزل بها الى ان توفى سنة (١١) وكان ثقة ان شاء الله وله احاديث صالحة ومن الناس من لا يحتج به وقال ابو داود ليس بالذي يعتمد عليه · قال ابو بكر البزار كان يعده في التشيع روى عنه جلة الناس وقال الساجي ليس بحجة وكان يقدم عليا الكل...

(٤١) ق ـ عطية بن سفيان بن عبد الله بن ربيعة ...
وعبد الله وعمرو · روى عن وفد ثقيف · وعنه عيس...
الدار · ذكره ابن حبان فى الثقات وقال روى عن علي ...
ماجة حديثا واحدا · قلت · قال البخارى في تاريخ...
عطية بن سفيان قال لما قتل عثمان اقبلت مع علي و...
الصحابة لان في روايته عن عطية بن سفيان قال قد...

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا ختم
الجزء السابع
من كتاب
تهذيب التهذيب
للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين
أبي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني
المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى
بمنه وكرمه آمين
الطبعة الاولى
بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند
بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن
سنة (١٣٢٦) هجرية

نخبۃ الفکر اور تدریب الراوی سے یہ اصول کہ شیعہ کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔ (اگلے صفحہ پر عکس ملاحظہ کریں)

شرح النخبة

نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر

في مصطلح أهل الأثر

للإمام الحافظ ابن حجر

أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني رحمه الله تعالى

٧٧٣ - ٨٥٢ هـ

حققه على نسخة مقروءة على المؤلف وعلق عليه

نور الدين عتر حفظه الله

أستاذ التفسير والحديث في كليات الشريعة والآداب

بجامعتي دمشق وحلب

طبعة جديدة مصححة ملونة

مكتبة البشرى

شرح نخبة الفكر ١٠٠ أقسام الآحاد

كما تقدم، وقيلَ: يُقْبَلُ مَن لَمْ يكنْ داعيةً إلى بدعَتِهِ؛ لأنَّ تزيينَ بدعَتِه قد يَحْمِلُهُ على تحريفِ الرواياتِ وتَسويَتِها على ما يَقْتضيه مذهبُهُ، وهذا في الأصحِّ

وأغربَ ابنُ حِبَّانَ، فادَّعى الاتفاقَ على قبولِ غيرِ الدَّاعيةِ مِن غيرِ تفصيلٍ[1] نعمْ الأكثرُ على قَبولِ غيرِ الدَّاعيةِ، إلا أنْ يَروي ما يُقوّي بدْعَتَهُ فَيُرَدُّ على المذهَبِ المُخْتارِ، وبه صرَّحَ الحافظُ أبو إسحاق إبراهيمُ بنُ يعقوبَ الجُوزَجانيُّ[2] شيخُ أبي داودَ والنَّسائيِّ في كتابِه "معرفة الرِّجال"، فقالَ في وصْفِ الرُّواةِ: ومِنهُم زائغٌ عن الحَقِّ أيْ عنِ السُّنَّةِ صادقُ اللَّهجَةِ؛ فليسَ فيه حيلةٌ إلاَّ أنْ يؤخذَ من حديثِه ما لا يكون منكَراً، إذا لم يُقَوِّ به بدعته انتهى.

وما قاله مُتَّجِهٌ؛ لأنَّ العلةَ التي لها رُدَّ حديثُ الدَّاعيةِ واردةٌ فيما إذا كان ظاهرُ المرويِّ يوافِقُ مذهبَ المُبْتَدِعِ ولو لم يكنْ داعيةً، والله أعلم.

[سوء الحفظ]

ثمّ سوءُ الحِفْظِ: وهو السببُ العاشِرُ مِن أَسبابِ الطَّعنِ، والمُرادُ بهِ مَنْ لم يَرْجَحْ جانبُ إصابتِه على جانبِ خَطَئِه، وهو على قِسْمَين

[الشاذ على رأي]

إنْ كانَ لازِماً للرَّاوي في جَميعِ حالاتِه فهُو الشاذُّ على رأيِ بعضِ أهلِ الحديثِ[3].

(١) أي دون تفريق بين أن يكون ظاهر المروي موافقا بدعته أو لا.
(٢) إبراهيم بن يعقوب بن إسحاق الجوزجاني، من الحفاظ المصنفين، وهو منحرف عن علي رضي الله عنه، توفي ٢٥٩هـ، كتبه تدل على وفرة علمه، له: "الجرح والتعديل" و"الضعفاء" ط، ولكنه يتحامل على الكوفيين.
(٣) كأنهم أرادوا بالشاذ المنفرد بصفة، شرح الشرح: ٥٣٥، ونقول: هذا اصطلاح غريب في الشاذ، وانظر ما سبق ص: ٥٩، و٧١.

تدريب الراوي

في

شرح تقريب النواوي

تأليف

الحافظ جلال الدين السيوطي

رحمه الله

٨٤٩ - ٩١١ هـ

حققه

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

طبعة مزيدة ومنقحة

الجزء الأول

مكتبة الكوثر

(٢٣) صفة من تقبل روايته ٣٨٥

إلى بِدْعتِهِ ولَا يحْتجُّ بِهِ إنْ كانَ دَاعيةً ، وهذَا هوَ الْأظهرُ الْأعدلُ ، وقوْلُ الكثيرِ أوْ الأكثرِ ، وضُعف الأوّل بِاحتجاجِ صاحبي الصحيحين وغيْرِهما بِكثيرٍ من الْمبتدِعةَ غيْر الدُّعاةِ .

لأن تزيين بدعته قد تحمله على تحريف الروايات ، وتسويتها على ما يقتضيه مذهبه .

(وهذا) القول (هو الأظهر الأعدل ، وقول الكثير ، أو الأكثر) من العلماء .

(وضعف) القول (الأول باحتجاج صاحبي الصحيحين وغيرهما بكثير من المبتدعة غير الدعاة) كعمران بن حطان ، وداود بن الحصين .

قال الحاكم[1] وكتاب مسلم ملآن من الشيعة .

وقد ادعى ابن حبان الاتفاق[2] على ردّ الداعية ، وقبول غيره[3] بلا تفصيل[4] .

[تنبيهات]

الأول : قيد جماعة قبول خبر الداعية بما إذا لم يرو ما يقوي بدعته ، صرح بذلك الحافظ أبو إسحاق الجوزجاني شيخ أبي داود والنسائيُّ ، فقال في كتابه : معرفة الرجال[5] : ومنهم زائغ عن الحق ، أي عن السنة ، صادق اللهجة ، فليس فيه حيلة ، إلا أن يؤخذ[6] من حديثه ما لا يكون منكراً ، إذا لم يقوّ به بدعته ، وبه جزم شيخ الإسلام في النخبة .

(١) أخرجه الخطيب في الكفاية ١٥٩ من قول أبي عبد الله الأخرم .
(٢) انظر قول ابن حبان في صحيحه (١٤٩/١) ، والمجروحين (٨١/١ – ٨٢) ، والثقات (١٤٠/٦) في ترجمة جعفر بن سليمان الضبعي .
(٣) ف « غيرها » .
(٤) قال الحافظ في نزهة النظر ٥٠ – ٥١ وأغرب ابن حبان فادعى الاتفاق على قبول غير الداعية من غير تفصيل .
(٥) الشجرة في أحوال الرجال ص ١١ .
(٦) ف « يوجد » .

تو اصول کے مطابق یہ روایت قابل قبول نہیں۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

جی معاویہ صاحب اس روایت میں کون سی بدعت ہے یا کس نوعیت کی بدعت ہے؟ بقایا پھر جواب دیتا ہوں عطیہ پر۔ ختم شد

سنی مناظر:

یہ مسلک شیعہ کا ہے نہ کہ اہل السنت کا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہؓ کو فدک ہبہ کیا تھا۔ اَقع عطیہ عوفی شیعہ ہے اور اَقع فضیل بھی شیعہ ہے۔ تو اصول واضح ہے کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔

اس روایت کا دوسرا جواب یہ کہ یہ آیت بھی مکی ہے جس پر شیعہ اور سنی مفسرین متفق ہیں۔ تفسیر میزان طباطبائی سے حوالہ پیش کر رہا ہوں کہ یہ آیت مکی ہے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

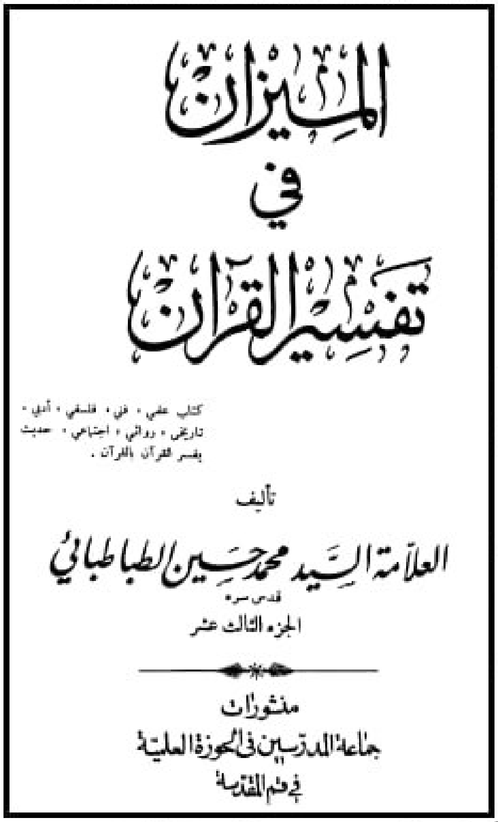
المِيزَان
في
تفسِير القرآن

كتاب علمي ، فني ، فلسفي ، أدبي ، تاريخي ، روائي ، اجتماعي ، حديث يفسر القرآن بالقرآن .

تأليف

العلامة السيد محمد حسين الطباطبائي
قدس سره
الجزء الثالث عشر

منشورات
جماعة المدرسين في الحوزة العلمية
في قم المقدسة

هذا ان كان الذل بمعنى المسكنة وان كان بـ
جناحه ليجمع تحته افراخه رحمة بها وحفظا لـ

وقوله : « وقل رب ارحمهما كما ربياني صـ
الله سبحانه أن يرحمهما كما رحماك وربياك صغيـ

قال في المجمع : وفي هذا دلالة على أن دعاء
للامر به معنى . انتهى. والذي يدل عليه كون
ديني ينتفع به الولد وان فرض عدم انتفاع والد
الدعاء بالوالد الميت غير ظاهر والآية مطلقة .

قوله تعالى: « ربكم اعلم بما في نفوسكم ان تـ
السياق يعطي أن تكون الآية متعلقة بما تقدمها
عقوقهما ، وعلى هذا فهي متعرضة لما إذا بدرت
أو فعل يتأذيان به ، وإنما لم يصرح به للإشارة
ينبغي أن يقع .

فقوله : « ربكم أعلم بما في نفوسكم » أي أعلم منكم به ، وهو تمهيد لما يتلوه من قوله : « إن تكونوا صالحين » فيفيد تحقيق معنى الصلاح أي إن تكونوا صالحين وعلم الله من نفوسكم ذلك فإنه كان الخ ، وقوله : « فإنه كان للأوابين غفوراً » أي للراجعين اليه عند كل معصية وهو من وضع البيان العام موضع الخاص .

والمعنى : إن تكونوا صالحين وعلم الله من نفوسكم ورجعتم وتبتم اليه في بادرة ظهرت منكم على والديكم غفر الله لكم ذلك إنه كان للأوابين غفوراً .

قوله تعالى : « وآت ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل » تقدم الكلام فيه في نظائره ، وبالآية يظهر أن إيتاء ذي القربى والمسكين وابن السبيل مما شرع قبل الهجرة لأنها آية مكية من سورة مكية .

قوله تعالى : « ولا تبذر تبذيراً إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين وكان الشيطان

فضیل کے شیعہ ہونے پر دلیل:

مصفح وغيرهم · وعنه زهير بن معاوية ووكيع وعبد الغفار بن الحكم وحسين بن علي الجعفي وابواسامة والفضل بن موفق ويحيى بن آدم ويحيى بن ابي بكير ويزيد ابن هارون ومحمد بن ربيعة الكلابي ومحمد بن فضيل ونعيم بن ميسرة النحوي وزيد بن الحباب وابو نعيم وعلي بن الجعد وآخرون · قال معاذ بن معاذ سألت الثوري عنه فقال ثقة وقال الحسن بن علي الحلواني سمعت الشافعي يقول سمعت ابن عيينة يقول فضيل بن مرزوق ثقة وقال ابن ابي خيثمة عن ابن معين ثقة وقال عبد الخالق بن منصور عن ابن معين صالح الحديث الا انه شديد التشيع وقال احمد لا اعلم الا خيرا وقال ابن ابي حاتم عن ابيه صالح الحديث صدوق يهم كثيرا يكتب حديثه قلت يحتج به قال لا وقال النسائي ضعيف وقال ابن عدي ارجو انه لا بأس به وقال الحسين بن الحسن المروزي سمعت الهيثم بن جميل يقول جاء فضيل بن مرزوق وكان من ائمة الهدى زهدا وفضلا الى الحسن بن صالح بن حي فذكر قصة له عند النسائي حديث عبد الله بن عمر اياكم والشح · قلت · قال مسعود عن الحاكم ليس هو من شرط الصحيح وقد عيب على مسلم اخراجه لحديثه قال ابن حبان في الثقات يخطئ وقال في الضعفاء كان يخطئ على الثقات ويروي عن عطية الموضوعات وقال ابن شاهين في الثقات اختلف قول ابن معين فيه وقال في الضعفاء قال احمد بن صالح حديث فضيل عن عطية عن ابي سعيد حديث الله الذي خلقكم من ضعف · ليس له عندي اصل ولا هو بصحيح وقال ابن رشدين لا ادري من اراد احمد بن صالح بالتضعيف

اعطية ام فضيل بن مرزوق · وقال العجلي جائز الحديث صدوق وكان فيه تشيع وقال احمد لا يكاد يحدث عن غير عطية ●

(٥ بخ ـ فضيل بن مسلم · عن ابيه عن علي في النهي عن اللعب بالنرد وعنه عبيد الله بن الوليد الوصافي · وقال النسائي في الكنى ابوانس فضيل بن مسلم روى عن عطاء بن ابي رباح روى عنه اسباط · فيحتمل ان يكون هو ●

(٥ بخ د س ق ـ فضيل بن ميسرة الازدي العقيلي (١) ابو معاذ البصري ختن بديل بن ميسرة · روى عن طاوس والشعبي وابي حريز قاضي سجستان روى عنه شعبة وسعيد بن ابي عروبة ويزيد بن زريع ومعتمر بن سليمان وابو معشر البراء ويحيى بن سعيد القطان · قال ابن المديني سمعت يحيى بن سعيد يقول قلت للفضيل بن ميس[رة] ... كتابي فاخذته بعد ذلك من ... وقال اسحاق بن منصور عن ... الحديث وقال النسائي لا بأس ... مستقيم الحديث · له عند (م ... وغير ذلك ●

(٥ فق ـ فضيل الناجي (٢) ... من

(٥ خ ٤ ـ فطر بن خليفة ...

(١) العقيلي بالضم ١٢ خلا ...

وشدة تحتية مغني و(الخناط) في الت...

الحمد لله الذي وفقنا ويسرلنا طبع

الجزء الثامن
من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين
ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني
المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى
بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند
بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن
سنة (١٣٢٦) هجرية

تیسرا یہ کہ یہ روایت دوسری صحیح روایت کے بھی خلاف ہے۔

صحیح سند سے روایت ہے کہ؛ وان فاطمة سالته ان يجعلها لها، فابى... ”سیدہ فاطمہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فدک مانگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے سے انکار کر دیا۔ (اگلے صفحہ پر عکس ملاحظہ کریں)

سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى
٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

الجزء الخامس

أشرف على تحقيق الكتاب و خرّج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

...لِيَ عُمَرُبنُ عبد العزيز بكى، فقال له
...: لا أُحِبُّه، قال: لا تخفْ، فإنَّ الله

...بنُ هشام بن يحيى، حدّثني أبي، عن
...ب عُمَرَبنِ عبد العزيز، فسمعنا بُكاءً،
...تُقيم في منزلها وعلى حالها، وأعلمها
وبين أن تلحقَ بمنزلِ أبيها، فبكت،

...عمربن عبد العزيز سُمَّارٌ يستشيرُهم،
...موا قال: إذا شئتُم.

وعنه انه خطب وقال: واللهِ إن عبْداً لَيْسَ بَيْنَهُ وبَيْنَ آدَمَ أَبٌ إلاَّ قدْ مَاتَ لَمُعْرَقٌ لَهُ في المَوْت(١).

جرير، عن مُغيرة قال: جمع عمربن عبد العزيز بني مروان حين استُخلف، فقال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كانت له فَدَك(٢) يُنفِقُ منها، ويعودُ منها على صغير بني هاشم، ويُزَوِّج منها أَيِّمَهُم، وإنَّ فاطمة سألته أن يجعَلها لها، فأبى، فكانت كذلك حياةَ أبي بكر وعمر، عَمِلا فيها عمَله، ثم أقطعها مروان، ثم صارت لي، فرأيتُ أمراً ـ منعه رسولُ الله ﷺ ـ بنته ليس لي بحق،

(١) أي: إن له فيه عرقاً، وإنه أصيل في الموت، وعرق كل شيء أصله.

(٢) هي قرية بالحجاز بينها وبين المدينة يومان أفاءها الله على رسوله ﷺ في سنة سبع صلحاً، وذلك أن النبي ﷺ لما نزل خيبر، وفتح حصونها، ولم يبق إلا ثلاث، واشتد بهم الحصار، راسلوا رسول الله ﷺ يسألونه أن ينزلهم على الجلاء وفعل، وبلغ ذلك أهل فدك، فأرسلوا إلى النبي ﷺ أن يصالحهم على النصف من ثمارهم وأموالهم فأجابهم إلى ذلك، فهي مما لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب، فكانت خالصة لرسول الله ﷺ.

١٢٨

وإني أشهدُكم أني قد رددتُها على ما كانت عليه في عهد رسول الله ﷺ(١).

قال الليث: بدأ عمرُبن عبد العزيز بأهلِ بيته، فأخذ ما بأيديهم، وسمّى أموالهم مظالِمَ، ففزعَتْ بنو أُميَّة إلى عمَّته فاطمة بنتِ مروان، فأرسلت إليه: إني قد عناني أمْر، فأتته ليلاً، فأنزلها عن دابتها، فلمَّا أخذت مجلِسَها قال: يا عمَّة! أنتِ أولى بالكلام، قالت: تكلَّم يا أميرَ المؤمنين، قال: إنَّ الله بعث محمداً ﷺ رحمةً، ولم يبعثه عذاباً، واختار له ما عنده، فَترك لهم نهراً، شُرْبُهُمْ سواءٌ، ثم قام أبو بكر فترك النهرَ على حاله، ثم عمر، فعمِلَ عَمَلَ صاحبه، ثم لم يزل النهرُ يشتقُّ منه يزيدُ ومروانُ وعبدُ الملك، والوليدُ وسليمانُ، حتى أفضى الأمر إليّ، وقد يبس النهر الأعظم، ولن يروي أهله حتى يعودَ إلى ما كان عليه، فقالت: حسبُك، فلستُ بذاكرةٍ لكَ شيئاً، ورجعت فأبلغتهم كلامَه.

وعن ميمون بن مهْران، سمعتُ عمرَ بنَ عبد العزيز يقول: لوْ أقمتُ فيكم خمسينَ عاماً ما استكملتُ فيكم العَدْلَ، إني لأُريدُ الأمرَ من أمْر العامَّة،

(١) أخرجه أبو داود (٢٩٧٢) في الخراج والإمارة: باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال، ورجاله ثقات. وقال ياقوت في «معجم البلدان»: فكانت في أيدي ولد فاطمة أيام عمر بن عبد العزيز، فلما ولي يزيد بن عبد الملك، قبضها فلم تزل في أيدي بني أمية حتى ولي أبو العباس السفاح الخلافة، فدفعها إلى الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب، فكان هو القيم عليها يفرقها في بني علي ابن أبي طالب، فلما ولي المنصور، وخرج عليه بنو الحسن، قبضها عنهم، فلما ولي المهدي بن منصور الخلافة، أعادها عليهم، ثم قبضها موسى الهادي ومن بعده إلى أيام المأمون، فجاءه رسول بني علي بن أبي طالب، فطالب بها، فأمر أن يسجل لهم بها، فكتب السجل، وقرىء على المأمون، فقام دعبل الشاعر وأنشد:

أصبح وجه الزمان قد ضحكا ... برد مأمون هاشم فدكا

وانظر البخاري ٣٧٧/٧ في المغازي: باب غزوة خيبر، وفي الجهاد: باب فرض الخمس، وفي فضائل أصحاب النبي ﷺ: باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، وفي الفرائض: باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا صدقة» ومسلم (١٧٥٩) في الجهاد والسير: باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا صدقة».

سير ٩/٥ ١٢٩

ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! آپ نے عطیہ پر بدعت کا الزام لگایا (ہے آپ) جواب دیں کہ اس روایت میں عطیہ نے کونسی بدعت کی (ہے)؟ (آپ) کسی محقق کا قول دکھائیں (کہ) اس روایت میں بدعت ہے۔ آپ کی تاویل قابل قبول نہیں ہو گی اور جب تک ایک نقطہ پر بات واضح نہیں ہوتی (تب تک) بلاوجہ سکین مت لگائیں۔

معاویہ صاحب! ہم آپ کو محققین کا قول دکھانے کے لیے تیار ہیں جہاں بدعت ہوتی ہے وہاں مارک (نشان) کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ اس روایت میں یہ دکھائیں (کہ) کہاں بدعت ہے؟ (آپ) پہلے ہی سوال پر پریشان ہو گئے۔

معاویہ صاحب میں میزان الاعتدال کا اردو میں سکین دے رہا ہوں جس میں بدعت کے بارے میں وضاحت کی (گئی) ہے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

۲-ابان بن تغلب (م،عو) کوفی

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا' اور انتہا پسند تھا' لیکن یہ ''صدوق'' (یعنی روایات نقل کرنے میں سچا) تھا۔ ہم اس کی سچائی لے لیں گے اور بدعت اس کے ذمے ہوگی۔

احمد بن حنبل، ابن معین اور ابو حاتم نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ ''غالی شیعہ'' تھا۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کھلا گمراہ تھا۔

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی بدعتی کو ثقہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ ثقہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے راوی میں عدالت

www.besturdubooks.net

اور اتقان بھی ہونا چاہئے' لہٰذا جو شخص بدعتی ہو وہ عادل کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت ہے' جیسے تشیع میں غلو اختیار کرنا یا ایسا تشیع جس میں غلو اور تحریف نہ ہو یہ چیز بہت سے تابعین اور تبع تابعین میں پائی جاتی تھی' حالانکہ وہ دین دار' پرہیزگار اور سچے تھے' لہٰذا اگر ان لوگوں کی روایت کو محض اس وجہ سے مسترد کر دیا جائے تو بہت سی احادیث رخصت ہو جائیں گی اور یہ بڑا نقصان ہے۔

پھر دوسری بڑی بدعت ہے۔ جیسے کامل رفض اور اس میں غلو اختیار کرنا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا یا اس کی طرف دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے کہ اس طرح کے راویوں کو نہ دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں کوئی بزرگی حاصل ہوتی ہے۔

اس وقت میرے ذہن میں مثال بیان کرنے کے لیے کسی شخص کا خیال نہیں آ رہا جو سچا ہو یا مامون ہو۔ حاصل ایسے لوگوں کا شعار جھوٹ بولنا اور تقیہ کرنا ہوتا ہے اور منافقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے' جس شخص کی یہ حالت ہو اس کی نقل کردہ روایت کو ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔

اسلاف کے زمانے میں عموماً ''غالی شیعہ'' اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کے بارے میں کلام کرتا تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی تھی یا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کیا کرتے تھے۔

لیکن ہمارے زمانے میں غالی شیعہ اس کو کہا جاتا ہے جو ان مذکورہ اکابرین کی تکفیر کرتا ہے اور شیخین سے براءت کا اظہار کرتا ہے' ایسا شخص گمراہ ہے۔ تاہم ابان بن تغلق شیخین کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے تھے' البتہ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات سے افضل ہیں۔

مقالات زی (میں ہے) جو راوی ثقہ ہو اس پر شیعہ یا غیر شیعہ کی جرح کر کے روایت کو نا قابل قبول سمجھنا غلط بات ہے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

اس پر قدری ہونے کا الزام ہے۔اسی لئے لوگ اس سے دور بھاگتے تھے'' (مذہبی داستانیں حصہ اول ص ۹۳)

یہ ترجمہ غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اس پر قدری ہونے کا الزام ہے اور وہ اس (الزام) سے لوگوں میں سب سے زیادہ دور تھے، محمد بن عبداللہ بن نمیر نے ابن اسحاق کے بارے میں فرمایا: اگر وہ مشہور لوگوں سے روایت کریں جن سے انھوں نے سُنا ہے تو حسن الحدیث صدوق ہیں۔الخ (الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۱۲۰ و تاریخ بغداد للخطیب ج ۱ ص ۲۲۷ و سندہ صحیح)

رہا مجہولین سے احادیثِ باطلہ بیان کرنا تو ان میں جرح مجہولین پر ہے۔دیکھئے عیون الاثر لابن سید الناس (ج ۱ ص ۱۴)

معلوم ہوا کہ درج بالا عبارت میں کاندھلوی نے امام ابن نمیر پر جھوٹ بولا ہے اور عربیت میں اپنی جہالت کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے۔خلاصہ یہ کہ کاندھلوی صاحب کی اپنی ذات مشکوک ہے اور پُرانے ضعیف ومتروک راویوں کی طرح وہ بذات خود ضعیف ومتروک شخصیت ہیں۔

(۲) ہمارے علم کے مطابق کسی ایک محدث نے بھی عبدالرزاق کو رافضی نہیں کہا، رہا مسئلہ معمولی تشیع کا تو یہ موثق عندالجمہور راوی کے بارے میں چنداں مضر نہیں ہے۔خود کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں: ''گو شیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں'' (مذہبی داستانیں ج ۱ ص ۲۶۳)

دوسرے یہ کہ تشیع سے عبدالرزاق کا رجوع بھی ثابت ہے جیسا کہ اسی مضمون میں باحوالہ گزر چکا ہے۔

(۳) عبدالرزاق پر کذاب والی جرح کسی محدث سے ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو امام احمد، امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہم کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

(۴) یہ شرائط کاندھلوی صاحب کی خود ساختہ ہیں۔

(۵) جو راوی ثقہ وصدوق ہو تو اس پر شیعہ وغیرہ کی جرح کرکے اس کی روایات کو نا قابلِ قبول سمجھنا غلط ہے۔شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ وہ سچا راوی جس پر بدعتی ہونے کا الزام ہے، کی روایت قابلِ قبول ہوتی ہے، چاہے وہ اس کی بدعت کی تقویت میں ہو یا نہ ہو بشرطیکہ بدعت مکفّرہ نہ ہو۔

دیکھئے التنکیل بما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل (ج ۱ ص ۴۲ تا ۵۲)

معاویہ صاحب! فضیل بھی ثقہ راوی ہے آپ کو بدعت ثابت کرنا ہوگی روایت میں۔

فضیل کا جواب یہ ہے:

فضیل کو صدوق حسن الحدیث کہا ہے۔(عکس ملاحضہ کریں)

معاویہ صاحب! آپ کو یہ بات پھر واضح کرتا چلوں کہ آپ کی تاویل قابل قبول نہیں ہوگی۔ آپ نے اعتراض اٹھایا کہ عطیہ بدعت کرتا تھا اس روایت میں کہاں بدعت ہے؟

معاویہ صاحب! آپ کے محققین و محدثین کسی راوی کو شیعہ کس بناء پر قرار دیتے تھے؟ اور روایت میں بدعت ثابت کر۔

ختم شد

سنی مناظر:

سب سے پہلی بات تو یہ کہ کسی راوی کو شیعت کہنا کوئی جرح نہیں جو آپ توثیقات بھیجا شروع ہو گئے۔ اس لیے فضیل وغیرہ کی توثیق بھیج کر وقت ضائع مت کریں۔

دوسرا یہ کہ میں پہلی ہی بتا چکا ہوں کہ فدک کا ہبہ کیا جانا اہل السنت کا نہیں شیعہ کا مسلک ہے، یہی تو بدعت ہے اس (عطیہ) کی۔ ایک تو محدثین نے واضح شیعہ لکھا ہے فضیل اور عطیہ کو اور دوسرا انہی سے فدک ہبہ ہونے والی بات ہے۔ تو ان کی بات اصول کے مطابق مردود ہوئی۔

اور یہ اصول تو شیعہ مذہب کا بھی ہے کہ ثقہ غیر اثنا عشری کی روایت قبول ہے لیکن جب روایت اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو قبول نہیں۔ میں شیعوں کے شہید ثانی زین الدین العاملی کی (کتاب) الرعایۃ سے حوالہ بھیج رہا ہوں۔

(عکس ملاحظہ کریں)

[ب.] ولا العدد

بناءً على اعتبار خبر الواحد.

وعلى عدم اعتباره، لا يُعتبَر في المقبول منه، عدد خاصّ؛ بل، ما يحصّل به العلم.

فالعدد؛ غير مُعتبَر في الجملة مُطلقاً.

الثالث

في: بقية الاعتبار[1]

وهل يُعتبَر مع ذالک امرٌ آخر؟ ومذهبٌ خاصّ؟

أم لا يُعتبَر؟ فتُقبل رواية جميع فِرق المسلمين، وإن كانوا أهل بدعة.

أقوال:

أحدها: أنّه لا تُقبلُ روايةُ المبتدِع مُطلقاً لِفسقهِ، وإن كان يتأوّل؛ كما استوى — في الكفر — المتأوّل وغيرُهُ.

والثاني: إنْ لم يستحلّ الكذبَ لِنُصرة مذهبه، قُبِلَ[2]؛ وإنْ استحلّه كالخطابيّة، من غُلاة الشيعة، لم يُقبَل[3].

والثالث: إن كان داعيةً لِمذهبِهِ لم يُقبَلْ؛ لأنّه مظنّةُ التُّهمة بترويج مذهبه[4]؛ وإلاّ، قُبِل؛ وعليه أكثر الجمهور.

(١) هذا العنوان؛ ليس من النسخة الاساسية: ورقة ٤٥، لوحة ب، سطر ١٥ ولا الرضوية.

(٢) قال الحافظ الذهبي في الميزان: ج ١ ص ٤ — في ترجمة أبان بن تغلب الكوفيّ —: «شيعي جَلِد، لكنّه صدوق؛ فلنا صِدقه، وعليه بدعته».

(٣) قال الشافعيّ: أقبلُ شهادةَ أهل الأهواء؛ إلاّ الخطابيّة من الرافضة، لأنّهم يرون الشهادة بالزور لموافقيهم.

وعقّبَ ابنُ كثيرٍ على ذالک بقولهِ: «فلم يُفرّق الشافعي في هذا النصّ، بين الداعية وغيره؛ ثم ما الفرق في المعنى بينهما؟ وهذا البخاريّ، قد خرّجَ لِعِمران بن حطّان الخارجيّ، مادحَ عبدالرّحمان بن مُلجَم — قاتل عليّ —؛ وهذا من أكبر الدعاة إلى البدعة، والله أعلم»؛ «يُنظر: الباعث الحثيث: ص ٩٩ — ١٠٠».

ويُنظر — بخصوص الخطابيّة — بالإضافة إلى ما ذُكِرَ في هامش الباب الأوّل: ص ١٦٣؛ ينظر: اختيار معرفة الرجال — المعروف برجال الكَشّيّ —: ص ٢٩٠، ٣٢١، ٣٢٣، ٤٧٨ — ٤٨٢.

(٤) قال الشيخ المفيد: فروى الواقدي: عن هاشم بن عاصم، عن المنذر بن الجهم؛ قال: سألتُ عبدالله بن تغلبه: كيف كانت بيعة علي «عليه السلام»؟ قال: رأيتُ بيعةً رأسُها الأشتر يقول: مَن لم يُبايع ضربتُ عُنقه...

١٨٨

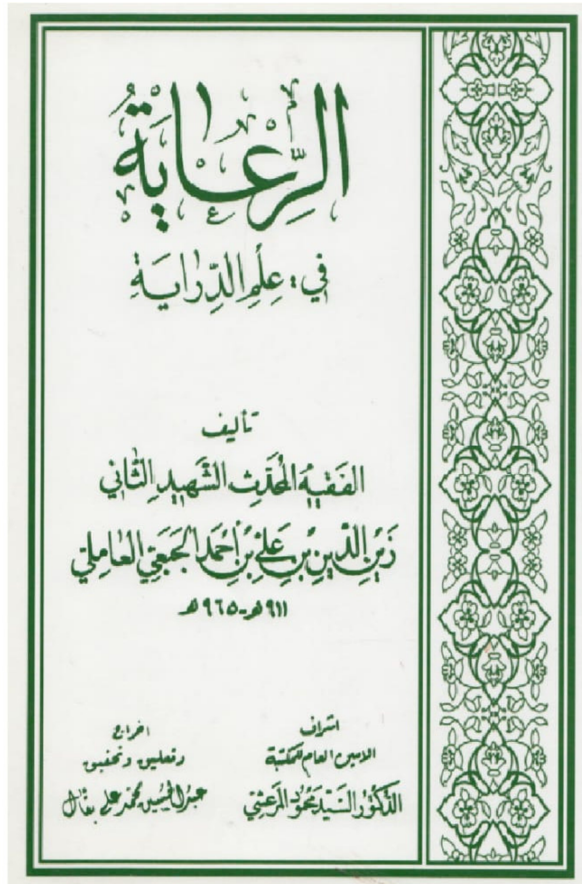

تو شیعہ مذہب کی کتب سے اصول ثابت ہوا کہ بدعتی ثقہ کی روایت جب اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو قبول نہیں۔

اس کے علاوہ میں نے دوسرے دلائل سے بھی (اوپر) ہبہ کا رد کیا (ہے)۔ کہ آت ذا القربی.. آیت مکی ہے، اور یہ روایت دوسری صحیح روایت کے خلاف ہے جس میں ہبہ کا انکار ثابت ہے۔

اب میں اہل السنت علماء سے ثابت کرتا ہوں کہ فدک ہبہ کیے جانے والی بات ثابت نہیں۔

(عکس ملاحظہ کریں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اور تحفہ اثنا عشری اردو)

فإن قلت: رووا أن فاطمة طلبت فدك، وذكرت أن رسول الله، ﷺ أقطعها إياها وشهد علي، رضي الله تعالى عنه، على ذلك فلم يقبل أبا بكر شهادته؛ لأنه زوجها. قلت: هذا لا أصل له ولا يثبت به رواية أنها ادعت ذلك، وإنما هو أمر مفتعل لا يثبت. **قوله:** «**ما ترك**» بيان أو بدل لميراثها. **قوله:** «**مما أفاء الله عليه**» من الفيء، وهو ما حصل له ﷺ من أموال الكفار من غير حرب ولا جهاد. **قوله:** «**لا نورث**»، قال القرطبي: جميع الرواه لهذه اللفظة يقولونها بالنون: لا نورث، يعني جماعة الأنبياء، عليهم الصلاة والسلام، كما في الرواية الأخرى: نحن معاشر الأنبياء لا نورث. **قوله:** «**ما تركنا**» في محل الرفع على الابتداء. «**وصدقة**» بالرفع خبره، وقد صحف بعض الشيعة هذا وقال: لا يورث، بياء آخر الحروف، وما تركنا صدقة، بالنصب على أن يجعل: ما، مفعولاً لما لم يسم فاعله، و: صدقة، تنصب على الحال، يكون معنى الكلام: أن ما نترك صدقة لا يورث، وهذا مخالف لما وقع في سائر الروايات، وإنما فعل الشيعة هذا واقتحموه لما يلزمهم على رواية الجمهور من فساد مذهبهم،

عمدة القاري
شرح
صحيح البخاري
تأليف
الإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني
المتوفى سنة ٨٥٥ هـ
ضبطه وصححه
عبد الله محمود محمد عمر
طبعة جديدة مرقمة الكتب والأبواب والأحاديث
حسب ترقيم المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي الشريف
الجزء الخامس عشر
يحتوي على الكتب التالية:
تتمة الجهاد والسير - الخمس - الجزية والموادعة - بدء الخلق - أحاديث الأنبياء
من الحديث (٣٠٦٧) - إلى الحديث (٣٤١١).
منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

لأنهم يقولون: إن النبي ﷺ يورث كما يورث
الكريمة. وقال الكرماني: لا نورث بفتح الراء، وال

ثم الحكمة في سبب عدم ميراث الأنبي
أنهم جمعوا المال لورثتهم، وقيل: لئلا يخشى
محذور عظيم. وقيل: لأنهم كالآباء لأمتهم، فما
«**فهجرت أبا بكر**» قال المهلب: إنما كان هجره
من الهجران المحرم، وأما المحرم من ذلك أن
أحد أنهما التقيا وامتنعا من التسليم، ولو فعلا ذ
مظهرة للعداوة والهجران، وإنما لازمت بيتها ف
كتاب (الخمس) تأليف أبي حفص بن شاهين
رسول الله، ﷺ ما خير عيش حياة أعيشها وأن
الله، ﷺ، في ذلك عهد فأنت الصادقة المص
بكر حتى رضيت ورضي. وروى البيهقي عن
تعالى عنها، أتاها أبو بكر، رضي الله تعالى عنه
عنه: يا فاطمة هذا أبو بكر يستأذن عليك فقا
فدخل عليها يترضاها، فقال: والله ما تركت ال
الله ومرضاة رسوله ومرضاتكم أهل البيت، ثم تر
أن الشعبي سمعه من علي، رضي الله تعالى عنه،

فإن قلت: روى أحمد وأبو داود عن أبي
أرسلت فاطمة إلى أبي بكر: لأنت ورثت رسول
فأين سهم رسول الله، ﷺ؟ فقال أبو بكر: إني

بسم اللہ الرحمن الرحیم

07079

تحفۂ اثنا عشریہ اردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے، شیعوں کے اسلاف علماء اور ان کی کتابیں، احادیث اور ان کے راویوں کے حالات، ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں ان کے عقائد، ان کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابہ کرامؓ، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال، ان کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور جہلات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیئے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی ۱

کرتا۔ اور خود ہی اس کا جواب دیتا ہے کہ یہ حدیث قیاس کے مخا
ہوتی ہے (یعنی اس کے ظاہری معنے چھوڑ دئے جاتے ہیں) گو
ہے کہ سنی قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ پس جب اس نے
اور مذہب شافعی کو ایسے کمزور اور پوچ دلائل سے ثابت کیا
استدلال ہونے کو اول نظر ہی میں جان لے تو لا محالہ اس چال
و بیک نوع دیکھنے والے کی نظر میں پوچ اور بے اصل ثابت
سے ترتیب وار وہ ہے۔ اس لئے علمائے اہل سنت میں سے

اکتیسواں دھوکہ:۔ شیعہ فرقہ کا کوئی عالم فقہ میں کوئی کتاب
پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کی نسبت اہل سنت کے کسی امام کی طر
کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ ایک شیعہ کی لکھ
مملوک سے لواطت جائز ہے کیونکہ آیت وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُ
پھر ایک معتبر شخص کے ذریعہ یہ خبر ملی ہے کہ اس نے
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور جو
اصلیت غالباً یہ ہے کہ ملک مغرب جہاں مالکی حضرات کی اکثر
تصنیف ظاہر کرتے ہیں اور ہندوستان و توران میں جہاں احناف
طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اہل سنت کو تو اپنے ہی امام کی روایات پر زیادہ عبور ہوتا ہے۔ دوسرے ائمہ کی روایات کی زیادہ کھوج کرید اور تحقیق نہیں کرتے۔ اس لئے اس کی صداقت ان کے دل میں جلد بیٹھ جاتی۔

اس دھوکہ میں بھی اکثر اہلسنت کے جلیل القدر علماء پھنس گئے ہیں۔ مثلاً متعہ کی حلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف صاحب ہدایہ نے بھی کر دی حالانکہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ متعہ پر حد جاری کرنے کو واجب کہتے ہیں۔ بخلاف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ حد کو واجب نہیں کہتے۔

بتیسواں دھوکہ:۔ شیعہ علماء کی ایک جماعت بڑی سعی و کوشش سے اہل سنت کی تفاسیر اور سیرت کی ان کتابوں میں جو علماء اور طلباء میں بہت کم معروف و مشہور ہوں۔ یا نادر الوجود ہوں، ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں، جو شیعہ مذہب کی تائید اور اہل سنت کے مذہب کی تردید کرتی ہوں۔

چنانچہ باغ فدک کے ہبہ کا قصہ بعض تفاسیر میں داخل کر دیا ہے اور اس کی روایت یوں بیان کی کہ جب آیت وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ۔ (اور دیجئے اقرباء کو ان کا حصہ) نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور باغ فدک ان کو عطا فرما دیا۔

مگر اس کو کیا کیجئے کہ ان بدبختوں کو جھوٹ بولنا بھی نہ آیا۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ یہ آیت تو مکی ہے یعنی مکہ کے قیام کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے اس وقت باغ فدک ملا ہی کہاں تھا۔ وہ مکہ میں تو تھا نہیں۔

پھر آیت میں صرف ذوالقربیٰ ہی کو دینے کا حکم تو نہیں تھا۔ مساکین اور ابن سبیل کو بھی بخشش و عطا میں شامل کیا

تحفہ اثنا عشری اردو میں ہبہ کا رد موجود ہے جو سب لوگ سمجھ سکتے ہیں اور ساتھ میں اس آیت کو بھی مکی کہا گیا ہے جو بخش حسین صاحب نے پیش کی ہے۔

یہاں (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اور تحفہ اثنا عشری اردو میں) اس بات کا رد ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کو فدک ہبہ کیا گیا تھا، پھر انہوں نے سیدنا ابو بکرؓ کے سامنے گواہ پیش کیے کہ فدک ہبہ ہوا تھا یہ بات ثابت نہیں ہے۔

تو اہل السنت جس کا رد کر رہے ہیں دوسری طرف عطیہ عوفی اور فضیل اس کو بیان کر رہے ہیں۔ یہی ان کی بدعت ہے جو اہل السنت کے مسلک کے خلاف ہے۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معزز سامعین! معاویہ صاحب کی کلٹی دیکھیں پہلے عطیہ کو شیعہ کہہ کر بدعتی قرار دیا۔ معاویہ صاحب نے پہلے تو شیعہ کہا اب کہہ رہے ہیں شیعہ ہونا کوئی جرح نہیں۔یعنی معاویہ صاحب مکمل طور پر گھوم چکے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے (کہ) معاویہ صاحب تو اصول مناظرہ ہی بھول گئے اپنی کتابوں سے سکین دے رہے ہیں کہ ہبہ ثابت نہیں۔ معاویہ صاحب کو کوئی پرسنل پر اصول مناظرہ سمجھا دے۔

معاویہ صاحب! میں اس وقت تک جان چھوڑنے والا نہیں جب تک جواب نہ ملا۔ معاویہ صاحب! آپ کے محققین و محدثین کسی راوی کو شیعہ کس بناء پر قرار دیتے تھے؟ اور روایت میں بدعت ثابت کر

بدعت کا مطلب ہے علی سے محبت اور حضرت عثمان پر فضیلت دینا علی علیہ السلام کو۔ اور غلو یہ ہے تشیع میں اور تمام صحابہ کرام میں علی علیہ السلام کو فضیلت دینا۔ اور آپ جس طرح اپنی عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں اس (سے) مراد رافضیت ہے اور وہ رافضی نہیں شیعہ ہے معاویہ صاحب!

معاویہ صاحب! اپنی کتابوں سے ہبہ کا رد کرنے چلے ہیں اصول مناظرہ بھی بھول گئے ہیں۔

ہبہ کا ثبوت:

فتوح البلدان سے سکین اردو میں پیش کر رہا ہوں تاکہ معزز سامعین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

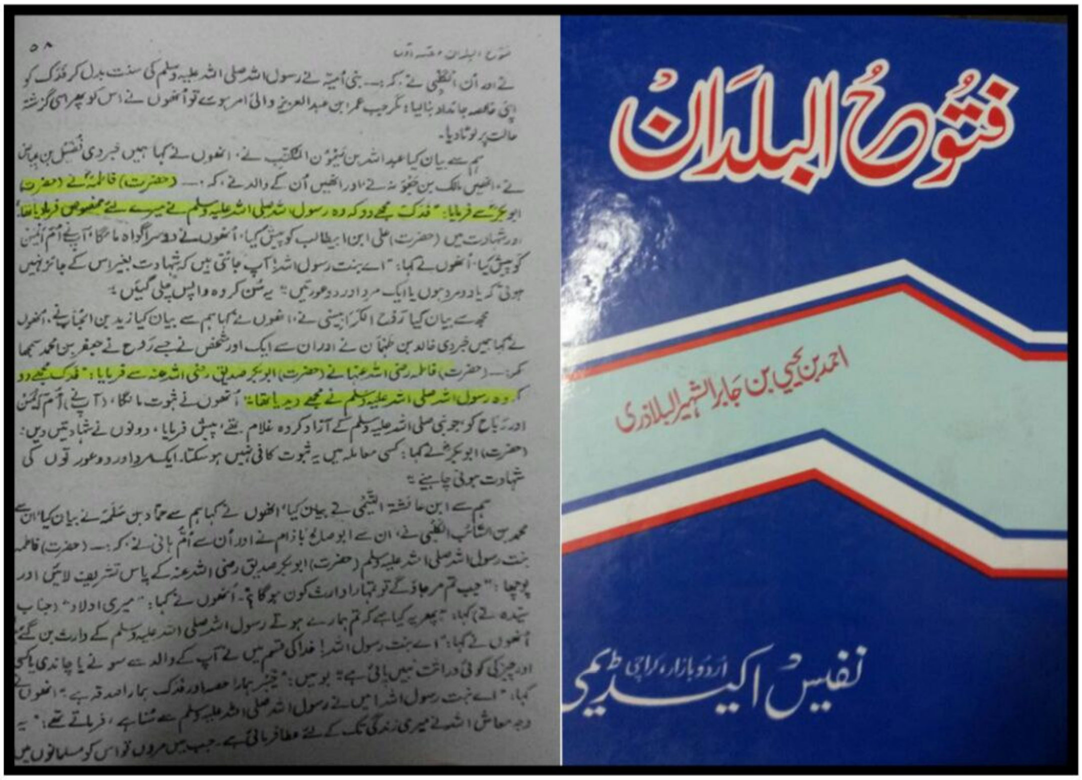

فتوح البلدان حصہ اول — ۵۸

نے اور ان الکلبی نے، کہ :- بنی امیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بدل کر فدک کو اپنی خالصہ جائداد بنالیا؛ مگر جب عمر ابن عبدالعزیز والی امر ہوئے تو انھوں نے اس کو پھر اسی گزشتہ حالت پر لوٹادیا۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن میمون المکتب نے، انھوں نے کہا ہمیں خبر دی فضیل بن عیاض نے، انھیں مالک بن جعونہ نے اور انھیں اُن کے والد نے، کہ :- (حضرت) فاطمہؓ نے (حضرت) ابوبکرؓ سے فرمایا: "فدک مجھے دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے مخصوص فرمایا تھا" اور شہادت میں (حضرت) علی ابن ابی طالب کو پیش کیا۔ انھوں نے دوسرا گواہ مانگا، آپ نے اُمّ ایمن کو پیش کیا۔ انھوں نے کہا: "اے بنت رسول اللہ! آپ جانتی ہیں کہ شہادت بغیر اس کے جائز نہیں ہوتی کہ یا دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں" یہ سُن کر وہ واپس چلی گئیں۔

مجھ سے بیان کیا روح الکرابیسی نے، انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا زید بن الحباب نے، انھوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد بن طہمان نے اور ان سے ایک اور شخص نے جسے روح نے جعفر بن محمد سمجھا کہ :- (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "فدک مجھے دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیدیا تھا" انھوں نے ثبوت مانگا، (آپ نے) اُمّ ایمن اور رباح کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، پیش فرمایا، دونوں نے شہادتیں دیں: (حضرت) ابوبکرؓ نے کہا: کسی معاملہ میں یہ ثبوت کافی نہیں ہوسکتا۔ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ہونی چاہیئے۔

ہم سے ابن عائشۃ التیمی نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن السائب الکلبی نے، ان سے ابو صالح باذام نے اور اُن سے اُمّ ہانی نے، کہ :- (حضرت) فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور پوچھا: "جب تم مرجاؤ گے تو تمہارا وارث کون ہوگا؟" انھوں نے کہا: "میری اولاد" (جناب سیدہ نے) کہا: "پھر یہ کیا ہے کہ تم ہمارے ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بن گئے" انھوں نے کہا: "اے بنت رسول اللہ! خدا کی قسم میں نے آپ کے والد سے سونے یا چاندی یا کسی اور چیز کی کوئی وراثت نہیں پائی ہے" بولیں: "خیبر ہمارا حصہ اور فدک ہمارا صدقہ ہے" انھوں نے کہا: "اے بنت رسول اللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، فرماتے تھے: "یہ وجہ معاش اللہ نے میری زندگی تک کے لئے عطا فرمائی ہے۔ جب میں مروں تو اس کو مسلمانوں میں

اب آتا ہوں اہل سنت کی ایک اور کتاب کی طرف الملل والنحل علامہ شہرستانی

علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ نے ہبہ کے طور پر بھی حاکم سے فدک طلب کیا لیکن جناب ابو بکر نے انکار کر دیا۔(عکس ملاحظہ کریں)

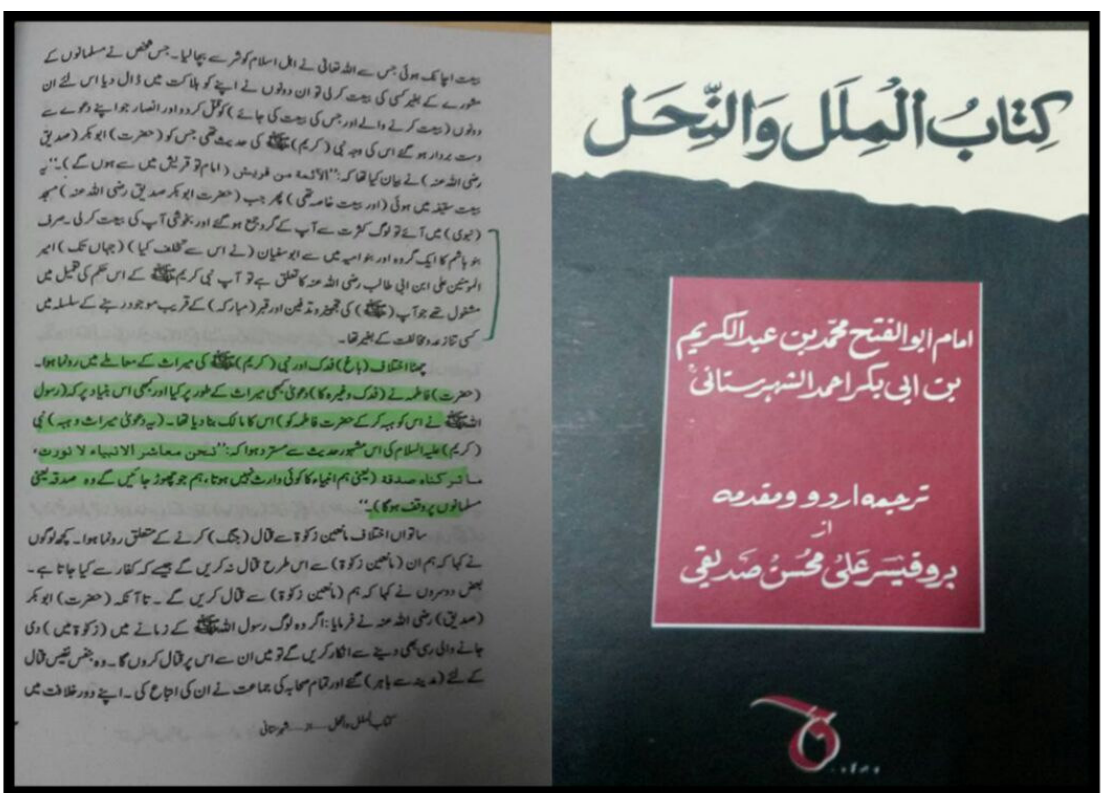

بیعت اچانک ہوئی جس سے اللہ تعالی نے اہل اسلام کو شر سے بچالیا۔ جس شخص نے مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی کی بیعت کرلی تو ان دونوں نے اپنے کو ہلاکت میں ڈال دیا اس لئے ان دونوں (بیعت کرنے والے اور جس کی بیعت کی جائے) کو قتل کردو اور انصار جو اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئے اس کی وجہ نبی (کریم) ﷺ کی حدیث تھی جس کو (حضرت) ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا تھا کہ: "الائمۃ من قریش (امام تو قریش میں سے ہوں گے)۔" یہ بیعت سقیفہ میں ہوئی (اور بیعت خاصہ تھی) پھر جب (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) مسجد (نبوی) میں آئے تو لوگ کثرت سے آپ کے گرد جمع ہوگئے اور بخوشی آپ کی بیعت کرلی۔ صرف بنو ہاشم کا ایک گروہ اور بنو امیہ میں سے ابوسفیان (نے اس سے تخلف کیا) (جہاں تک) امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو آپ نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل میں مشغول تھے جو آپ (ﷺ) کی تجہیز و تدفین اور قبر (مبارک) کے قریب موجود رہنے کے سلسلہ میں کسی تنازعہ و مخالفت کے بغیر تھا۔

چھٹا اختلاف (باغ) فدک اور نبی (کریم) ﷺ کی میراث کے معاملے میں رونما ہوا۔ (حضرت) فاطمہ نے (فدک وغیرہ کا) دعویٰ کبھی میراث کے طور پر کیا اور کبھی اس بنیاد پر کہ (رسول اللہ ﷺ نے اس کو ہبہ کرکے حضرت فاطمہ کو) اس کا مالک بنادیا تھا۔ (یہ دعویٰ میراث و ہبہ) نبی (کریم) علیہ السلام کی اس مشہور حدیث سے مسترد ہوا کہ: "نحن معاشر الانبیاء لا نورث، ما ترکناہ صدقۃ (یعنی ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو چھوڑ جائیں گے وہ صدقہ یعنی مسلمانوں پر وقف ہوگا)۔"

ساتواں اختلاف مانعین زکوٰۃ سے قتال (جنگ) کرنے کے متعلق رونما ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم ان (مانعین زکوٰۃ) سے اس طرح قتال نہ کریں گے جیسے کہ کفار سے کیا جاتا ہے۔ بعض دوسروں نے کہا کہ ہم (مانعین زکوٰۃ) سے قتال کریں گے۔ تا آنکہ (حضرت) ابو بکر (صدیق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (زکوٰۃ میں) دی جانے والی رسی بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے اس پر قتال کروں گا۔ وہ بنفس نفیس قتال کے لئے (مدینہ سے باہر) گئے اور تمام صحابہ کی جماعت نے ان کی اتباع کی۔ اپنے دور خلافت میں

کتاب الملل والنحل — شہرستانی

معاویہ صاحب! پھر دوبارہ یاد دلاتا ہوں۔

معاویہ صاحب! معزز سامعین! معاویہ صاحب سوال کا جواب دینے سے گھبرا رہے ہیں تا کہ حقیقت سامنے نہ آئے اور ان کی بنی ہوئی عزت ملیامیٹ نہ ہو جائے۔ معاویہ صاحب جواب دیں کہ آپ کے محققین و محدثین کسی راوی کو شیعہ کس بناء پر قرار دیتے تھے؟ اور روایت میں بدعت ثابت کر۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

بخش حسین صاحب کم از کم اپنے لوگوں سے پوچھ لیتے کہ کیا لکھوں علی معاویہ کے جواب میں؟ مجھے چھوڑو اپنے ہی مناظرین سے پوچھو کہ کسی کا مذہب بیان کرنا جرح ہوتی ہے کہ نہیں؟ اگر کسی کا مذہب بیان کرنا جرح ہوتا تو آپ کے مذہب میں واقفیہ، فطحیہ، اور سنی ثقہ راوی کی روایات پر عمل نہیں ہوتا۔ کم از کم الرعایۃ کا جو حوالہ میں نے بھیجا وہ ہی کسی عربی جاننے والے سے ترجمہ کرواکر سمجھ لیتے۔

یہ لیں شیعہ کی تقسیم جو شاہ عبد العزیز محدث رح نے کی ہے تفصیلی طور پر۔

اور اگر آپ اپنے ہی بھیجی ہوئی میزان الاعتدال کے اسکین پر غور کریں تو اس میں بھی لکھا ہے تشیع غلو اور بغیر غلو والا ہوتا ہے۔ ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیعہ یعنی بدعتی ہونے کے ساتھ ساتھ سچے یعنی ثقہ بھی تھے۔ تو جو اسکین بھیج رہے ہو اس کو پڑھ کر پھر بھیجا کرو۔

عطیہ اور فضیل شیعہ ہیں۔ فضیل کے بارے میں شدید التشیع کے الفاظ ہیں کہ سخت قسم کا شیعہ تھا۔ اسکین پڑھ بھی لیا کریں۔ اور میں دو بار پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ جو نظریہ بیان کر رہے ہیں وہ اہل السنت کا نہیں، بلکہ تم جیسے لوگوں کا نظریہ بتا رہے ہیں۔ اور کس طرح کا ثبوت چاہیے آپ کو اس کے شیعہ ہونے کے لیے؟

محدثین نے الگ الگ شیعہ لکھا، بات وہ شیعہ والی بیان کر رہے ہیں، پھر بھی پوچھ رہے ہو کہ کیا بدعت ہے؟ آپ فتوح البلدان والی روایت کی سند کی توثیق بھیجیں ذرا؟ بسم اللہ کریو۔

یہ لیں وہی فتوح البلدان سے رہی عمر بن عبد العزیز رح والی روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ کو فدک دینے سے منع کیا۔ (عکس ملاحظہ کریں)

فتوح البلدان

تصنيف

الإمام أبي العباس أحمد بن يحيى بن جابر

البلاذري

حققه وشرحه وعلق على حواشيه وأعد فهارسه وقدم له

عبد الله أنيس الطباع

دكتوراة دولة في الفلسفة والآداب
مجاز في الدراسات الاسلامية
خريج معهد المكتبات والتوثيق العالي
في مدريد

عمر انيس الطباع

دكتوراة دولة في الآداب

مؤسسة المعارف
للطباعة والنشر
بيروت

بالك ورثت رسول الله ﷺ دوننا فقال يابنة[1] رسول الله والله، ماورثت أباك ذهباً، ولا فضة ولا كذا ولا كذا ، فقالت سهمنا بخيبر وصدقتنا بفدك فقال : يا بنت رسول الله سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : «انما هي طُعمة أطعمنيها الله حياتي، فاذا متُّ فهي بين المسلمين » . حدثنا عثمان بن ابي شيبة قال حدثنا عن جرير بن عبد الحميد عن مغيرة أنّ عمر بن عبد العزيز جمع بني أمية فقال : إنّ فدك كانت للنبي ﷺ فكان ينفق منها ويأكل ويعود على فقراء بني هاشم ويزوّج أيّمهم، وانّ فاطمة سألته ان يهبها لها فابى فلمّا قُبض، عمل ابوبكر فيها كعمل رسول الله ﷺ ثمّ ولي عمر فعمل فيها بمثل ذلك، وانّي أشهدكم انّي قد رددتُها الى ما كانت عليه ، حدثنا سُرَيج بن يونس قال اخبرنا اسماعيل بن ابراهيم عن أيوب عن الزُّهري في قول الله تعالي[2] «فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ» قال هذه[3] قُرَى عَرَبِيّة لرسول الله ﷺ .فدك وكذا و كذا ، حدثنا ابو عبيد ، قال حدثنا سعيد بن عُفَيْر عن مالك بن انس، قال ابو عبيد لا ادري ذَكَرَه عن الزُّهري ام لا ، قال أجلى عمر يهود خَيْبَر فخرجوا منها فامّا يهود فدك فكان لهم نصف الثمرة، ونصف الارض، لانّ رسول الله ﷺ صالحهم على ذلك فاقام نصف الثمرة ونصف الارض من ذهب وورق واقتاب[4]

(١) في نسخة «ب» وردت: يا بنت، وحذفت هنا الف ابنة لوقوعها بعد ياء النداء
(٢) القرآن الكريم : سورة الحشر الآية ٦
(٣) راجع كتاب المغازي للواقدي ص ٣٧٣
(٤) الاقتاب : ج القتب وهي الرحل التي تجعل على الابل .

٤٤

یہ کیوں چھوڑ دیا آپ نے؟

یہ الملل والنحل والے عبد الکریم شہرستانی کا حال بھی دیکھ لو۔ غالی شیعہ اور ملحد قسم کا تھا۔ اس کی کتاب سے اس کے باطل نظریات اٹھا کر پیش کر رہے ہو اہل السنت بنا کر؟ یہ دھوکا اب نہیں چلنے والا شیعوں کا کہ تقیہ باز شیعوں کو سنی بنا کر پیش کرو۔ (ملاحظہ کریں عکس)

١٩٣ ـ السَّبَخي *

فالشيخُ الإمامُ الفقيهُ الزاهدُ المسند ، أبو طاهر[١] ، محمدُ بنُ أبي بكر ابن عثمان بن محمد السَّبَخِي البَزْدويُّ البُخاريُّ الصابوني الحنفي .

سمع في صباه من المُعَمَّر عبدِ الواحد بنِ عبد الرحمن الزُّبيري الوَرْكي وجماعة ، وصحب الزاهد يوسفَ بنَ أيوب .

حدث عنه السمعانيُّ وابنُهُ أبو المُظفر .

مات بِبُخارى في جمادى الأولى سنة خمس وخمسين[٢] وخمس مئة .

كَتَبْتُهُ للتمييز ، فكلٌّ من السِّنْجي والسَّبَخي من مشايخ أبي المُظَفَّر السمعاني ووالده .

١٩٤ ـ الشَّهْرَسْتَاني **

الأفضلُ محمدُ بنُ عبد الكريم بن أحمد الشَّهْرَسْتَاني ، أبو الفتح ، شيخُ أهل الكلام والحكمة ، وصاحب التصانيف .

برع في الفقهِ على الإمامِ أحمدَ الخَوَافي[١] الشافعي ، وقرأ الأصولَ على أبي نصرِ بنِ القُشيري ، وعلى أبي القاسم الأنصاريِّ .

وصنّف كتاب « نهاية الإقدام » ، وكتاب « المِلَل والنحل »[٢] .

وكان كثيرَ المحفوظ ، قويَّ الفهم ، مليحَ الوعظِ .

سمع بِنَيْسَابُورَ من أبي الحسن بنِ الأخرم .

قال السمعاني : كتبتُ عنه بِمَرْو ، وحدثني أنه وُلد سنةَ سبع وستين وأربع مئة . ومات في شعبان سنة ثمان وأربعين وخمس مئة . ثم قال : غيرَ أنه كان مُتَّهماً بالميلِ إلى أهل القِلاع والدعوةِ إليهم ، والنُّصرةِ لطامّاتهم[٣] .

وقال في « التحبير »[١] : هو مِن أهل شَهْرَستانه ، كان إماماً أصولياً ، عارفاً بالأدبِ وبالعلومِ المهجورةِ . قال : وهو مُتَّهمٌ بالإلحاد ، غالٍ في التشيُّع .

وقال ابنُ أرسلان في « تاريخ خُوارزم » : عالم كَيِّسٌ متفنِّنٌ ، ولولا ميلُهُ إلى أهل الإلحاد وتخبُّطُهُ في الاعتقاد ، لكان هو الإمامَ ، وكثيراً ما كنا نتعجبُ من وفور فضلِهِ كيف مالَ إلى شيءٍ لا أصلَ له ؟ ! نعوذُ بالله من الخذلان ، وليس ذلك إلا لإعراضِهِ عن علم الشرعِ ، واشتغالِهِ بظُلُمات الفلسفة ، وقد كانت بيننا محاورات ، ...

٢٨٦ ٢٨٧ ٢٨٨

بخش حسین صاحب یہ آپ کسی جعلی سنی سے مناظرہ نہیں کر رہے کہ کسی شیعہ کو جھوٹ موٹ کا سنی بنا کر اور مناظرہ کرنے لگ گئے۔ آپ کے سامنے اصلی سنی ہے جو آپ سے زیادہ آپ کے مذہب اور آپ کے دھوکے بازیوں کو جانتا ہے۔

مجھے اصول مناظرہ پتا ہیں اس لیے آپ جو کتب اہل السنت سے دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا رد کر رہا ہوں۔ کیوں جناب، جب تحریف قرآن کے مسئلے پر تم شیعہ کتب سے حوالاجات پیش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہو کہ ہم موجودہ قرآن کو مانتے ہیں، کیا تب آپ (کو) اصول مناظرہ یاد نہیں رہتے؟

باقی آپ کے ذمے میرے دلائل کا رد کرنا ہے جو ابھی تک آپ نہیں کر سکے۔

1. عطیہ اور فضیل کا شیعہ ہونا اور ان کا اہل السنت کے خلاف اور شیعہ مذہب کے موافق روایت کرنا، جو اصول کے مطابق قابل قبول نہیں۔
2. آت ذا القربی.. والی آیت کا مکی ہونا شیعہ تفسیر طباطبائی سے ثبوت دیا۔
3. ہبہ کے رد میں سیر اعلام النبلاء سے صحیح روایت پیش کی۔

ان سب کا رد آپ کے ذمے ہے۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

جی معزز سامعین! دیکھا آپ نے معاویہ صاحب پھر اصول مناظرہ بھول گئے حد ہوتی کیسی احمقانہ بات ہے۔ یار کوئی اس معاویہ صاحب کو سمجھائے یہ اہل سنت کی کتب سے رد کر رہا جب کہ وہ اہل تشیع کے لیے حجت نہیں ہے۔

سنی مناظر:

بخش صاحب آپ جواب بھیج دیں میں کل اس کا جواب دوں گا ان شاء اللہ۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! پھر وہ ہی سوال کر رہا ہوں کہ آپ کے محققین و محدثین کسی راوی کو شیعہ کس بناء پر قرار دیتے تھے ؟ اور روایت میں بدعت ثابت کر۔

معاویہ صاحب ایسے سکین لگانے کا کچھ فائدہ نہیں ہو گا جبکہ کہ شرائط میں طئے پایا تھا کہ جو مناظر جو تاویلات پیش کرے گا اس کو اپنے شارحین، متقدمین، محققین کے قول سے ثابت کرنا ہو گا۔ سکین پر سکین لگا کر کچھ حاصل نہ ہو گا اور آپ منشاوی صاحب سے ہی پوچھ لیں اہل سنت کی کتب اہل تشیع پر حجت ہیں۔ سوال کا جواب دیں (آپ) پہلے سوال پر پریشان ہیں روایت میں کہاں پر بدعت ہے ؟ اور اپنے علماء سے اصول مناظرہ سیکھ لے پہلے جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں اور بخش حسین کے آگے معاویہ صاحب کا حال فیصلہ عوام کرے گی۔ بقایا کل ہی جواب دوں گا آپ آرام کریں۔ باقی کل ان شاِاللہ۔ ختم شد۔

معزز سامعین! آج کا مناظرہ یہاں تک پورا ہوا۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! یہ آپ کی کتاب ہے فتوح البلدان جو ہمارے لیے حجت نہیں ہے آپ تو اصلی سنی ہیں اس لیے اصول مناظرہ ہی بھول چکے مخالف کتابوں سے رد کرنے (کے) بجائے اپنی کتابوں سے رد کر رہے ہو۔

معاویہ صاحب! ایک جگہ تو آپ کہہ رہے (تھے) کسی کا مذہب بیان کرنا کوئی جرح نہیں اور پھر کہہ رہا ہے شیعہ کا نظریہ بیان کر رہا اس لیے بدعتی ہے۔ کیسی جہالت اقرار بھی اور فرار بھی، سنی مناظر صاحب! اصلی ہو ایک بات پر قائم رہو یہ چالاکیاں وائس میں چلتی ہیں ٹیکس پر نہیں۔

مجھے سکین دینے کی ضرورت تو نہیں کہ آپ اپنی نظریہ ہی ثابت کر پا نہیں رہے پھر بھی جواب دیتا ہوں پوائنٹ پر آو معاویہ صاحب!

معاویہ صاحب! یہ سب کو معلوم ہے اصول مناظرہ کس کو معلوم ہیں؟

معاویہ صاحب! مناظرہ اسی کو کہتے ہیں کہ دوسرے کے اصول پر اپنا نظریہ ثابت کرنا۔

آپ کے مذہب کا اصول ہے شیعہ کی روایت قابل قبول ہے اور وہ ہے بھی ثقہ تو روایت آپ کے اصول کے مطابق صحیح ہوئی۔ اب آپ جہالت دکھا رہے ہیں کہ یہ شیعہ کی تائید کر رہی ہے تو اس لیے قابل قبول نہیں ہو گی۔ میں مناظرہ کرنے آیا ہوں میں نے آپ کی کتب سے اپنے عقیدے کی تائید ہی دکھائی ہے اور آپ اپنی تاویلات پیش کر رہے ہیں۔

میرے سوالوں کے جواب دیں، معاویہ صاحب! آپ کے محققین و محدثین کسی راوی کو شیعہ کس بناء پر قرار دیتے تھے؟ کتنی دفعہ یہ سوال کیا (آپ کو) نظر نہیں آرہا۔

میری اہل سنت دوستوں سے گزارش ہے کہ معاویہ صاحب کو کوئی پرسنل پر سمجھا دے کہ سوال کا جواب کیا ہے؟ تاکہ جان چھوٹ جائے پہلے سوال پر (ہی) پریشان ہے۔

معاویہ صاحب! یہ کتاب روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم (ہے) جس میں لکھا (ہے) وات ذی القربی مدنی (آیت) ہے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

روح المعانی

فی

تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغـــداد العــلامة أبى الفضـــل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليـه سجال
الاحسان والنعمة آمــين

الجزء الخامس عشر

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾

ادارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربي
بيروت - لبنان

بمصر : درب الاتراك رقم ١

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿سورة بنى اسرائيل ١٧﴾

وتسمى الإسراء وسبحان ايضا وهى كما أخرج ابن مردويه عن ابن عباس . وابن الزبير رضى الله تعالى عنهم مكية وكونها كذلك بتمامها قول الجمهور، وقال صاحب الغنيان باجماع، وقيل الا آيتين (وإن كادوا ليفتنونك. وإن كادوا ليستفزونك) وقيل . إلا أربعا هاتان وقوله تعالى : (وإذ قلنا لك إن ربك أحاط بالناس) وقوله سبحانه : (وقل رب أدخلنى مدخل صدق) وزاد مقاتل قوله سبحانه : (إن الذين أوتوا العلم من قبله) الآية ● وعن الحسن إلا خمس آيات (ولا تقتلوا النفس) الآية (ولا تقربوا الزنا) الآية (أولئك الذين يدعون) الآية (أقم الصلاة) الآية (وآت ذا القربى حقه) الآية ، وقال قتادة : إلا ثمانى آيات وهى قوله تعالى : (وإن كادوا ليفتنونك) إلى آخرهن، وقيل غير ذلك، وهى مائة وعشر آيات عند الجمهور وإحدى عشرة عند الكوفيين ●

وكان صلى الله تعالى عليه وسلم كما أخرج أحمد . والترمذى وحسنه . والنسائى . وغيرهم عن عائشة يقرؤها والزمر كل ليلة ، وأخرج البخارى وابن الضريس . وابن مردويه عن ابن مسعود أنه قال فى هذه السورة والكهف . ومريم . وطه . والأنبياء هن من العتاق الأول وهن من تلادى، وهذا وجه فى ترتيبها، ووجه اتصال هذه بالنحل - كما قال الجلال السيوطى - أنه سبحانه لما قال فى آخرها (إنما جعل السبت على الذين اختلفوا فيه) ذكر فى هذه شريعة أهل السبت التى شرعها سبحانه لهم فى التوراة فقد أخرج ابن جرير عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أنه قال: إن التوراة كلها فى خمس عشرة آية من سورة بنى إسرائيل، وذكر تعالى فيها عصيانهم وإفسادهم وتخريب مسجدهم واستفزازهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وإرادتهم اخراجه من المدينة وسؤالهم إياه عن الروح ثم ختمها جل شأنه بآيات موسى عليه السلام التسع وخطابه مع فرعون وأخبر تعالى أن فرعون أراد أن يستفزهم من الأرض فأهلك وورث بنو إسرائيل من بعده وفى ذلك تعريض بهم أنهم سينالهم ما نال فرعون حيث أرادوا بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما أراد هو بموسى عليه السلام وأصحابه، ولما كانت هذه السورة مصدرة بقصة تخريب المسجد الأقصى افتتحت بذكر إسراء المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم تشريفا له بحلول ركابه الشريف جبرا لما وقع من تخريبه ●

وقال أبو حيان فى ذلك :إنه تعالى لما أمر نبيه عليه الصلاة والسلام بالصبر ونهاه عن الحزن على الكفرة وضيق الصدر من مكرهم وكان من مكرهم نسبته صلى الله تعالى عليه وسلم إلى الكذب والسحر والشعر وغير ذلك مما رموه وحاشاه به عقب ذلك بذكر شرفه وفضله وعلو منزلته عنده عز شأنه، وقيل : وجه ذلك اشتمالها على ذكر نعم منها خاصة ومنها عامة وقد ذكر فى سورة النحل من النعم ما سميت لأجله سورة النعم واشتمالها على ذكر شأن القرآن العظيم كما اشتملت تلك وذكر سبحانه هناك فى النحل (يخرج من بطونها شراب مختلف

اہل سنت امام طاہر ابن عاشور (اپنی کتاب التحریر والتنویر میں) لکھتے ہیں کہ یہ ساری سورت مکی (ہے) سوائے کچھ چند آیات کہ جس میں یہ فدک والی آیت بھی ہے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

تفسیر

التحریر والتنویر

تألیف

سماحة الأستاذ الإمام الشيخ محمد الطاهر ابن عاشور

الجزء الخامس عشر

6 — سورة الاسراء

وهي مكية عند الجمهور . قيل : إلاّ آيتين منها ، وهما « وإنْ كادُوا ليفتنونك – إلى قوله – قليلا » . وقيل : إلا أربعا ، هاتين الآيتين ، وقوله « وإذ قلنا لك إنّ ربّك أحاط بالنّاس » . وقوله « وقل ربّ أدخلني مُدخل صدق » الآية . وقيل : إلاّ خمسا . هاته الأربعَ ، وقولَه « إنّ الّذين أوتوا العلم من قبله » إلى آخر السورة . وقيل : إلاّ خمس آيات غيرَ ما تقدم ، وهي المبتدأة بقوله « ولا تقتُلُوا النّفس الّتي حرّم الله إلاّ بالحق » الآية ، وقوله « ولا تقربوا الزّنى » الآية . وقوله « أولئك الّذين يدعون » الآية ، وقوله « أقِم الصّلاة » الآية ، وقوله « وآت ذا القُربى حقّه » الآية . وقيل : إلاّ ثمانيا من قوله « وإن كادوا ليفتنونك – إلى قوله – سلطانا نصيرا » .

وأحسب أن منشأ هاته الأقوال أنّ ظاهر الأحكام التي اشتملت عليها تلك الأقوال يقتضي أن تلك الآي لا تناسب حالة المسلمين فيما قبل الهجرة فغلب على ظنّ أصحاب تلك الأقوال أن تلك الآي مدنيّة . وسيأتي بيان أنّ ذلك غير متجه عند التعرض لتفسيرها .

ويظهر أنّها نزلت في زمن كثرت فيه جماعة المسلمين بمكّة ، وأخذ التشريع المتعلق بمعاملات جماعتهم يتطرق الى نفوسهم ، فقد ذكرت فيها أحكام متتالية لم تذكر أمثال عددها في سورة مكيّة غيرها عدا سورة الأنعام ، وذلك من قوله « وقضى ربّك ألاّ تعبدوا إلاّ إياه » إلى قوله « كلّ ذلك كان سيئة عند ربّك مكروها » .

وقد اختلف في وقت الإسراء . والأصح أنّه كان قبل الهجرة بنحو سنة وخمسة أشهر ، فإذا كانت قد نزلت عقب وقوع الإسراء بالنّبي – صلّى الله عليْه وسلّم – تكون قد نزلت في حدود سنة اثنتي عشرة بعد البعثة ، وهي سنة اثنتين قبل الهجرة في منتصف السنة .

وليس افتتاحها بذكر الإسراء مقتضيا أنّها نزلت عقب وقوع الإسراء . بل يجوز أنّها نزلت بعد الإسراء بمدّة .

معاویہ صاحب اصلی سنی ہو اپنی تاویلات پیش مت کرو۔ معاویہ صاحب آپ کا یہ ڈھونگ بھی ختم ہو گیا کتنا ذلیل ہو گئے اہل تشیع کے ہاتھوں۔

یہ دیکھ لیں کتاب طبقات الشافعیہ جس میں لکھا ہے (کہ) علامہ شہرستانی کا مذہب شافعی تھا۔ جس سے واضح ہوا کہ یہ اہل سنت کا امام ہے۔(عکس ملاحظہ کریں)

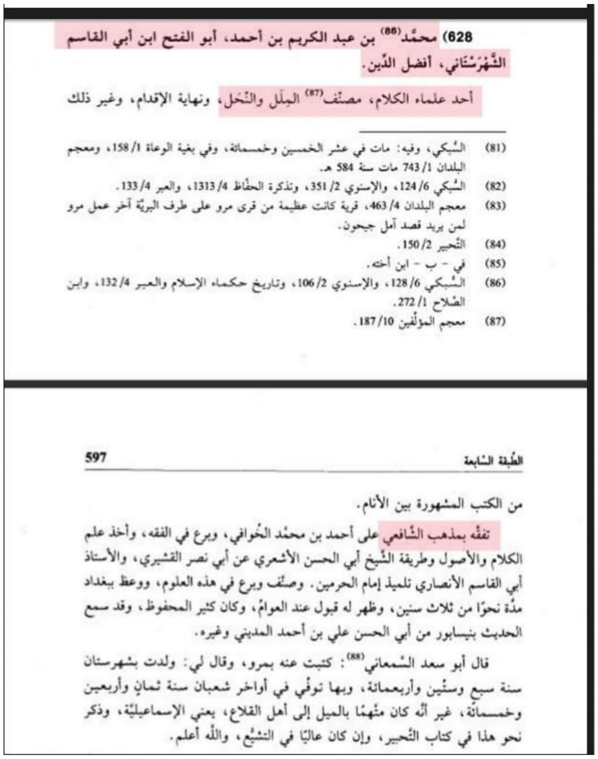
628) محمَّد(86) بن عبد الكريم بن أحمد، أبو الفتح ابن أبي القاسم الشَّهْرَسْتَاني، أفضل الدِّين.

أحد علماء الكلام، مصنِّف(87) المِلَل والنِّحل، ونهاية الإقدام، وغير ذلك

(81) السُّبكي، وفيه: مات في عشر الخمسين وخمسمائة، وفي بغية الوعاة 1/ 158، ومعجم البلدان 1/ 743 مات سنة 584 هـ.
(82) السُّبكي 6/ 124، والإسنوي 2/ 351، وتذكرة الحفّاظ 4/ 1313، والعبر 4/ 133.
(83) معجم البلدان 4/ 463، قرية كانت عظيمة من قرى مرو على طرف البريّة آخر عمل مرو لمن يريد قصد آمل جيحون.
(84) التَّحبير 2/ 150.
(85) في - ب - ابن أخته.
(86) السُّبكي 6/ 128، والإسنوي 2/ 106، وتاريخ حكماء الإسلام والعبر 4/ 132، وابن الصَّلاح 1/ 272.
(87) معجم المؤلّفين 10/ 187.

الطَّبقة السَّابعة 597

من الكتب المشهورة بين الأنام.

تفقَّه بمذهب الشَّافعي على أحمد بن محمَّد الخُوافي، وبرع في الفقه، وأخذ علم الكلام والأصول وطريقة الشَّيخ أبي الحسن الأشعري عن أبي نصر القشيري، والأستاذ أبي القاسم الأنصاري تلميذ إمام الحرمين. وصنَّف وبرع في هذه العلوم، ووعظ ببغداد مدَّة نحوًا من ثلاث سنين، وظهر له قبول عند العوامّ، وكان كثير المحفوظ، وقد سمع الحديث بنيسابور من أبي الحسن علي بن أحمد المديني وغيره.

قال أبو سعد السَّمعاني(88): كتبت عنه بمرو، وقال لي: ولدت بشهرستان سنة سبع وستِّين وأربعمائة، وبها توفِّي في أواخر شعبان سنة ثمانٍ وأربعين وخمسمائة، غير أنَّه كان متَّهمًا بالميل إلى أهل القلاع، يعني الإسماعيليَّة، وذكر نحو هذا في كتاب التَّحبير، وإن كان عاليًا في التشيُّع، والله أعلم.

طبقات الشافعية
لعماد الدين إسماعيل بن عمر ابن كثير
المتوفى سنة 776 هـ
تحقيق
عبد الحفيظ منصور
الجزء الأول
دار المدار الإسلامي

معاویہ صاحب آپ کے محققین و محدثین کسی راوی کو کس بنا پر شیعہ قرار دیتے تھے؟ شرائط میں طئے ہے تین سکین پیش کرنا نہیں تو شہرستانی پر اور بھی (عکس) پیش کرتا۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

مجھے حیرت ہے کہ جب تحریف قرآن کے مسئلے میں تم لوگ اپنی کتب سے اقوالات پیش کرتے ہو تو تب کیوں اصول یاد نہیں رہتے شیعہ مناظرین کو؟

بقول بخش حسین کے وہ سارے شیعہ علماء و مناظرین جو تحریف کے مسئلے پر اپنی کتب سے حوالے پیش کرتے ہیں وہ اصول سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بخش حسین صاحب! مبارک ہو آپ نے بہت سے شیعہ علماء و مناظرین کو اصول سے ناواقف ثابت کر دیا۔ بخش حسین صاحب! واقعی آپ اصول سے ناواقف ہیں۔

اوپر آپ ہی کے دیے گئے میزان الاعتدال کے حوالے میں بدعتی راوی کو سچا کہا گیا ہے لیکن پھر بھی میرے سمجھانے کے بعد بھی وہی لاعلمی دکھا رہے ہو کہ "شیعہ کا نظریہ بیان کر رہا ہے"... تو یہ الفاظ کیا جرح ہوئے آپ کے نزدیک؟

چلو اپنے علم کے دریا بہاؤ اور محدثین سے یہ ثابت کرو کہ کسی کو بدعتی کہنا جرح ہوتی ہے ؟ بسم اللہ۔

الفاظ غور سے دیکھو کہ یہ پوری سورۃ مکی ہے جمہور کے نزدیک ....۔ پھر آگے قیل کہہ کر کمزور اور اقوالات نقل کیے ہیں علامہ آلودسی رح نے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

6 سورة الإسراء

وهي مكية عند الجمهور . قيل : إلاّ آيتين منهما ، وهما « وإنْ كادُوا ليفتنونك – إلى قوله – قليلا » . وقيل : إلا أربعا ، هاتين الآيتين ، وقوله « وإذ قلنا لك إنّ ربّك أحاط بالنّاس » . وقوله « وقل ربّ أدخلني مُدخل صدق » الآية . وقيل : إلاّ خمسا . هاته الأربعَ ، وقولَه « إنّ الّذين أوتوا العلم من قبله » إلى آخر السورة . وقيل : إلاّ خمس آيات غيرَ ما تقدم . وهي المبتدأة بقوله « ولا تقتُلُوا النّفس التي حرّم الله إلاّ بالحق » الآية ، وقوله « ولا تقربوا الزّنى » الآية . وقوله « أولئك الّذين يدعون » الآية ، وقوله « أقِم الصّلاة » الآية ، وقوله « وآت ذا القُربى حقّه » الآية . وقيل : إلاّ ثمانيا من قوله « وإن كادوا ليفتنونك – إلى قوله – سلطانا نصيرا » .

وأحسب أن منشأ هاته الأقوال أنّ ظاهر الأحكام التي اشتملت عليها تلك الأقوال يقتضي أن تلك الآي لا تناسب حالة المسلمين فيما قبل الهجرة فغلب على ظنّ أصحاب تلك الأقوال أن تلك الآي مدنيّة . وسيأتي بيان أنّ ذلك غير متجه عند التعرض لتفسيرها .

ويظهر أنّها نزلت في زمن كثرت فيه جماعة المسلمين بمكّة ، وأخذ التشريع المتعلق بمعاملات جماعتهم يتطرق الى نفوسهم . فقد ذكرت فيها أحكام متتالية لم تذكر أمثال عددها في سورة مكيّة غيرها عدا سورة الأنعام ، وذلك من قوله « وقضى ربّك ألاّ تعبدوا إلاّ إياه » إلى قوله « كلّ ذلك كان سيئة عند ربّك مكروها » .

وقد اختلف في وقت الإسراء . والأصح أنّه كان قبل الهجرة بنحو سنة وخمسة أشهر ، فإذا كانت قد نزلت عقب وقوع الإسراء بالنّبي – صلّى الله عليْه وسلّم – تكون قد نزلت في حدود سنة اثنتي عشرة بعد البعثة ، وهي سنة اثنتين قبل الهجرة في منتصف السنة .

وليس افتتاحها بذكر الإسراء مقتضيا أنّها نزلت عقب وقوع الإسراء . بل يجوز أنّها نزلت بعد الإسراء بمدّة .

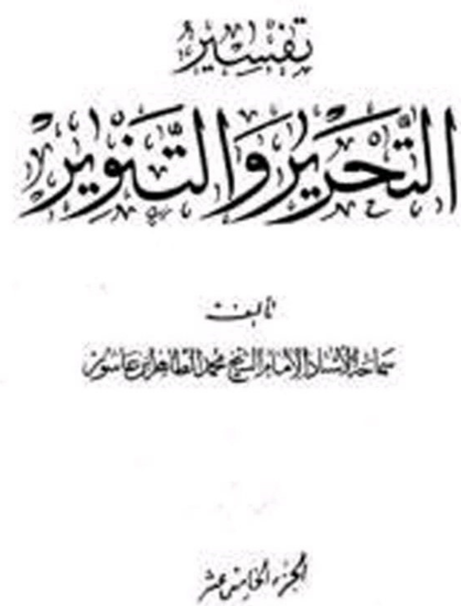

لیکن آپ کی دیانت تو یہ ہے کہ جمہور کے قول کے برعکس کمزور اقوالات پیش کر کے اپنے مفسر طباطبائی کا رد کرنے چلے ہو، واہ سبحان اللہ !

میں نے اس شہرستانی کے علماء وغیرہ ہونے کی بات کب کی ؟ کہ یہ بڑا عالم نہیں تھا؟ بات سمجھ بھی رہے ہو یا ایسے ہی جو دماغ میں الٹا سیدھا آیا اور کسی نے بطور لقمہ کوئی حوالے بھیج دیا اس کو اٹھا کر یہاں بھیج دیا؟ کچھ اپنی عقل بھی استعمال کرو کہ بات کیا چل رہی ہے اور آپ بھیج کیا رہے ہو ؟

میں نے شہرستانی کو غالی شیعہ اور ملحد نظریات والا ثابت کیا جس کا آپ کو رد کرنا ہے کہ نہیں یہ سنی تھا۔ کہاں بیان مذہب اور کہاں بیان علم۔ ایسے لوگ بھی مناظر بنے بیٹھے ہیں قیامت کی نشانی ہے۔

اگر بالفرض کچھ علماء نے لاعلمی کی بنیاد پر اسے شافعی کہہ دیا تو جن کو اس کا شیعہ ہونا پتا چلا تو انہوں نے اس کا بھانڈا کھول دیا بہت سارے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو شیعت کے کچھ علماء کو پتا نہیں چلتا تو وہ اسے سنی کہہ دیتے ہیں۔

شہرستانی اسماعیلی شیعہ تھا:

شہرستانی اسماعیلی شیعہ تھا اور اپنے نظریات کی تبلیغ بھی کرتا تھا۔ تو ایسے شخص کی بات ہم کیسے مان سکتے ہیں؟ (عکس ملاحظہ کریں)

قال الإمام علي بن المديني:
معرفة الرجال نصف العلم

لسان الميزان

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني
وُلد سنة ٧٧٣، وتوفي سنة ٨٥٢
رحمه الله تعالى

اعتنى به الشيخ العلامة
عبد الفتاح أبو غدة
وُلد سنة ١٣٣٦ وتوفي سنة ١٤١٧
رحمه الله تعالى

اعتنى بإخراجه وطباعته
سلمان عبد الفتاح أبو غدة

الجزء السابع

مكتب المطبوعات الإسلامية

ابن منده.

٧١٠٤ ـ ز ـ محمد بن عبد الكريم بن أحمد، أبو الفتح الشَّهْرَسْتَاني، صاحب كتاب «المِلَل والنِّحَل». تفقَّه على أحمد الخَوَافي، وأخذ الكلام عن أبي نصر بن القُشَيري.

قال ابن السمعاني: وَرَد بغداد، وأقام بها ثلاث سنين، وكان يعظ بها، وله قَبُول عند العوامّ، سألته عن مولده فقال: سنة تسع وسبعين وأربع مئة[٢]. ومات سنة ثمان وأربعين وخمس مئة.

٣١٢

قال ابن السمعاني في «معجم شيوخه»: وكان متَّهماً بالميل إلى أهل القِلاع ـ يعني الإسماعيلية ـ والدعوةِ إليهم والنُّصْرة لضلالاتهم[١].

وقال الخُوارَزْمي صاحب «الكافي»: لولا تخبُّطُه في الاعتقاد، وميله إلى أهل الزيغ والإلحاد، لكان هو الإمامَ في الإسلام. وبالغ الخوارَزْمي في الحطِّ عليه وقال: كان بيننا مفاوضات، فكان يُبَالغ في نُصْرة مذهب الفلاسفة، والذبِّ عنهم.

قلت: هو على شرط المؤلف، ولم يذكره، والعَجَب أنه يذكر من أنظاره
٢٦٤] مَنْ ليست له رواية أصلاً، ويترك هذا / وله رواية! فإنه حدث عن علي بن أحمد المدائني وغيره.

وقال تاج الدين السُّبْكي في «طبقاته»: لم أقف في شيء من تصانيفه على ما نُسِب إليه من ذلك، لا تصريحاً ولا رمزاً، فلعله كان يبدو منه ذلك على طريق الجَدَل، أو كان قلبُه أُشْرِب محبةَ مقالَتِهم لكثرة نظره فيها، والله أعلم.

ہو سکتا ہے آپ یہ علمیت جھاڑنے کی کوشش کریں (کہ) سنی محدثین کو پتا نہیں چلا کیسے؟ تو یہ دیکھیں شاہ عبد العزیز محدثؒ کہہ چکے ہیں کہ کچھ راویوں کا پتا پہلے والے محدثین کو نہیں چلا لیکن بعد والوں کو ان کی حقیقت پتا چلی تو انہوں نے ان راویوں کا بھانڈا کھولا۔ (عکس ملاحظہ کریں)

اور یہ حمیری شاعر تمام مؤرخین کے نزدیک نہ اہل صلاح تھا نہ اہل ذکر میں سے تھا، بلکہ کھلا فاسق و فاجر تھا، پس ایسے شخص کی اتباع بالکل گمراہی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسے شخص کی اتباع کا حکم دینا محال و ممتنع ہے،

پچاسواں دھوکہ :- شیعوں میں سے بعض مکار، اہل سنت کے ثقہ محدثین کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرتے ہیں، اپنے مذہب سے بیزاری ظاہر کرتے اور اپنے مذہبی اسلاف کو برا اور مذہب کے فسادات و عیوب کو علی الاعلان بے نقاب کرتے ہیں، تو بہ، دیانت، احسن سیرت، اور تقویٰ کی صفات سے اپنے آپ کو متصف کرنے کی بظاہر کوشش کرتے ہیں، حدیث صرف ثقات سے لینے کی رغبت دکھاتے ہیں، یہاں تک کہ علماء و طلبا ان کو قابل وثوق اور لائق اعتماد سمجھنے اور صدق و پاکدامنی پہ اطمینان ظاہر کرنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور جب ان کو یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو یہ اپنی اصلیت پر آجاتے ہیں۔ اور اپنی مکاری کا مظاہرہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور معتبر و ثقہ روایات میں اپنی گھڑی ہوئی روایات کا جوڑ لگا دیتے یا بعض کلمات میں تحریف کر کے روایت کرتے ہیں تاکہ لوگ دھوکہ میں پڑ جائیں یہ ان کا بہت بڑا اور چلتا ہوا مکر و فریب ہے۔ اس قسم کا پہلا دھوکہ باز اجلح نامی ایک شخص تھا اور اس نے یہ دجل و فریب جاری کیا حتیٰ کہ یحییٰ بن معین جو اہل سنت کے نہایت قابل معتبر و سہ علماء میں سے ہیں دھوکہ کھا گئے اور باب جرح و تعدیل میں اس کی توثیق کر گئے اور اس کی در پردہ مکاریوں کا سراغ نہ لگا پائے اور اس کے بڑے گہرے تقید کی وجہ سے سچے توبہ کرنے والوں میں شمار کر لیا، مگر بعض دیگر اہل سنت علماء نے اس کی عیاری اور دھوکہ بازی کو پا لیا اور ان پر منکشف ہوا کہ یہ جو اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے اس کے برخلاف بڑا عیار، مکار اور دھوکہ باز ہے چنانچہ جن روایات میں یہ تنہا ہے ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے،

عَنْ بُرَيْدَةَ مَرْفُوْعًا اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّكُمْ مِنْ بَعْدِيْ

اکیاونواں دھوکہ :- ان کی ایک جماعت مورخین کو اہل تصنیف کرتے ہیں۔ اور اس میں اخبار و حکایات کے بیان کہ اس کا مولف اہل سنت نہیں ہے، البتہ خلفاء کی سیرت متعلق بھی کچھ ملا دیتے ہیں۔

پھر بعض سنی مولف یہ سمجھ کر کہ یہ سنی کی تصنیف ہے بعض ہیں اور ان کی یہی غلطی سطحی نظر رکھنے والے لوگوں کے لئے پہ جم جاتی ہے۔

اس طرح مصنفین تاریخ کی ایک بڑی جماعت کو پکڑ دے گلے میں طوق ضلالت و گمراہی پڑ جاتا ہے۔

حتیٰ کہ سید جمال الدین محدث مصنف روضۃ الاحباب کو

07073

تحفہ اثنا عشریہ اُردو

[illegible]

تصنیف : حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
ترجمہ اردو : مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر
دارالاشاعت
مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

یہی حال شہرستانی اور بہت سے راویوں کا ہے۔

یہاں بھی آپ نے قول جمہور چھوڑ کر کسی کی ذاتی رائے پیش کی ہے۔ بخش صاحب! جمہور کے قول سے آپ کو کیا دشمنی ہے؟ باقی عطیہ اور فضیل کے شیعہ ہونے کی بات میں پہلے ہی کر چکا ہوں بار بار وہی بات کرنے کا وقت نہیں میرے پاس۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! آپ کی رائے قابل قبول نہیں ہوگی کسی محقق و محدثین کا قول تو دکھائیں۔ اگر عطیہ اور فضیل رافضی تھے تو ناصبیوں نے ان کی توثیق کیوں پیش کی؟ بقایا شیعہ ہونے پر جرح نہیں یہ آپ مان چکے ہیں تو اس کی روایت قابل قبول کیوں نہیں؟

جی معزز سامعین! معاویہ صاحب کی جہالت دیکھ لیں۔ معاویہ صاحب! آپ کو آپ کی جہالت مبارک ہو فلحال گفتگو فدک کے موضوع پر ہے جبکہ آپ درمیان میں تحریف قران کا موضوع اٹھالائے جواب دینا بنتا نہیں لیکن دیتا ہوں تاکہ آپ کی اس جاہلانہ ٹوٹی پھوٹی چھوٹی سی اعتراضی (کاپردافاش ہو)

کیسی جاہلیت ہے معاویہ صاحب! اس وقت آپ اپنا دعویٰ دیکھ لیا کریں کیا کہوں جب عقل گھاس چرنے چلی جائے تو ایسی باتیں ہیں نکلتی ہیں۔

معاویہ صاحب! آپ کا دعویٰ ہوتا ہے (کہ) شیعہ اپنے اصول پر رہتے ہوئے قرآن کو کامل ثابت کرے۔ کیا اس وقت آپ کی کتابوں کے حوالے دیئے جائیں گے؟ مبارک ہو معاویہ صاحب! آپ کی یہ جہالت تھی مبارک کا مبارک سے جواب۔

معاویہ صاحب! لگتا ہے آپ کا ذہن کند ہو چکا ہے جمہور کے قول میں یہ نہیں کہ اس میں کوئی آیت مدنی نہیں ہے۔ بلکہ کثرت آیات مکی ہیں اس لیے مکی کہا ہے۔ آپ کے کہنے کے مطابق کیا پہلے والے جاہل تھے جن کو یہ نہیں پتہ چلا کہ شہرستانی کا تعلق کہاں سے؟ کس مذہب سے (ہے)؟ جب کہ میں دکھا چکا ہوں کہ وہ شافعی تھے۔ یہ لیں اور دلائل دیتا ہوں۔

ابوالفتح محمد بن ابی القاسم عبدالکریم الشہرستانی صاحب امام اور فقیہ تھے معاویہ صاحب! نے ایک ٹوٹا ہوا حوالہ پیش کیا چلو یہ تو ٹھیک ہے پہلے والے نے شافعی کہا۔ (عکس ملاحظہ کریں)

أبجد العلوم

الوشي المرقوم في بيان أحوال العلوم

الجزء الثالث

ألفه

صديق بن حسن القنوجي

ت : ١٣٠٧ هـ ، ١٨٨٩ م

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ابو حامد محمد بن محمد بن محمد العميد ركن الدين الفقيه الحنفي كان إماما في فن الخلاف خصوصا الجست .

وهو اول من افردها بالتصنيف ومن تقدمه كان يمزجه بخلاف المتقدمين ، وصنف في هذا الفن طريقة وهي مشهورة بأيدي الفقهاء ، وكان كريم الاخلاق كثير التواضع طيب المعاشرة توفي في سنة ٦١٥ خمس عشرة وستمائة ببخارا .

ابو طالب محمود بن علي بن ابي الرجاء التيمي الاصبهاني ، صاحب الطريقة في الخلاف برع فيه ، وصنف التعليقة التي شهدت بفضله وتحقيقه وتبريزه على اكثر نظرائه وجمع فيها بين الفقه والتحقيق ، وكان عمدة المدرسين في إلقاء الدروس عليها ، واشتغل عليه خلق كثير وانتفعوا به وصاروا علماء مشاهير ، وكان له في الوعظ اليد الطولى ، وكان متفنناً في العلوم خطيباً باصبهان مدة طويلة توفي في سنة خمس وثمانين وخمسمائة .

علماء المقالات

ابو الفتح محمد بن ابي القاسم عبد الكريم الشهرستاني صاحب كتاب الملل والنحل .

اورد فيه فرق المذاهب في العالم كلها ، وهو المتكلم على مذهب الاشعري .

وكان إماماً مبرزا فقيها متكلما .

تفقه على احمد الخوافي وعلى ابي نصر القشيري وغيرهما ، وبرع في الفقه .

وقرأ الكلام على ابي القاسم الانصاري وتفرد فيه ، صنف كتاب نهاية الإقدام في علم الاكلام ، والمناهج والبيان وكتاب المضارعة وتلخيص الاقسام لمذاهب الأنام .

وكان كثير المحفوظ حسن المحاورة ويعظ الناس .

١١٢

معاویہ صاحب آپ نے حوالہ پیش کیا تحفہ اثنا عشریہ کا تو آپ نے شیعہ کی چار اقسام بیان کی ہیں اب بتائیں عطیہ کا تعلق کس گروہ سے ہے؟

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں کہ شہرستانی الشافعی المذہب تھا۔ (عکس ملاحظہ کریں)

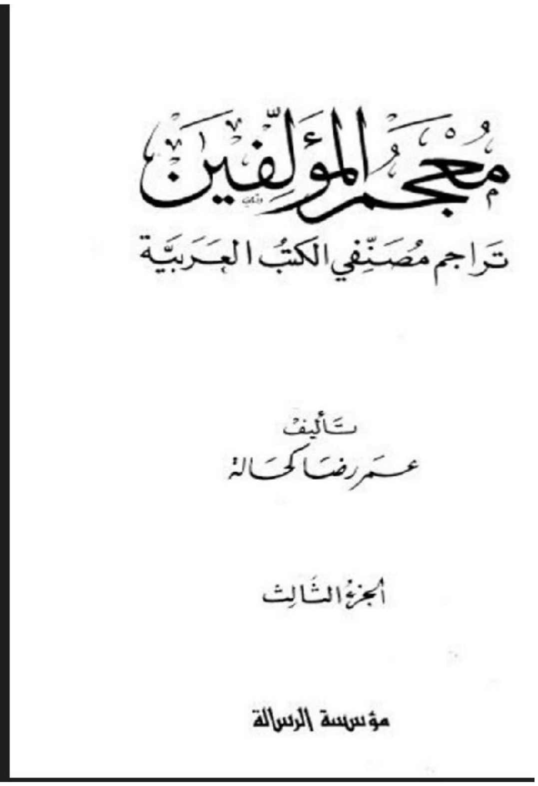

محمد الدميري — ٤٢٢ — محمد المرعشي

ديواني شعرهما، وبينه وبين الحريري صاحب المقامات رسائل مدونة وعاش نيفاً وثمانين سنة.

(ط) الصفدي: الوافي ٣: ٢٧٩، ٢٨٠.

١٤١٣٣ ــ محمد الدُّميري

(٠٠٠ - ٩٤٣ هـ/ ٠٠٠ - ١٥٣٦ م)

محمد بن عبد الكريم بن أحمد الدميري فقيه. ولد بدمير من قرى مصر، وقدم القاهرة، وتوفي في ١٨ ربيع الأول. من آثاره: شرح أول المختصر لصلاة السفر والبيوع للجراح.

(ط) التنبكتي: نيل الابتهاج ٣٣٦.

١٤١٣٤ ــ محمد بن الوَزّان

(٠٠٠ - ٥٩٨ هـ/ ٠٠٠ - ١٢٠٢ م)

محمد بن عبد الكريم بن أحمد الرازي الشافعي (عماد الدين) فقيه، من أهل الري. تفقه على والده، ثم على أبي بكر الخجندي. من آثاره: شرح الوجيز.

(ط) ابن العماد: شذرات الذهب ٤: ٣٣٧.

١٤١٣٥ ــ محمد الشَّهْرَسْتاني

(٤٦٧(١) - ٥٤٨ هـ(٢)/ ١٠٧٥ - ١١٥٣ م)

محمد بن عبد الكريم بن أحمد الشهرستاني، الشافعي (أبو الفتح) فقيه، حكيم، متكلم على مذهب الأشعري. ولد بشهرستان بين نيسابور وخوارزم، وأخذ علم النظر والأصول عن أبي القاسم الأنصاري وأبي نصر القشيري، ورحل إلى بغداد وأقام بها ووعظ، وسمع الحديث بنيسابور وكتب عنه السمعاني، وتوفي بشهرستان آخر شعبان. من تصانيفه: الملل والنحل، تلخيص الأقسام لمذاهب الأنام، نهاية الاقدام، المناهج والبيان، نهاية الاقدام في علم الكلام، والمضارعة.

(خ) الذهبي: سير النبلاء ١٢: ٢١٠، الأسنوي: طبقات الشافعية ٢/١٣١، ١/١٣٢، ابن الصلاح: الطبقات ٢/١٦، ١/١٧، فهرس المؤلفين بالظاهرية.

(ط) ابن خلكان: وفيات الأعيان ١: ٦١٠، ٦١١، البيهقي: تاريخ حكماء الإسلام ١٤١ - ١٤٤، السبكي: طبقات الشافعية ٤: ٧٨، ٧٩، الذهبي: تذكرة الحفاظ ٤: ١٠٤، الصفدي: الوافي ٣: ٢٧٨، ٢٧٩، ابن حجر: لسان الميزان ٥: ٢٦٣، ٢٦٤، أبو الفداء: المختصر في أخبار البشر ٣: ٢٩، مختصر دول الإسلام ٢: ٤٥، اليافعي: مرآة الجنان ٣: ٢٨٩، ٢٩٠، ابن العماد: شذرات الذهب ٤: ١٤٩، طاش كبري: مفتاح السعادة ١: ٢٦٤، ٢٦٥، حاجي خليفة: كشف الظنون ٥٧، ٢٩١، ٤٧٢، ١٠٩٧، ١٧٠٣، ١٨٢١، ١٩٨٦، الخوانساري: روضات الجنات ١٨٦ - ١٨٨، كتبخانه ولي الدين ١٢٢، الزركلي: الأعلام ٧: ٨٣، ٨٤، فاتح كتبخانه سي ١٨١، عماد إسماعيل: الآثار الخطية في المكتبة القادرية ببغداد ٢/٤٦٧.

Ahlwardt:... verzeichniss der arabischen handschriften II: 323.682. 683. Carra De Vaux: Encyclopédie de l'islam IV: 272.273. Mingana: Catalogue of arabic manuscripts 463 - 465. Les manuscrits arabes de l'Escurial 3: 119.216. Brockelmann: g. I: 356.428. 429. s. I: 762.763.

(م) المورد: مجلد ٣، عدد ١/٢٣٦، كارل بتراشك: مجلة معهد المخطوطات ٦/١٠.

Anawati: Ibla 14 me année. 3e trimester: 309.310.

١٤١٣٦ ــ محمد التّائب

(٠٠٠ - ١٢٣٢ هـ/ ٠٠٠ - ١٨١٧ م)

محمد بن عبد الكريم بن أحمد بن عبد الرحمن بن أحمد الأوسي، الأنصاري، الأندلسي الأصل، الطرابلسي. فاضل. ولد بطرابلس الغرب، وتولى النيابة الشرعية بها. من آثاره: الارشاد لمعرفة الأجداد.

(ط) شيخو: الأداب العربية ١: ٢٠، البغدادي: هدية العارفين ٢: ٣٥٩، الزركلي: الأعلام ٧: ٨٥.

١٤١٣٧ ــ محمد المَرْعشي

(١١٩٨ - ١٢٨٠ هـ/ ١٧٨٤ - ١٨٦٣ م)

محمد بن عبد الكريم الحسيني، المرعشي. فقيه، أصولي، مفسر، أديب، شاعر. توفي بأصفهان، ودفن بمقبرة تخت فولاذ. من آثاره: شرح زبدة الأصول، شرح تشريح الأفلاك، تفسير القرآن، ديوان شعر، والرحلة إلى بلاد الهند.

(ط) العاملي: أعيان الشيعة ٤٥: ٢٧٣.

(١) وفي رواية: ٤٧٩ هـ.
(٢) وقيل: ٥٤٩ هـ.

معاویہ صاحب کیا ہو گیا اقرار کر کے کتنی بار بھاگو گے کتنا ذلیل ہو گے ؟

ہاں تو شیعہ ہونا مضر نہیں ہے۔ تمہارے محدثین کی اصطلاح میں صرف شیعہ ہونا اس بنیاد پر ہے کہ عثمان پر علی کو فضیلت دینا نا کہ اثنا عشری عقائد کا حامل ہونا۔ اگر شیعہ ہونے پر عطیہ کی روایت کو رد کرے گے اپنی تاویلات پر یہ قابل قبول نہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے وہ ثقہ راوی ہیں اور امام ابو حنیفہ کے استاد بھی۔ اپنی تاویل پیش کر کے اپنے فقہ کے امام کو بھی بدعتی کہنا چاہتے ہیں۔

معاویہ صاحب! آپ کی صحیحین میں عطیہ سے روایت نقل کی ہیں اور حدیث بھی صحیح ہیں۔(عکس ملاحظہ کریں)

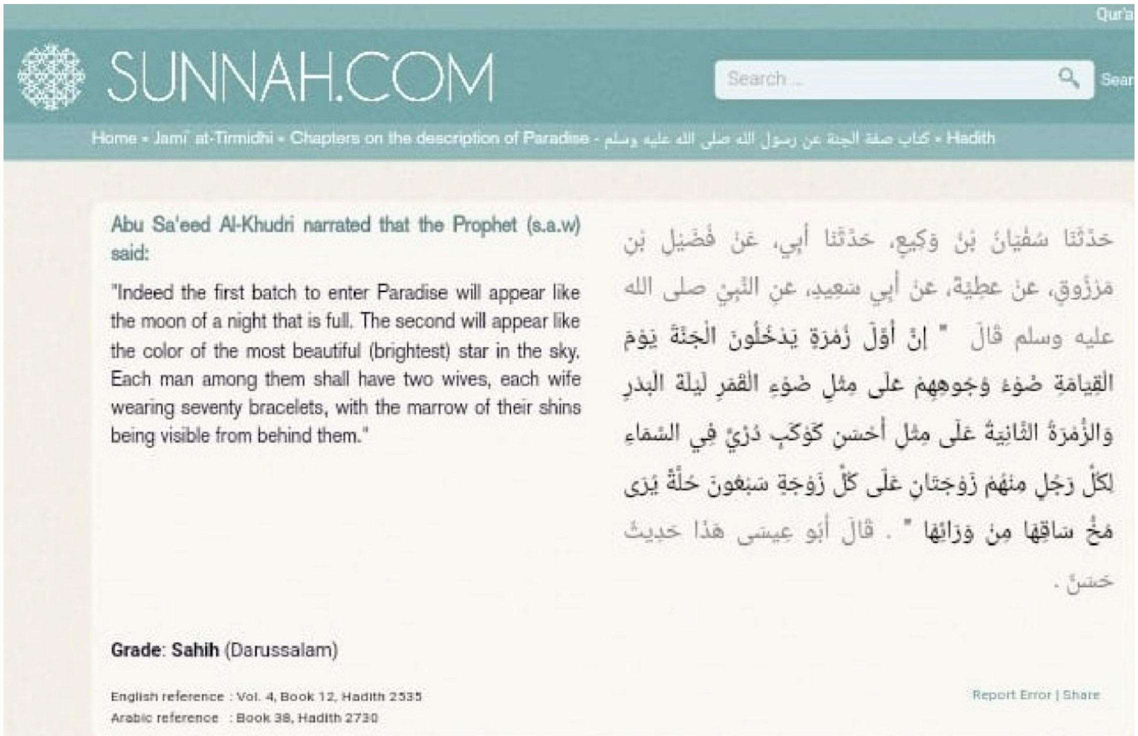
Qur'a

SUNNAH.COM

Search ... Sear

Home » Jami` at-Tirmidhi » Chapters on the description of Paradise - كتاب صفة الجنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم » Hadith

Abu Sa'eed Al-Khudri narrated that the Prophet (s.a.w) said:

"Indeed the first batch to enter Paradise will appear like the moon of a night that is full. The second will appear like the color of the most beautiful (brightest) star in the sky. Each man among them shall have two wives, each wife wearing seventy bracelets, with the marrow of their shins being visible from behind them."

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُ وُجُوهِهِمْ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا " . قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

Grade: **Sahih** (Darussalam)

English reference : Vol. 4, Book 12, Hadith 2535
Arabic reference : Book 38, Hadith 2730

Report Error | Share

عطیہ پر آپ کا اعتراض باطل ہے۔ یا ثابت کریں عطیہ سے روایت نقل کرنا بدعت ہے۔

معاویہ صاحب! پھر وہ ہی سوال جب محققین و محدثین راوی کو شیعہ کہتے ہیں تو اس کی بنیاد کیا ہوتی ہے؟ ختم شد۔

سنی مناظر:

افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے سامنے ایک ایسا شخص ہے جو اصول حدیث سے بالکل لاعلم ہے، کسی راوی کا مذہب بیان کرنا جرح نہیں ہے نہیں ہے لیکن یہ عطیہ کی توثیق پیش کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ صحیحین میں اس کی روایت ہے؟

بخش صاحب! آپ سے عطیہ اور فضیل کی توثیق کی بات کون کر رہا ہے؟ اب لیں ذرا اپنے عالم (شیخ محسن علی نجفی کی کتاب خطبہ فدک) کا حوالہ، لیں جناب! خود آپ کے بڑے مان رہے ہیں کہ شیعت جرح نہیں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

(ملاحظہ ہو لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۳۲۷ طبع دکن)

البتہ حضرت علی علیہ السلام سے محبت کے گہرے جذبات اور مخلصانہ عقیدت کی وجہ سے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا تشیع کی طرف میلان تھا درحقیقت ان کا تعلق مسلک اہل سنت سے تھا۔ ابو عبداللہ محمد بن عمران مرزبانی ثقہ اور معتبر ہے اور اس نے خطبہ فدک کو اپنے بزرگ محمد بن احمد الکاتب سے سماعت فرمایا اور پھر "حدثنی" کہہ کر آگے پھیلایا ہے۔ مرزبانی نے ۳۸۴ھ کو وفات پائی ہے۔

شیعہ راوی سے مروی روایت کی حجیت تسلیم شدہ ہے

اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ راوی شیعہ تھے تب بھی ان کی بیان کردہ حدیث یا روایت کے قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے اس لئے کہ محدثین اور ماہرین اصول حدیث اہل سنت کا رواۃ

۴۰ خطبہ فدک

حدیث کے بارے میں یہ مسلمہ اصول ہے:

الغلوفی التشیع لیس بجرح اذا کان الراوی ثقة

"جب راوی ثقہ ہو تو محض غلو در تشیع موجب جرح نہیں ہے"

اس موقف پر دلیل یہ ہے کہ کتب اہل سنت میں اکثر غالی شیعہ راویوں کو قابل وثوق اور ان سے مروی روایات کو قبول کیا گیا ہے، چنانچہ مشہور ماہر علم رجال علامہ ذہبی نے کوفہ کے رہنے والے ایک کٹر شیعہ راوی ابان بن تغلب کے متعلق لکھا ہے:

ابان بن تغلب الکوفی شیعی جلد لکنه صدوق فلنا صدقه وعلیه بدعته وقد وثقه احمد بن حنبل وابن معین وابو حاتم واورده ابن عدی وقال کان غالیاًفی التشیع۔۔۔ الخ

"ابان بن تغلب کوفی کٹر شیعہ ہیں لیکن یہ ہیں سچے، پس ان کی صداقت وسچائی ہمارے لئے اور بدعت ان کی اپنے لئے اور امام احمد بن حنبل، امام ابن معین اور امام ابوحاتم رازی نے بلاشبہ ان کی توثیق کی ہے اور ابن عدی ان کے حالات کو لائے ہیں اور کہا ہے کہ یہ غالی شیعہ تھے۔"

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اہل سنت کی اصطلاح میں غالی شیعہ اسے کہا جاتا ہے کہ جو شخص حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ محبت کرتا ہو اور انہیں سب صحابہؓ سے افضل وارفع جانتا ہو اور انہی کو بعد از پیغمبرؐ متصل خلیفہ سمجھتا ہو اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتا ہو۔ واضح رہے کہ شیعہ سے متعلق اس قسم کی اصطلاحات کے دراصل خالق بنی امیہ ہیں اور اس کے پس منظر میں امویوں کے جبر وتشدد کا نتیجہ اور ان کی شیعہ دشمنی کارفرما تھی۔ بعد ازاں علامہ ذہبی نے ان کے حالات پر اجمالی بحث کی ہے اس کے بعد بطور نتیجہ

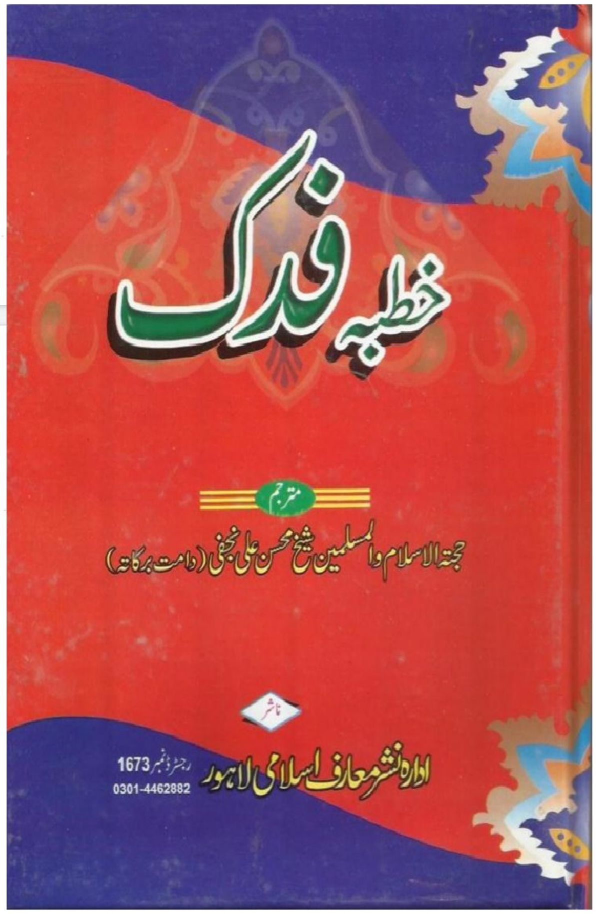

اب بتائیں آپ کی علمی حیثیت کیا رہی جو آپ کل سے ثقہ ثقہ کر رہے ہو؟ کچھ فائدہ نہیں اس (معجم المؤلفین اور ابجد العلوم) حوالے کا کیونکہ میں وضاحت کر چکا ہوں جن علماء نے اس کو شافعی یا سنی لکھا ہے تو اس سے شیعہ ہونے کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔ میں دو حوالے پیش کر چکا ہوں وہ کٹر شیعہ اسماعیلی اور ملحد تھا اور ساتھ میں تحفہ اثنا عشری سے اسکی وضاحت بھی کر چکا ہوں کچھ علماء کو کسی راوی کی حقیقت پتا نہیں چل چکی (تھی) لیکن کچھ کو پتا چل گئی۔ اگر کسی کے علم کہ (نہ) ہونے سے وہ جاہل ہے تو پھر یہ جہالت آپ کے محدثین میں بھی یہ جہالت موجود ہے کہ کچھ لوگ کسی راوی کو امامی کہتے ہیں تو کچھ لوگ اس کو فطحیہ یا واقفیہ کہتے ہیں۔ تو کیا آپ اپنے ان محدثین کو بھی جاہل کہیں گے؟

کیوں جناب، مناظرہ کے اصول صرف فدک کے مسئلے پر ہی لاگو ہوتے ہیں یا ہر مناظرہ پر؟ تحریف (قرآن) میں آپ کو مناظرہ کے اصول یاد نہیں رہتے کیوں؟ یا تحریف (قرآن کے مناظرے) پر اصولوں سے ناواقف ہو جائے ہو؟ ثابت ہوا کہ یہ آپ کی جہالت ہے کہ سنی حوالے بالکل پیش ہی نہ کرو۔ اور میں سنی حوالے آپ کو منوانے کے لیے نہیں بلکہ اپنا مسلک واضح کرنے کے لیے بھیج رہا ہوں۔ میری رائے نہ مانو علامہ ابن حجرؒ اور علامہ ذھبیؒ کی مانو جو عطیہ اور فضیل کو شیعہ لکھ چکے ہیں۔

جمہور کے قول میں کیا لکھا ہوا ہے یہ بتادو؟ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "کثرت آیات مکی ہیں"..یہ کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ وہ عربی الفاظ یہاں لکھ کر ترجمہ کریں؟

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کو واضح طور پر مکی کہہ رہے ہیں اور ہبہ والی بات کارد کر رہے ہیں۔(عکس ملاحظہ کریں)

سورة الإسراء / الآيات ٢٦ - ٢٨ ٤٧٤

وقال الحافظ أبو بكر البزار(١٣٧) : حدثنا عباد بن يعقوب ، حدثنا [أبو يحيىٰ التيمي][١] ، حدثنا فضيل بن مرزوق ، عن عطية ، عن أبي سعيد قال : لما نزلت هذه الآية : ﴿ وآت ذا القربىٰ حقه ﴾ دعا رسول الله صلىٰ الله عليه وسلم فاطمة فأعطاها « فَدَكَ » ، ثم قال : لا نعلم حدث به عن فضيل بن مرزوق إلا أبو يحيىٰ التيمي[٢] ، وحميد بن حماد بن أبي الخُوار[٣] .

وهذا الحديث مشكل لو صح إسناده ؛ لأن الآية مكية ، و « فَدَكُ » إنما فتحت مع خيبر سنة سبع من الهجرة ، فكيف يلتئم هذا مع هذا ؟

[فهو إذًا حديث منكر ، والأشبه أنه من وضع الرافضة ، والله أعلم][٤] . وقد تقدم الكلام علىٰ المساكين وابن[٥] السبيل في سورة براءة بما أغنىٰ عن إعادته ههنا .

وقوله : ﴿ ولا تبذر تبذيرًا ﴾ ، لما[٦] أمر بالإنفاق نهىٰ عن الإسراف فيه ؛ بل يكون وسطًا كما قال في الآية الأخرىٰ : ﴿ والذين إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قوامًا ﴾ ثم قال منفرًا عن التبذير والسرف : ﴿ إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين ﴾ أي : أشباههم في ذلك .

وقال ابن مسعود(١٣٨) : التبذير : الإنفاق في غير

(١٣٧) - أخرجه البزار « مختصر الزوائد » - (١٤٧٦) (٢
وقال : « رواه الطبراني وفيه عطية العوفي وهو ضعيف متروك
وأبو يحيى التيمي ، وحميد بن حماد كلاهما ضعيف ول

(١٣٨) - أخرجه البخاري في الأدب المفرد - (٤٤٤) . والط
الأوسط (١٤٧٢) (١٢٩/٢) . والحاكم في المستدرك - (
الذهبي والبيهقي في شعب الإيمان (٦٥٤٦) (٢٥٠/٥) .
شيبة في المصنف (٢٥٢/٦) من طريق أبي العبيدين ، قال :
الهيثمي في الجمع - (٥٣٠٥٢/٧) « رواه الطبراني ورجال
٣٢٠) إلى الفريابي وسعيد بن منصور وابن المنذر وابن أبي

(١٣٩) - أخرجه البخاري في الأدب المفرد - (٤٤٥) . والبي
٢٥١) . وابن جرير في تفسيره - (٧٣/١٥) . من طري
وحسن إسناده الألباني في صحيح الأدب المفرد - (٣٤٦

[١] - في ز ، « أبو يحيىٰ التميمي » ، خ : « أبو نجى التم
[٢] - في خ : « أبو نجى التميمي » .
[٤] - ما بين المعكوفتين سقط من : ز ، خ .
[٦] - في خ : « إنما » .

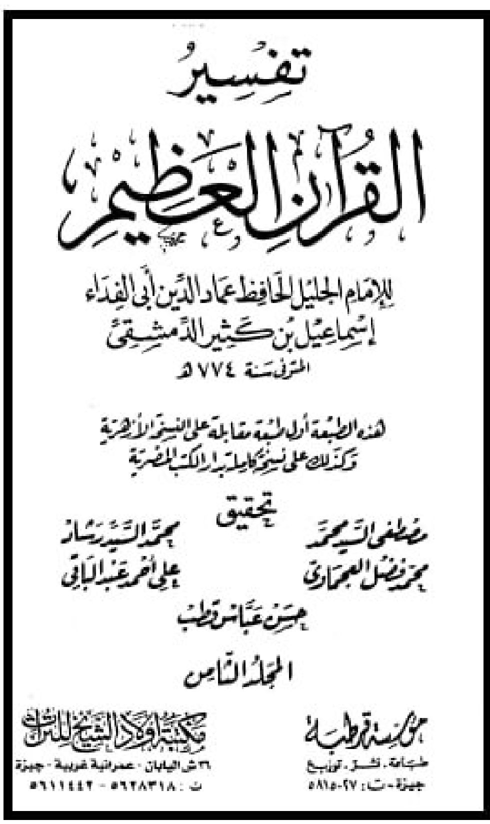
تفسير
القرآن العظيم
للإمام الجليل الحافظ عماد الدين أبي الفداء
إسماعيل بن كثير الدمشقي
المتوفى سنة ٧٧٤ هـ
هذه الطبعة أول طبعة مقابلة على النسخة الأزهرية
وكذلك على نسخة كاملة بدار الكتب المصرية
تحقيق
مصطفى السيد محمد — محمد السيد رشاد
محمد فضل العجماوي — علي أحمد عبد الباقي
حسن عباس قطب
المجلد الثامن
مؤسسة قرطبة
طباعة . نشر . توزيع
جيزة - ت : ٥٨١٥٠٢٧
مكتبة أولاد الشيخ للتراث
٣٦ ش اليابان - عمرانية غربية - جيزة
ت : ٥٦٢٨٣١٨ - ٥٦١١٤٤٢

ظاہر ہے اس کے عقائد کی وجہ سے کسی کو سنی یا شیعہ یا فطحیہ یا واقفیہ وغیرہ کہا جاتا ہے اور عطیہ و فضیل کی شیعت پر میں محدثین کے حوالے دے چکا ہوں جن کو آپ ہاتھ نہیں لگا رہے۔ یہ بتادو کہ فدک کا ہبہ ہونا شیعہ عقیدہ ہے یا سنی؟ اور محدثین نے عطیہ اور فضیل کو شیعہ لکھا ہے کہ نہیں؟

جس (بھی کتاب یا محدث) سے بھی ہو لیکن شیعت کے جراثیم اس (شہرستانی) میں موجود تھے تو جس میں شیعت کے جراثیم موجود ہوں اس سے شیعہ والے نظریات ہم قبول نہیں کریں گے۔ اور عطیہ اور فضیل کی اس روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ اس کے عقائد صرف افضلیت علی والا نہیں بلکہ فدک ہبہ کیے جانے کا بھی تھا۔

میں نے یہ کب کہا ہے کہ شیعہ ثقہ راوی (کی) ہر روایت مردود ہے؟ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی وہ روایت جو اس کے مذہب کی تائید میں ہو بس وہی قبول نہیں۔ آپ نے ہر روایت کا غیر مقبول ہونا کیسے سمجھ لیا؟ یہ لو پانچواں حوالہ فدک کے ہبہ ہونے کہ رد میں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

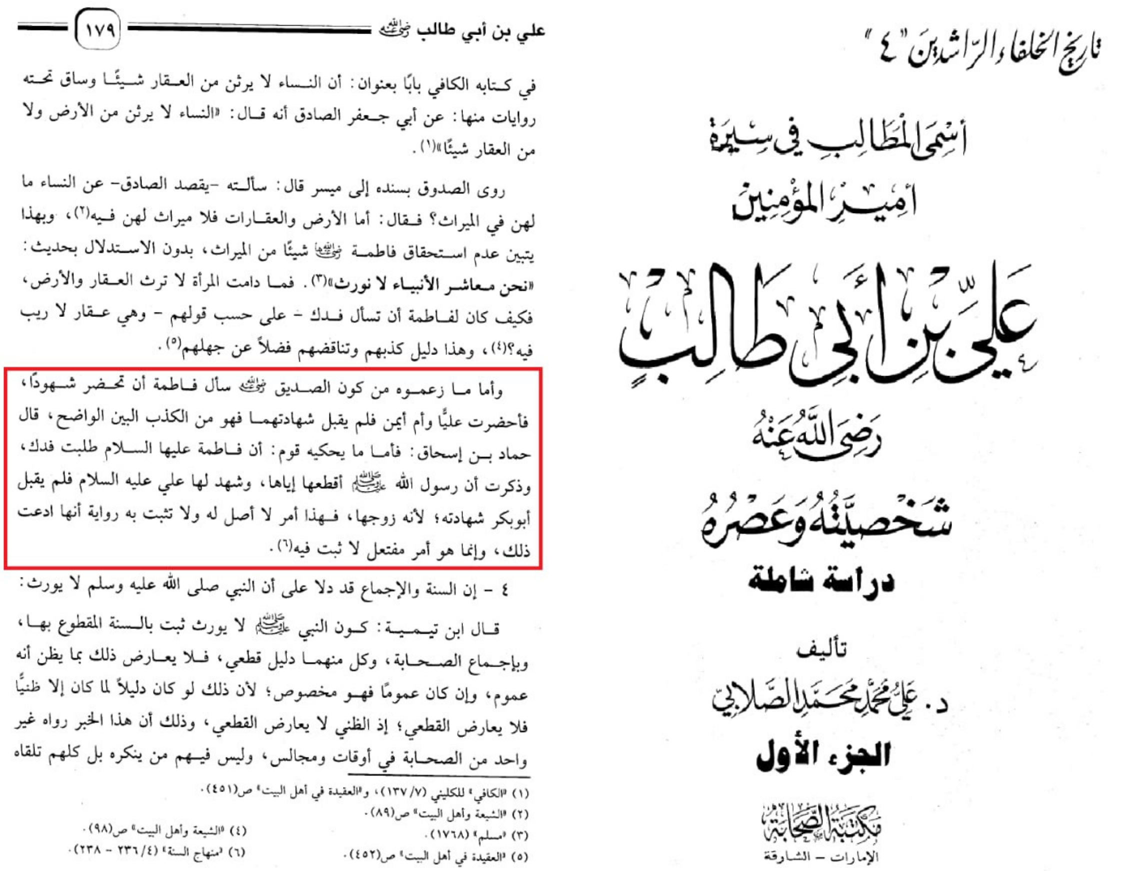

تاريخ الخلفاء الراشدين "٤"

أسمى المطالب في سيرة أمير المؤمنين

علي بن أبي طالب رضي الله عنه

شخصيته وعصره

دراسة شاملة

تأليف

د. علي محمد محمد الصلابي

الجزء الأول

مكتبة الصحابة
الإمارات – الشارقة

علي بن أبي طالب رضي الله عنه — ١٧٩

في كتابه الكافي بابًا بعنوان: أن النساء لا يرثن من العقار شيئًا وساق تحته روايات منها: عن أبي جعفر الصادق أنه قال: «النساء لا يرثن من الأرض ولا من العقار شيئًا»(١).

روى الصدوق بسنده إلى ميسر قال: سألته -يقصد الصادق- عن النساء ما لهن في الميراث؟ فقال: أما الأرض والعقارات فلا ميراث لهن فيه(٢)، وبهذا يتبين عدم استحقاق فاطمة رضي الله عنها شيئًا من الميراث، بدون الاستدلال بحديث: «**نحن معاشر الأنبياء لا نورث**»(٣). فما دامت المرأة لا ترث العقار والأرض، فكيف كان لفاطمة أن تسأل فدك - على حسب قولهم - وهي عقار لا ريب فيه؟(٤)، وهذا دليل كذبهم وتناقضهم فضلاً عن جهلهم(٥).

وأما ما زعموه من كون الصديق رضي الله عنه سأل فاطمة أن تحضر شهودًا، فأحضرت عليًا وأم أيمن فلم يقبل شهادتهما فهو من الكذب البين الواضح، قال حماد بن إسحاق: فأما ما يحكيه قوم: أن فاطمة عليها السلام طلبت فدك، وذكرت أن رسول الله ﷺ أقطعها إياها، وشهد لها علي عليه السلام فلم يقبل أبوبكر شهادته؛ لأنه زوجها، فهذا أمر لا أصل له ولا تثبت به رواية أنها ادعت ذلك، وإنما هو أمر مفتعل لا ثبت فيه(٦).

٤ - إن السنة والإجماع قد دلا على أن النبي صلى الله عليه وسلم لا يورث:

قال ابن تيمية: كون النبي ﷺ لا يورث ثبت بالسنة المقطوع بها، وبإجماع الصحابة، وكل منهما دليل قطعي، فلا يعارض ذلك بما يظن أنه عموم، وإن كان عمومًا فهو مخصوص؛ لأن ذلك لو كان دليلاً لما كان إلا ظنيًا فلا يعارض القطعي؛ إذ الظني لا يعارض القطعي، وذلك أن هذا الخبر رواه غير واحد من الصحابة في أوقات ومجالس، وليس فيهم من ينكره بل كلهم تلقاه

(١) «الكافي» للكليني (٧/ ١٣٧)، و«العقيدة في أهل البيت» ص(٤٥١).
(٢) «الشيعة وأهل البيت» ص(٨٩).
(٣) «مسلم» (١٧٦٨).
(٤) «الشيعة وأهل البيت» ص(٩٨).
(٥) «العقيدة في أهل البيت» ص(٤٥٢).
(٦) «منهاج السنة» (٤/ ٢٣٦ - ٢٣٨).

اس پورے قصے کا رد ہے (یعنی) ہبہ والے اور گواہ پیش ہونے والے (قصہ کا)۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! جاہلیت کی حد ہوتی ہے اس وقت آپ کا دعویٰ ہوتا ہے کہ شیعہ اپنے اصول پر رہتے ہوئے قرآن کو کامل ثابت کریں، اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کیا آپ کو؟ معاویہ صاحب آپ غلط مطلب لے رہے (ہیں) لفظ شیعہ سے جب کے آپ کے عالم نے اقرار کیا کہ اہل سنت کو ہی شیعہ کہا جاتا ہے خیر حوالہ دیتا ہوں کتنا ذلیل ہو گا تحفہ اثنا عشریہ (کا عکس ملاحظہ کریں)۔

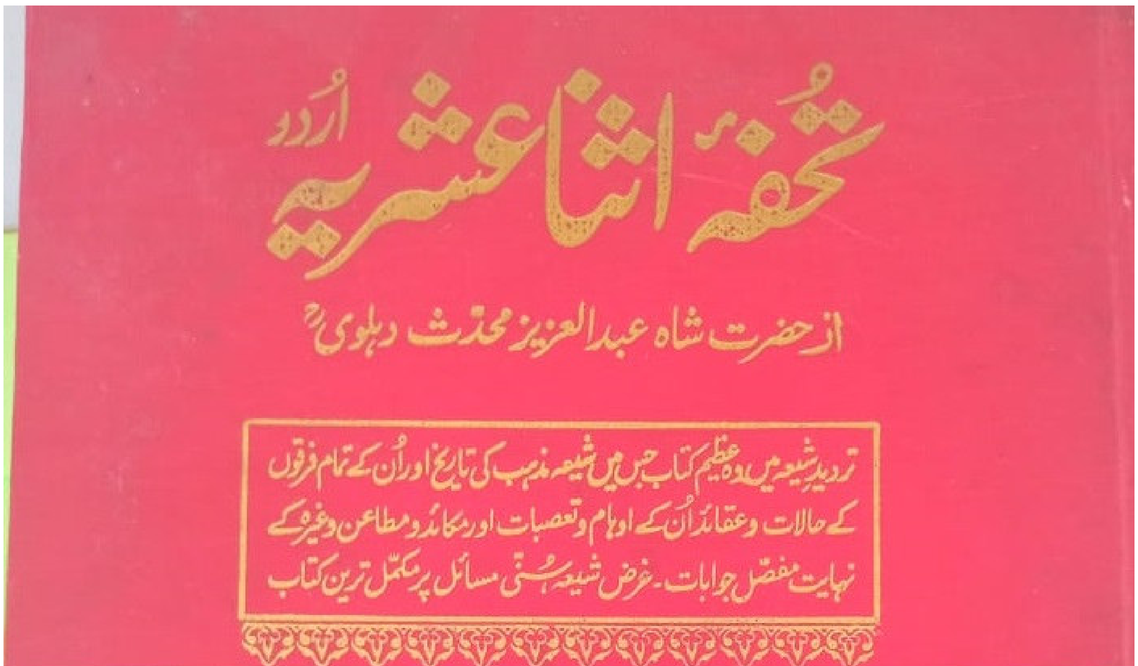

۴۰

تحفہ اثنا عشریہ اردو

اور فرقہ اسمٰعیلیہ کا مذہب اگرچہ (امامیہ سے) بالکل جدا ہے۔ انتشار کو کم کرنے کی غرض سے ان کو امامیہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔

یہ بھی معلوم رہنا چاہیئے کہ شیعان اولیٰ جس میں اہل سنت اور اہل تفضیل دونوں شامل ہیں، پہلے شیعہ ہی کہے جاتے تھے مگر جب سے غلاۃ (غالی) روافض، زیدیوں، اور اسمٰعیلیوں نے اپنے لئے شیعہ لقب اختیار کیا اور ان کے اعمال وعقائد کی قباحتیں اور شر ظاہر ہونے لگے تو حق وباطل کے مل جانے کے خطرہ کے پیش نظر فرقہ سُنیہ وتفضیلیہ نے اس لقب کو اپنے لئے ناپسند کر کے ترک کر دیا اور اس کی جگہ اہل سنت والجماعت کا لقب اختیار کیا۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ تاریخ کی قدیم کتابوں میں اساطین اہل سنت کے لئے جو یہ الفاظ "فلاں من الشیعۃ او من شیعۃ" مذکور ہیں۔ تو یہ الفاظ اپنی جگہ درست ہیں کیونکہ پہلے ایسے حضرات شیعان اولیٰ کا یہ لقب تھا۔ واقدی کی تاریخ اور استیعاب ہیں اس قسم کے الفاظ بہت آتے ہیں لہذا اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ یہ حضرات مذکورین ہرگز ایسے شیعہ نہ تھے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور مددگاری کے سبب شیعان علیؓ (علیؓ کے ساتھی) کہلاتے تھے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا ...

سکھر بک اسٹور ٹیک چند اسٹریٹ فریئر روڈ سکھر

یہ لیں معاویہ صاحب! اب یہ نہ کہنا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی میرے لیے حجت نہیں جب اہل سنت کو پہلے شیعہ کہا جاتا تھا تو عطیہ پر اعتراض کیوں؟

معاویہ صاحب! وہ کونسے عقائد تھے جن کی وجہ سے محدثین کسی راوی کو شیعہ کہتے تھے جن پر شیعت کی جرح ہے ان کے جرح کے اسباب پیش کرو متقدمین سے۔ یہ تو آپ کی تاویل ہے، متقدمین کے قول پیش کرو۔ گواہوں والی روایت تک بات پہنچی گی ہے نہیں آپ پہلے ہی پاگل ہو جائیں گے۔

آپ کے حوالے قابل قبول ہو گے اور ہمارے نہیں یہ کیسی منطق ہے؟ آپ نے شہرستانی کو شیعہ کہا اور ہم نے ثابت کر دیا کہ وہ سنی تھا یعنی اب اس موضوع پر فراری خیر یہ عادت ہے آپ کی۔

ناظرین! معاویہ صاحب اپنی ہی کتابوں سے حوالے لگا رہے (ہیں) جو اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔ اس کی کتب ہمارے لیے حجت نہیں ہے یہ جاہلانہ حرکت نہیں تو اور کیا ہے؟ معاویہ صاحب! عقل کے ناخن لیں آپ کی کتب ہمارے لیے حجت نہیں ہے اگر ہوتی تو پھر مناظرہ کس لیے کرنا تھا؟ مناظرے کا مقصد ہے مخالف کو اس کی کتب سے دکھانا۔

معاویہ صاحب نے شیعہ ہونے پر اعتراض اٹھایا جو اس کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ سے (میں نے) دے دیا۔ بقایا وضاحت کریں پھر آگے چلتے ہیں۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

بالکل یہی ہوتا ہے کہ سنی مناظر شیعہ کتب سے تحریف قرآن ثابت کر رہا ہوتا ہے اور شیعہ مناظر اپنی کتب سے اس کا رد کر رہا ہوتا ہے کہ ہم موجودہ قرآن کو مانتے ہیں۔ اسی طرح آپ یہاں کتب اہل السنت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ ؓ کو فدک ہبہ کیا تھا اور میں یہ ثابت کر رہا ہوں کہ اہل السنت فدک ہبہ ہونے کے منکر ہیں۔ باقی شیعہ کتب کے حوالے آپ کو منوانے کے لیے بھیج رہا ہوں لیکن آپ ان کو نہیں مان رہے۔

(اگر) میں غلط مطلب پیش کر رہا ہوں تو آپ کے محدثین تو صحیح مطلب پیش کر رہے ہیں نہ؟ عطیہ کا اصحاب باقرؒ میں شمار کیا ہے اور فضیل کو امام جعفر صادقؒ کے اصحاب میں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

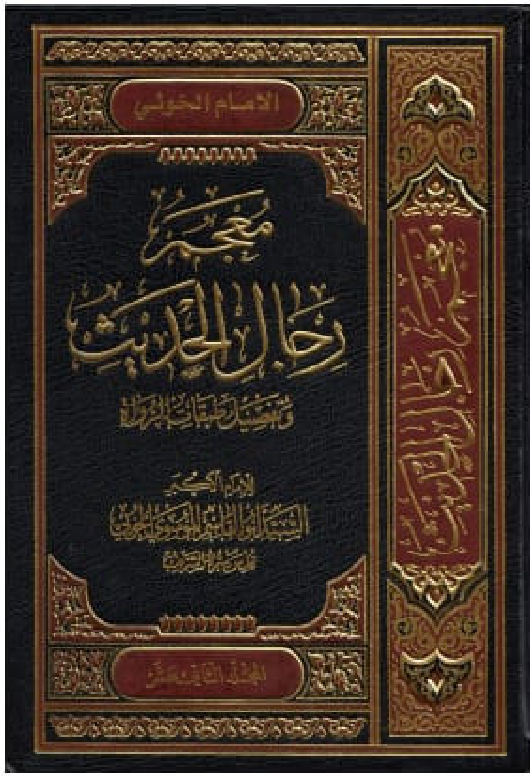

وعدّه البرقي من أصحاب ا
روى عن الـرضـا عليه الـ
التهذيب: الجزء ٨، باب حكم الظ
أنه لا يصحّ الظهار بيمين، الحديث

٧٧١٥ـ عطيّة بن ضرار:

عدّه البرقي من أصحاب ال

٧٧١٦ـ عطيّة بن عبيد:

والد علي بن عطيّة الفزاري
السلام، رجال الشيخ (٦٢١).

٧٧١٧ـ عطيّة بن نجيح:

أبو المظفّر (أبو المطهّر) الرازي: من أصحاب الصادق عليه السلام، رجال الشيخ (٦٧٢).

٧٧١٨ـ عطيّة بن يعلى:

الكوفي: من أصحاب الصادق عليه السلام، رجال الشيخ (٦٢٢).

٧٧١٩ـ عطيّة الحذّاء:

عدّه البرقي من أصحاب الصادق عليه السلام.

٧٧٢٠ـ عطيّة العوفي:

عدّه البرقي في أصحاب الباقر عليه السلام.

الجزء الرابع عشر ——— ٣٥٥

٩٤٥٠ـ الفضيل بن كثير:
تقدّم في الفضل بن كثير.

٩٤٥١ـ الفضيل بن محمد:
ابن راشد، مولى، عدّه البرقي في أصحاب الصادق عليه السلام، لكن الموجود في رجال الشيخ وفي الروايات: الفضيل مولى محمد بن راشد، ويأتي.
ثمّ إنّ البرقي ذكر بعد هذا: الفضل البقباق أبو العبّاس، كوفي.
وتوهّم العلّامة، (٢) من الباب (١) من حرف الفاء، من القسم الأوّل. وابن داود، (١١٨٣) من القسم الأوّل: أنه من تتمة الكلام الأوّل، وأن الفضيل بن محمد مولى الفضل البقباق!.

٩٤٥٢ـ الفضيل (الفضل) بن مرزوق:
العنزي الكوفي: من أصحاب الصادق عليه السلام، رجال الشيخ (١٧).

٩٤٥٣ـ الفضيل بن معدان:
عدّه البرقي من أصحاب الصادق عليه السلام.

٩٤٥٤ـ الفضيل بن ميسر:
روى عن أبي عبد اللّه عليه السلام، وروى عنه الحسن بن علي. الكافي: الجزء ٣، كتاب الجنائز ٣، باب الصبر والجزع والاسترجاع ٨٢، الحديث ١٠.
كذا في الوافي، والطبعة القديمة، والمرآة، فيهما على نسخة، وفي نسخة أخرى منها: الفضل عن ميسر، وفي الوسائل: فضل بن ميسر.

اب بھی بولو کہ یہ آپ جیسے شیعہ نہیں تھے۔ تو آپ کے ائمہ کے اصحاب میں سے کیسے آ گئے؟

اس حوالے سے (جو آپ نے پیش کیے ہیں) عطیہ اور فضیل کی شیعت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کا شیعہ ہونا اور شیعوں والے نظریات بیان کرنا اور آپ کے محدثین کا ان کو اپنے ائمہ کے اصحاب میں شمار کرنا ان کے شیعہ ہونے کو واضح کرتا ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ کی) پوری بات بھی پڑھیں، جب غالی، زیدی وغیرہ نے خود کو شیعہ کہنا شروع کیا تو اہل السنت نے خود کو شیعہ کہنا چھوڑ دیا۔ اور غالی شیعہ کب شروع ہوئے؟ سیدنا علیؓ کے دوَر میں ہی جن کو سبائی بھی کہا جاتا ہے۔ تو اس حوالے سے کچھ فائدہ نہیں آپ کو۔ یہ مبیح فضول ہوا اب اور تقیہ تو آپ کے مذہب میں ویسے بھی عبادت ہے، بہت سے لوگ اپنا مذہب چھپا کر صرف تفضیلیت ہی ظاہر کرتے ہونگے اور اس کی آڑ میں شیعہ نظریات پھیلاتے تھے۔ جس کے مذہب میں اپنا مذہب چھپانا عبادت ہو تو شیعہ پر کوئی اعتبار نہیں۔

گواہوں والی بات ہے ساتھ ہبہ کا بھی رد ہے۔ اگر ہبہ کے قائل ہوتے تو ہبہ کا بھی ساتھ میں کیوں رد کر رہے ہوتے یہ؟ کیونکہ آپ کے حوالے ان کے ہیں جو عطیہ و فضیل کی شیعت سے ناواقف تھے۔ لیکن جو میں پیش کر رہا ہوں وہ عطیہ اور فضیل کی شیعت سے واقف ہیں۔ اور اب تو خود تمہارے لوگوں نے بھی لکھ دیا ہے ان کو اپنے ائمہ کے اصحاب میں سے۔ جن کے مذہب میں تقیہ ان کے بارہویں امام کے ظہور تک واجب ہو ان پر کیا اعتبار؟ (عکس ملاحظہ کریں)

والتقيّة واجبة[1] لايجوز رفعها إلى أن يخرج[١] القائم عليه السلام، فمن تركها قبل خروجه فقد خرج عن[٢] دين الله[٣] ودين الأئمّة[٤]، وخالف الله ورسوله والأئمّة عليهم السلام[2].

وسئل الصادق عليه السلام عن قول الله عزّوجلّ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ﴾[3]

← ١٣١/٣ رقم ٤٦١٦، فردوس الأخبار: ١٨٩/٤ رقم ٦٠٩٩، الرياض النضرة: ١٢٢/٣، ذخائرالعقبىٰ: ٦٦، خصائص أميرالمؤمنين للنسائي: ٢٤، تاريخ الخلفاء: ١٧٣، الصواعق المحرقة لابن حجر: ٣

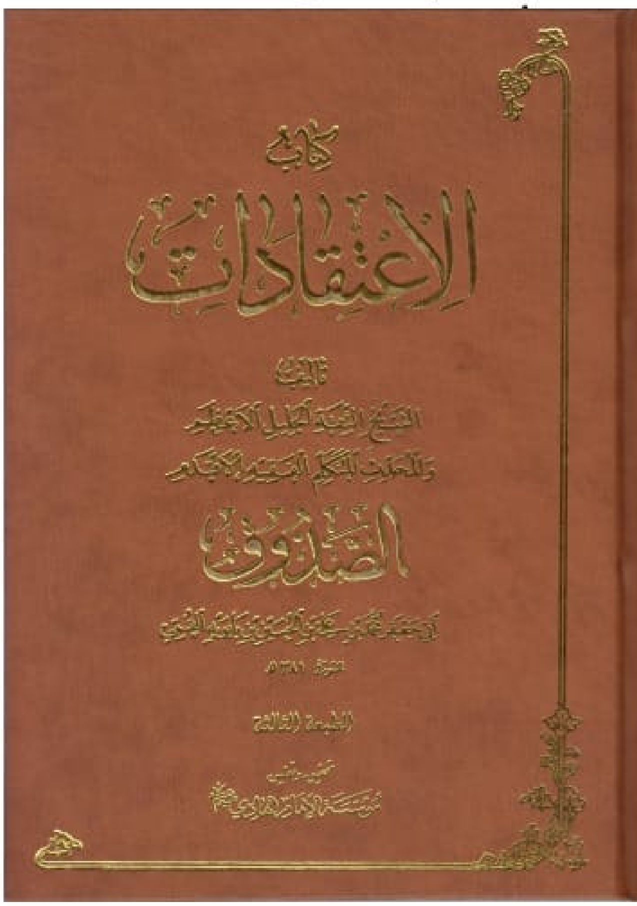

عنه مجمع الزوائد: ١٧٥/٩ رقم ٠
غير أبي عبدالله الجدلي وهو ثقة.

1- انظر ص٣٤٣ الهامش رقم1.

2- عن الإمام الرضا عليه السلام:... من ترك التق
٣٧١/٢ ضمن ح٥ باب ٣٥، عنه الب
ح١٦ باب ٨٧.
كفاية الأثر: ٢٧٠، عنه فرائد الس
وانظر الهداية: ٥٣، إعلام الورى
٢٤ عن الكمال والكفاية والإعلام.

3- من سورة الحجرات ٤٩: الآية ١٣.

١ – في هـ: «حتّى يظهر» بدل «إلى أن يخرج». و

٢ – «من» هـ.

٤ – «الإماميّة» ب، ج، هـ ٣. و كذا في هـ ١، و في

تو تقیہ کر کے اپنے نظریات چھپانے والوں پر کوئی اعتبار نہیں۔

ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! اس وقت دعویٰ کو دیکھا جاتا ہے آپ کو سمجھ نہیں آرہا تو ہم کیا کریں جب آپ اپنی کتابوں کے حوالے پیش کریں گے تو وہ ہمارے لیے حجت نہیں ہو گے۔ یہ میسج کیسے فضول ہوا جب تاویل آپ نے کی ہے تو ثابت کریں، پھر لکھ دیتا ہوں جب تک جواب نہیں دیا جائے گا بات آگے نہیں بڑے گی۔

معاویہ صاحب! وہ کونسے عقائد تھے جن کی وجہ سے محدثین کسی راوی کو شیعہ کہتے تھے؟ جن پر شیعت کی جرح ہے ان کے جرح کے اسباب پیش کرو متقدمین سے۔ یہ تو آپ کی تاویل ہے، متقدمین کے قول پیش کرو، شرائط میں لکھا ہے کہ جو تاویل پیش کی جائے گی اس کو اپنے متقدمین وشارحین کے قول سے ثابت کرنا ہو گا۔

معاویہ صاحب! جب شیعہ پر جرح بھی نہیں بنتی اور ثقاہت میں کوئی مسئلہ نہیں تو کس بنا پر روایت کو مسترد کر رہے ہو؟ دو بنیادی اصول ہیں ایک راوی کی جانچ پڑتال کے ایک اس کا مذہب دوسرا اس ثقاہت۔

معاویہ صاحب! آپ خود بھی مان چکے ہیں کہ عطیہ پر ان دونوں میں سے کوئی اعتراض بھی نہیں بنتا اور پھر آپ اس کو شیعہ بدعتی کہہ رہے ہو اس کی بھی کوئی دلیل آپ کے پاس نہیں ہے کوئی قول تو دکھائیں عطیہ بدعتی ہے۔ اب واحد آپ کا جاہلانہ استدلال ہے کہ کیونکہ اس کی بات تمہارے مذہب کے خلاف جارہی ہے لہٰذا قبول نہیں کرو گے۔

سیدھی طرح کہو نہ کہ یہ آپ کے گلے میں اٹک گئی ہے اور اس سے آپ کی طرف سے ہی ہبہ ثابت ہو رہا ہے اس لیے قبول نہیں کرو گے ورنہ آپ اپنے حاکم صاحب یعنی خلیفہ کو کیسے بچاؤ گے؟

نیا ڈرامہ شروع کر دیا ہے کہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے اس لیے قبول نہیں کریں گے۔ اگر دلیل نہیں ہے تو وقت کیوں برباد کر رہے ہو مان لو کہ حدیث صحیح ہے۔ معاویہ صاحب اس وقت تک کوئی حوالہ پیش نہیں کرو گا جب تک مستند جواب نہیں دو گے۔

سنی مناظر:

بخش حسین صاحب! آپ کے دلیل کہ میں نے تین (3) جوابات دیے۔

1. یہ کہ اس روایت میں دو راوی شیعہ ہیں اور شیعہ کی روایت اس کے مذہب کی تائید میں قبول نہیں۔
2. یہ آیت مکی ہے فدک مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو آیت پہلے کی ہے اُقع فدک بعد میں آیا، تو اس آیت سے فدک دیا جانا مراد ہو ہی نہیں سکتا۔
3. یہ روایت دوسری روایات اور علماء کے اقوالات کے خلاف ہے۔

اس پر میں پانچ (5) حوالاجات دے چکا ہوں۔ دوسرے اور تیسرے جواب کا تو کوئی جواب نہیں آپ کے پاس رہا پہلا سوال، تو اس کے جواب میں آپ صرف یہ بہانے کر رہے ہو کہ ان راویوں کو شیعہ ثابت کرو اور جب ان کی روایت صحیح بھی ہے کوئی جرح بھی نہیں تو قبول کیوں نہیں؟

پہلے سوال کے جواب میں رایوں کو شیعہ ہونا تو میں کتب اہل السنت اور شیعہ دونوں سے ان کا شیعہ ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ رہا یہ بہانا کہ جب جرح بھی نہیں اور ہے بھی ثقہ تو پھر کیوں قبول نہیں؟

تو یہ جہالت آپ کے بڑے مناظر اور اصول جاننے کے دعوے دار بھی کر چکے ہیں۔ کتب اصول حدیث جس نے پڑھی ہے وہ جانتا ہے کہ ایک تقسیم تو یہ کی گئی ہے کہ (۱) ایک تقسیم تو صحیح، ضعیف وغیرہ والی محدثین نے لکھی ہے (۲) دوسری تقسیم ہے قبول ورد کی یا مقبول و مردود روایت کی۔

تو جہاں مردود روایت کی بات لکھی ہے تو وہاں ایک وجہ روایت کے مردود ہونے کی اس کا مذہب بھی لکھا ہے جہاں یہ اصول موجود ہے کہ ثقہ بدعتی کی روایت قبول مگر وہ روایت جو اس کے مذہب کی تائید میں ہو وہ قبول نہیں۔

یہ جو کل میں نے الرعایۃ سے حوالہ بھیجا ہے یہ بحث اسی تقسیم میں ہے، اس صفحے سے چند صفحات پہلے یہی عنوان ہے؛ فی شروط القبول و الرد (یعنی) روایت کے مقبول اور مردود ہونے کے شرائط۔ (عکس ملاحظہ کریں)

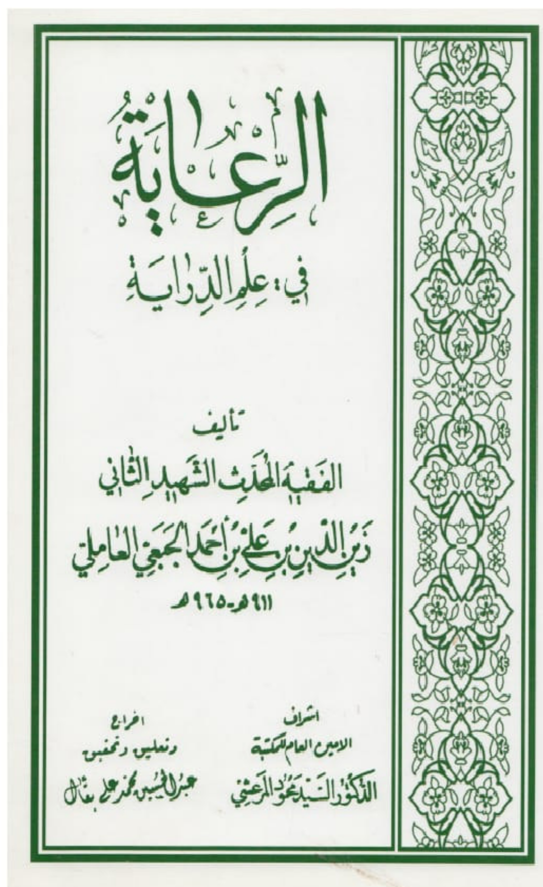

القسم الثاني

في: شروط القَبول والرَّدّ ؛ وفيه: مسائلُ ثماني

المسألة الاولى

في: أوصاف الراوي

وفيها: أنظار

الأوّل

في: مايُشترَط فيه

وحديثُهُ حديثٌ عن:

اوّلاً: مُجمل الشروط

اِتّفق: أئمة الحديث(١)، والاصول الفقهيّة؛ على اشتراط(٢):

[أ.] إسلام الراوي

حال روايته، وان لم يكُن مُسلماً حالَ تحمُّلِهِ.

فلا تُقبل رواية الكافر، وانْ عُلِمَ مِن دينه التحرّز عن الكذب؛ لوجوب التثبّت عندَ خبر الفاسق(٣)

(١) الّذي في النسخة الأساسيّة: ورقة ٤٣، لوحة ب؛ سطر ٤ ــ ٥: «وفي هذا الباب مسائل ثماني؛ الأولى: اِتّفق أئمةُ الحديث»، فقط؛ وكذا الرضويّة.

وفي الرضويّة: ورقة ٢٦، لوحة ب؛ سطر ١٦: «ثمان»، بدلاً من «ثماني»؛ و«اتّفقوا»، بدلاً من «اتّفق».

(٢) يُنظر: تقريب النواوي: ص ١٩٧، والباعث الحثيث: ص ٩٢، والخُلاصة في أصول الحديث: ص ٨٩، والكفاية: ٧٨، ومعالم الدين ــ طبعة ١٣٩١هـ ــ: ص ٤٢٦ ــ ٤٢٧، ومقدمة ابن الصلاح ومحاسن الإصطلاح: ٢١٨

(٣) إشارة إلى قوله تعالى: «يا أيها الّذين آمنوا إن جاءكم فاسقٌ بنبأ فتبيّنوا أن تُصيبوا قوماً بجهالة فتُصبحوا على مافعلتم نادمين»؛ «سورة الحُجُرات، آية ٦».

١٨١

یہ صفحہ 181 (کا ہے) اس کے سات (7) صفحات بعد وہ حوالہ جو کل الرعایۃ کا میں نے بھیجا صفحہ 188 سے۔[1] یہی تقسیم کتب اصول اہل السنت میں بھی ہے۔ (یہ) جو تم کو پیچھے سے لقمے دے رہے ہیں ان کو کہوں گا کہ نزھۃالنظر شرح النخبۃالفجر پڑھ کر دیکھیں۔

یہ دوسرا حوالہ (پیش کر رہا ہوں) شیعہ کتاب (رسائل فیے درایہ الحدیث) کا۔ (اس میں بھی) وہی اصول ہے کہ اہل بدعت کی وہ روایت قبول نہیں جو اس کے مذہب کی تائید میں ہو۔ (عکس ملاحظہ کریں)

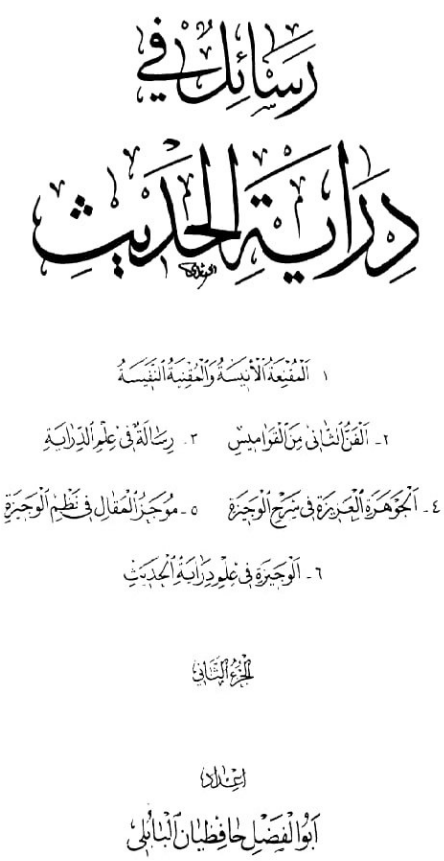

رسائل في دراية الحديث

١ المقنعة الأنيسة والمغنية النفيسة
٢ـ الفن الثاني من القواميس ٣ـ رسالة في علم الدراية
٤ـ الجوهرة العزيزة في شرح الوجيزة ٥ـ موجز المقال في نظم الوجيزة
٦ـ الوجيزة في علم دراية الحديث

الجزء الثاني

إعداد
أبو الفضل حافظيان البابلي

٤٠٨ رسائل في دراية الحديث / ج ٢

الثامنة: لايشترط الحرّيّة؛ لرواية زيد و بلال و قنبر و غيرهم عن خلق كثير.

التاسعة: لايشترط الفقه و العربيّة، زائداً على ما يوجب الاحتراس عن اللحن، و «أعربوا كلامنا[١]» إمّا محمول عليه، أو على الندب و الاستحسان دون الإيجاب و الإلزام، و «ربّ حامل فقه[٢]» يؤيّد ما ذكرنا آنفاً.

العاشرة: لايشترط البصر، فيصحّ رواية الأعمى ك: جابر بن عبدالله فيما روى بالمسجد بمحضر من الباقر ﷺ ببشارة النبيّ ﷺ به، و التسليم عليه، و إخبارِ أنّ جابراً يلقاه، و تلقيبه بباقر الأوّلين و الآخرين.

الحادية عشر: لا عبرة بالعدد في المتواتر، فضلاً عن الآحاد.[٣]

الثانية عشر: هل رواية أهل البِدَع تقبل، أم لا؟ الظاهر أنّهم إن رووا ما يؤيّد بدعتهم أو مع تجويز الكذب أو عدم توثّقهم، فلا تقبل، و إلّا فالقبول أوجهُ؛ إذ الاعتماد في ذلك كلّه على حصول الظنّ بصدوره عن المعصوم و عدم تصرّفهم فيه.

الثالثة عشر: اختلف كلمة الأصحاب ـ رضوان الله عليهم ـ في معنى العدالة المعتبرة في الراوي و القاضي و غيرهما إلى أقوال، و تحقيق أمرها يقتضي رسم مراحلَ.

المرحلة الأُولى:

ربّما يقال: إنّ العدالة هي ظهور الإسلام و عدم ظهور الفسق، و عُزيِ القول به إلى ابن الجنيد[٤] و المفيد[٥] و الشيخ في الخلاف[٦]، و ظاهرِ المحكيّ عن المبسوط[٧]، بل و ربّما

١. بحار الأنوار ٢: ١٥١، ح ٢٨؛ دراسات في علم الدراية: ٨٦.
٢. تذكرة الفقهاء ١: ٧؛ عوالي اللئالي ٤: ٦٦؛ الحدائق الناضرة ٩: ٣٥٩؛ المبسوط للسرخسي ١٦: ١٠٩؛ سبل السلام ٢: ٤٣؛ وسائل الشيعة ٢٧: ٨٩؛ بحار الأنوار ٧٧: ١٤٦، ح ٥٢؛ نهاية الدراية: ٥٨.
٣. لا يُعرف لقوله: «فضلاً عن الآحادها» مفهوم محصّل.
٤. مختلف الشيعة ٨: ٤٨٣؛ ذخيرة المعاد: ٣٠٥؛ مستند الشيعة ١٨: ٦٤ و ٧٠ و ١٠٢ و ٢٨٠.
٥. المقنعة: ٧٣٠.
٦. الخلاف ٢: ٥٩١ و ٦: ٢٧١. و قد نسبه إليه في: الحدائق ١٠: ١٨؛ و الرياض ٢: ٣٩٠.
٧. المبسوط ٨: ١٠٤.

تو یہ مسلمہ اصول ہے شیعہ اور سنی (کا) لیکن آپ اور آپ کو لقمہ دینے والے اپنے مذہبی اصولوں سے ناواقف ہیں۔

ختم شد۔

[illegible]

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! اگر آپ کا یہ اصول ہے جرح (کرنے میں) کہ یعنی ضعف اور بدعتی ہونا امام باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ کے تلامیذ ہونا ہے تو پھر اس طرح تو امام ابو حنیفہ کا مذہب تو ملیا میٹ ہو گیا یعنی برباد ہو گیا کیونکہ بہت سے اہل سنت کے امام، امام باقر علیہ السلام مد د امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد رہے ہیں وہ بھی بدعتی ہوئے۔ یہ اصول ان پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

معاویہ صاحب! آپ نے اب اعتراض شیعہ اور امام جعفر صادق کے اصحاب اور شاگرد پر کیا ہے اب دیکھتا ہوں کہ کیسے ابو حنیفہ صاحب کو بچاتے ہو؟ معاویہ صاحب! لگتا ہے آپ کی عقل گھاس چرنے گئی ہے۔ علماء کے اختلاف کی کیا حیثیت ہے تواتر کے سامنے؟ اب میں اس روایت کا تواتر ثابت کرتا ہوں۔

معاویہ صاحب! آپ بار بار عطیہ کو بدعتی کہہ رہے ہیں جب کہ آپ کی کتاب مسند ابی حنیفہ میں من اجلا التابعین کا اقرار موجود ہے۔(عکس ملاحظہ کریں)

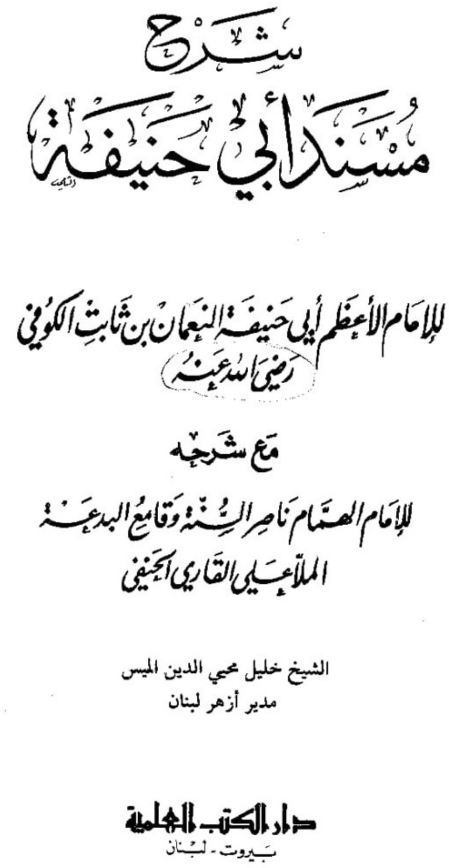

شرح مسند أبي حنيفة

للإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي رضي الله عنه

مع شرحه

للإمام الهمام ناصر السنة وقامع البدعة الملا علي القاري الحنفي

الشيخ خليل محي الدين الميس
مدير أزهر لبنان

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

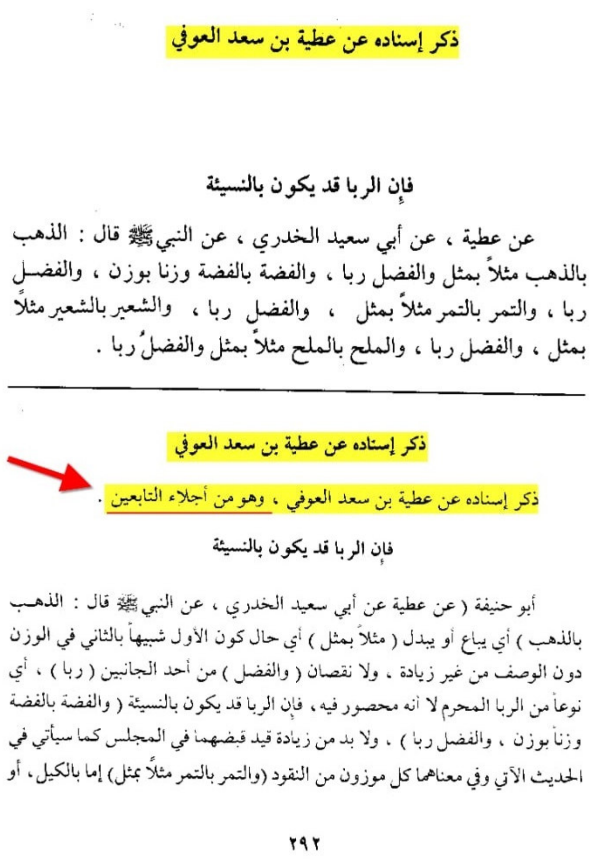

ذكر إسناده عن عطية بن سعد العوفي

فإن الربا قد يكون بالنسيئة

عن عطية ، عن أبي سعيد الخدري ، عن النبي ﷺ قال : الذهب بالذهب مثلاً بمثل والفضل ربا ، والفضة بالفضة وزنا بوزن ، والفضل ربا ، والتمر بالتمر مثلاً بمثل ، والفضل ربا ، والشعير بالشعير مثلاً بمثل ، والفضل ربا ، والملح بالملح مثلاً بمثل والفضلُ ربا .

ذكر إسناده عن عطية بن سعد العوفي

ذكر إسناده عن عطية بن سعد العوفي ، وهو من أجلاء التابعين .

فإن الربا قد يكون بالنسيئة

أبو حنيفة (عن عطية عن أبي سعيد الخدري ، عن النبي ﷺ قال : الذهب بالذهب) أي يباع أو يبدل (مثلاً بمثل) أي حال كون الأول شبيهاً بالثاني في الوزن دون الوصف من غير زيادة ، ولا نقصان (والفضل) من أحد الجانبين (ربا) ، أي نوعاً من الربا المحرم لا أنه محصور فيه ، فإن الربا قد يكون بالنسيئة (والفضة بالفضة وزناً بوزن ، والفضل ربا) ، ولا بد من زيادة قيد قبضهما في المجلس كما سيأتي في الحديث الآتي وفي معناهما كل موزون من النقود (والتمر بالتمر مثلاً بمثل) إما بالكيل ، أو

٢٩٢

معاویہ صاحب! اب ابو حنیفہ صاحب کو بھی بدعتی کہنا اس نے عطیہ کو تابعین میں شمار کیا ہے آپ بدعتی کی رٹ لگا کر بیٹھے ہیں۔

معاویہ صاحب! اب میں آتا ہوں روایت کی طرف اور اس کا تواتر ثابت کرتا ہوں تاکہ آپ کی یہ ڈارمہ بازی اختتام پذیر ہو جو علماء کے قول کی لگائی ہوئی ہے آپ نے یہ جاہلانہ استدلال نہیں چلیں گے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

مُسْنَدُ أَبِي يَعْلَىٰ

للإمام أبي يعلى أحمد بن علي بن المثنى الموصلي
المتوفى سنة ٣٠٧ هـ

حققه أصوله وخرج أحاديثه
الشيخ خليل بن مأمون شيحا

دار المعرفة
بيروت - لبنان

جاءَ صاحِبُهُ فَعَرَفَهُ، فَقالَ لَهُ عَليٌّ: أَمَرَني رَسولُ اللهِ ﷺ بِأَكْلِهِ. فَانْطَلَقَ صاحِبُهُ إلىٰ رَسولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ كُلَّهُ، فَقالَ لِعَليّ: «رُدَّهُ عَلىٰ الرَّجُلِ». فَقالَ: قَدْ أَكَلْتُهُ. قالَ النبي ﷺ: «إِنْ جاءَنا شَيْءٌ أَدَّيْناهُ إِلَيْكَ».

1075/101 ـ حدّثنا عبد الله بن معاوية الجمحي، حدّثنا حماد بن سلمة، عن الحجاج، عن عطية العوفي، عن أبي سعيد الخدري، أَنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَ الدَّجالَ قَوْمَهُ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُموهُ، إِنَّهُ أَعْوَرُ ذُو حَدَقَةٍ جاحِظَةٍ، وَلا يَخْفَىٰ كَأَنَّها نُخاعَةٌ في جَنْبِ جِدارٍ، وَعَيْنُهُ الْيُسْرَىٰ كَأَنَّها كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، وَمَعَه مِثْلُ الجنَّةِ والنَّار، فَجَنَّتُهُ عَيْنٌ ذَاتُ دُخانٍ، ونارُه رَوْضَةٌ خَضْراءُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلانِ يُنْذِرانِ أَهْلَ القُرَىٰ كُلَّما خَرَجا مِنْ قَرْيَةٍ دَخَلَ أَوائِلُهُمْ، فَيُسَلَّطُ عَلىٰ رَجُلٍ لا يُسَلَّطُ عَلىٰ غَيْرِهِ فَيَذْبَحُهُ، ثُمَّ يَضْرِبُهُ بِعصاهُ ثُمَّ يَقولُ: قُمْ فَيَقولُ لأَصْحابِهِ: كَيْفَ تَرَوْنَ؟ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ فَيَشْهَدونَ لَهُ بالشِّرْكِ. فَيَقولُ الرَّجلُ المذْبوحُ: يا أَيُّها الناسُ، انَّ هٰذا المسيحُ الدَّجَّالُ الَّذي أَنْذَرَنا رَسولُ اللهِ ﷺ، فَيَعودُ أَيْضًا فَيَذْبَحُهُ، ثُمَّ يَضْرِبُهُ بِعصاهُ فَيَقولُ لَهُ: قُمْ، فَيقولُ لأَصْحابِهِ: كَيْفَ تَرَوْنَ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ فَيَشْهدونَ لَهُ بالشِّرْكِ، فَيَقولُ المَذْبوحُ: يا أَيُّها النَّاسُ، إِنَّ هٰذا المسيحُ الدجّالُ الَّذي أَنْذَرَنا رَسولُ اللهِ ﷺ ما زادني هٰذا فيكَ إلا بَصيرَةً. وَيَعودُ فَيَذْبَحُهُ الثَّالِثَة، فَيَضْرِبُهُ بِعَصاهُ، فَيقولُ: قُمْ، فَيَقولُ لأَصْحابِهِ: كَيْفَ تَرَوْنَ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ فَيَشْهدونَ لَهُ بالشِّرْكِ، فيقول: يا أَيُّها النَّاسُ، إِنَّ هٰذا المسيحُ الدجّال الَّذي أَنْذَرَنا رَسولُ اللهِ ﷺ ما زَادَني هٰذا فيكَ إِلاَّ بَصيرَةً، ثُمَّ يَعودُ فَيَذْبَحُهُ الرَّابِعَةَ فَيَضْرِبُ اللهُ عَلىٰ حَلْقِهِ بِصَفْحَةِ نُحاسٍ فَلا يَسْتَطِيعُ ذَبْحَهُ» ـ قالَ أبو سعيد: فَوَاللهِ ما رَأَيْتُ النُّحاسَ إِلاَّ يَوْمَئِذٍ ـ قال: «فَيَغْرِسُ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَيَزْرَعونَ». قالَ أبو سعيد: كُنَّا نَرىٰ ذٰلك الرَّجُلَ عُمرَ بْنَ الخطَّابِ لِما نَعْلَمُ مِنْ قُوَّتِهِ وَجَلَدِه.

1076/102 ـ قرأت علىٰ الحسين بن زيد الطحان هٰذا الحديث فقال: هو ما قرأت علىٰ سعيد بن خُثَيْم، عن فضيل، عن عطية، عن أبي سعيد قال: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ ﴿٢٦﴾﴾ [الإسراء: ٢٦] دَعا النبيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَأَعْطاها فَدَكَ.

1077/103 ـ حدّثنا وهب بن بقية، أخبرنا خالد، عن الجُرَيْريّ، عَنْ أبي نَضْرَة، عن أبي سعيد قال: اعْتَكَفَ رَسولُ اللهِ ﷺ العَشْرَ الأَوْسَط مِنْ رَمَضان يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ القَدْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بالبِناءِ فَنُقِضَ، ثُمَّ بُيِّنَتْ لَهُ في العَشْرِ الأَواخِرِ. فَأَمَرَ بِهِ فَأُعيدَ. فَخَرَجَ إِلَيْنا فَقالَ: «إِنَّها بُيِّنَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لأُبَيِّنَها لَكُمْ، فَتَلاحىٰ رَجُلانِ فَنُسِّيتُها فَالتَمِسوها في التَّاسِعَةِ، والسَّابِعَةِ، والخامِسَةِ». قُلْتُ: يا أَبا سَعيد، إنكم أَعْلَمُ بِالعَدَدِ مِنَّا، فَأَيُّ لَيْلَة: التَّاسِعَةُ والسَّابِعَةُ والخامِسَةُ؟ فقال: أَجَلْ، وَنَحْنُ أَحَقُّ بِذٰلك، إِذَا كانَتْ لَيْلَةُ إِحْدَىٰ وَعِشْرينَ، ثُمَّ دَعْ لَيْلَةً ثُمَّ الَّتي تَليها هِيَ الثَّالِثَةُ، ثُمَّ دَعِ اللَّيْلَةَ، وَالَّتي تَليها الخامِسَةُ.

قال الجُرَيْريّ: فَحدّثني أبو العلاء، عن مُطرف، أنه سمع معاوية يقول: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ:

فتح القدير

الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير

تأليف

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

المتوفى بصنعاء ١٢٥٠هـ

حققه وخرج أحاديثه

الدكتور عبد الرحمن عميرة

وضع فهارسه وشارك في تخريج أحاديثه

لجنة التحقيق والبحث العلمي بدار الوفاء

الجزء الثالث

الجزء الثالث ــ سورة الإسراء: الآيات (٢٥ ــ ٣٣) ــــــــــــ ٣١١

وأقول : ليس فى السياق ما يفيد هذا التخصيص ، ولا دل على ذلك دليل . ومعنى النظم القرآنى واضح ، إن كان الخطاب مع كل من يصلح له من الأمة ؛ لأن معناه : أمر كل مكلف متمكن من صلة قرابته بأن يعطيهم حقهم وهو الصلة التى أمر الله بها . وإن كان الخطاب للنبى ﷺ فإن كان على وجه التعريض لأمته ، فالأمر فيه كالأول. وإن كان خطاباً له من دون تعريض ، فأمته أسوته ، فالأمر له ﷺ بإيتاء ذى القربى حقه، أمر لكل فرد من أفراد أمته. والظاهر : أن هذا الخطاب ليس خاصاً بالنبى ﷺ بدليل ما قبل هذه الآية ، وهى قوله : ﴿ وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه ﴾ [الإسراء : ٢٣] وما بعدها ، وهى قوله: ﴿ **ولا تبذر تبذيرا إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين** ﴾ . وفى معنى هذه الآية الدالة على وجوب صلة الرحم أحاديث كثيرة .

وأخرج أحمد ، والحاكم وصححه عن أنس ؛ أن رجلاً قال : يا رسول الله ، إنى ذو مال كثير ، وذو أهل وولد وحاضرة . فأخبرنى كيف أنفق وكيف أصنع ؟ قال : « تخرج الزكاة المفروضة ، فإنها طهرة تطهرك ، وتصل أقاربك ، وتعرف حق السائل والجار والمسكين»، فقال : يا رسول الله ، أقلل لى . قال : « فآت ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا » . قال : حسبى يا رسول الله [(١)] . وأخرج البزار وأبو يعلى وابن أبى حاتم وابن مردويه عن أبى سعيد الخدرى قال : لما نزلت هذه الآية : ﴿ **وآت ذا القربى حقه** ﴾ دعا رسول الله ﷺ فاطمة فأعطاها فدك [(٢)] . وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس قال : لما نزلت: ﴿ **وآت ذا القربى حقه** ﴾ أقطع رسول الله ﷺ فاطمة فدك . قال ابن كثير بعد أن ساق حديث أبى سعيد هذا ما لفظه : وهذا الحديث مشكل لو صح إسناده . لأن الآية مكية . وفدك إنما فتحت مع خيبر سنة سبع من الهجرة ، فكيف يلتئم هذا مع هذا ؟ انتهى[(٣)] .

وأخرج الفريابى وسعيد بن منصور وابن أبى شيبة ، والبخارى فى الأدب ، وابن جرير وابن المنذر وابن أبى حاتم والطبرانى ، والحاكم وصححه ، والبيهقى فى الشعب عن ابن مسعود فى قوله : ﴿ **ولا تبذر تبذيرا** ﴾ قال : التبذير : إنفاق المال فى غير حقه . وأخرج ابن جرير عنه قال : كنا ــ أصحاب محمد ــ نتحدث أن التبذير : النفقة فى غير حقه . وأخرج سعيد بن منصور ، والبخارى فى الأدب ، وابن جرير وابن المنذر ، والبيهقى فى الشعب عن ابن عباس فى قوله : ﴿ **إن المبذرين** ﴾ قال : هم الذين ينفقون المال فى غير حقه . وأخرج

---

(١) أحمد ٣/ ١٣٦ وصححه الحاكم ٢/ ٣٦١ على شرط الشيخين ووافقه الذهبى .

(٢) أبو يعلى (١٠٧٥ ، ١٤٠٩) وإسناده ضعيف لضعف عطية ، وقال الهيثمى فى المجمع ٧/ ٥٢ : « رواه الطبرانى وفيه عطية العوفى ، وهو ضعيف متروك » .

والفدك بالتحريك : هى قرية بالحجاز بينها وبين المدينة يومان ، أفاءها الله على رسوله ﷺ صلحاً فى سنة سبع . فصالح النبى ﷺ أهلها على النصف من ثمارهم وأموالهم ، فأجابهم فى ذلك .

(٣) ابن كثير ٤/ ٣٠٢ وقال : « فهذا إذاً منكر ، والأشبه أنه من وضع الرافضة ، والله أعلم » .

یہاں پر شرائط کے مطابق یہ سکین لگا سکتا تھا۔ معاویہ صاحب! اب آپ کی یہ ڈرامہ بازی ختم ہے یہ روایت تواتر سے ثابت ہے اب علماء کے اختلاف کی کیا حیثیت تواتر کے سامنے؟ معاویہ صاحب! آپ کو سمجھ نہیں آیا ہو گا کیسے؟ چلو وضاحت کرتا ہوں جب آپ ہم سے مناظرہ کرتے ہیں تحریف قرآن پر (تو) یہ ہی کہتے ہیں نہ (کہ) یہ تواتر سے ثابت ہے اور علماء کا اختلاف قابل قبول نہیں ہو گا۔

اب مجھے ہنسی آرہی معاویہ صاحب کی جہالت پر (کہ) کیا کہوں یہ ہی کہہ سکتا ہوں

نہ خنجر اٹھے تم سے نہ تلوار اٹھے گی

یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے (ہیں)

اگر اجازت دیں تو بقایا بھی حوالے لگا کر تواتر ثابت کر دوں، بقایا معاویہ صاحب! آپ ابھی تک عطیہ کو بدعتی ثابت نہیں کر سکے، بقایا میرے سوال کا جواب دیں (کہ) معاویہ صاحب! وہ کونسے عقائد تھے جن کی وجہ سے محدثین کسی راوی کو شیعہ کہتے تھے؟ جن پر شیعت کی جرح ہے ان کے جرح کے اسباب پیش کرو متقدمین سے۔ یہ تو آپ کی تاویل ہے۔ متقدمین کے قول

پیش کرو عطیہ کے نام کے ساتھ کہ وہ بدعتی تھا۔ ملا علی قاری غلطی سے ابو حنیفہ لکھا گیا معذرت چاہتا ہوں، بعد میں ٹیکسٹ کیا۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

بخش حسین صاحب! اب آپ ٹائم پاس کر رہے ہیں اور کچھ نہیں، اہل علم سمجھ چکے ہیں کہ اب آپ کے پاس علم کچھ نہیں بچا۔ عطیہ عوفی پر میں نے کوئی جرح ہی نہیں کی اور جناب ان کو امام ابو حنیفہؒ کا استاد ثابت کرنے میں لگ گئے۔ میں آپ ہی کے مولوی کی لکھی ہوئی کتاب خطبہ فدک سے ثابت کر چکا تھا کہ شیعت جرح نہیں، لیکن پھر بھی آپ وہی راگ الاپ رہے ہیں کہ جرح کر دی وغیرہ۔

ابو یعلی کا وہی حوالہ اٹھا کر دوبارہ بھیج دیا اور فتح القدیر سے بھی وہی بات بھیج دی جس میں عطیہ اور فضیل جیسے شیعہ راوی ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں ہے آپ کے پاس، بس وہی جمع کردہ اسکینز (عکس) ہیں آپ کے پاس جو بغیر وجہ کے بھیج کر ٹائم پاس کر رہے ہو۔

آپ میرے دلائل کا رد کریں۔ ان کی طرف تو آپ جا ہی نہیں رہے۔ میرے دلائل کا قرضہ آپ پر بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ کی ہر بات کا جواب میں نے دلائل سے دیا ہے لیکن آپ مقروض ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ہنسنا ہی بچا ہے آپ کے پاس۔ جن کے پاس دلائل نہیں وہ اپنی ذلت پر ہنسنے کے سواء اور کر ہی کیا سکتے ہیں؟ تواتر کی تعریف تو پیش کریں ذرا بسم اللہ کر کے؟ جس نے آپ کو یہ لقمہ دیا ہے اس سے پوچھیں یہ سوال؟

لیں جناب میں نے آپ کے ہی علماء سے ثابت کیا ہے کہ اِبان بن عثمان فطحیہ فاسد المذہب ہے (مگر ہے) ثقہ اور ان کی روایت صحیح بھی ہے (اور) اس کی روایت کے صحیح ہونے پر اجماع (بھی ہے)۔ (عکس ملاحظہ کریں)

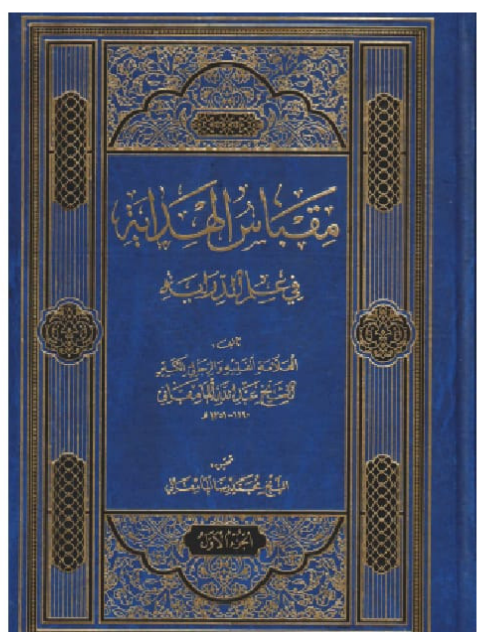

الخبر الواحد باعتبار أحوال رواته، الصحيح ١٣١

عائذ الأحمسي.. وإلى خالد بن نجيح.. وإلى عبدالأعلى مولى آل سام.. صحيح، مع أنّ الثلاثة الأُول لم ينصّ عليهم بتوثيق ولا غيره، والرابع لم يوّثقه وإن ذكره في القسم الأوّل[١].

وكذلك نقلوا الإجماع على تصحيح ما يصحّ عن أبان بن عثمان مع كونه فطحيّاً، وهذا كلّه خارج عن تعريف الصحيح الذي ذكروه.

ثمّ في هذا الصحيح ما يفيد فائدة الصحيح المشهور كصحيح ابان، ومنه ما يراد منه وصف الصحّة دون فائدتها، كالسالم طريقه مع لحوق الإرسال به أو القطع أو الضعف أو الجهالة بمن اتّصل به الصحيح، فينبغي التدبّر لذلك، فقد زلّت[٢] فيه أقدام أقوام. انتهى.

وأقول: حقّ التعبير في الصحيح إلى شخص أن يقال: الصحيح إلى فلان.. دون أن يضاف إليه الصحيح، فيقال: صحيح فلان.. وإلّا كان تجوّزاً وخروجاً عن الاصطلاح كما يأتي توضيحه إن شاء الله تعالى.

وأما تسمية الصحيح إلى من كان من أصحاب الاجماع صحيحاً مضافاً إلى ذلك

احمد بن الحسن بن فضال، عمرو بن سعید دونوں فاسد المذہب اور ثقہ (ہیں)۔(عکس ملاحظہ کریں)

و عن الحسن بن محمد بن سماعة قوي ، و عن ابي القاسم جعفر بن محمد بن قولويه صحيح ، و كذا عن موسى بن القاسم بن معاوية بن وهب ، و كذا عن يونس بن عبدالرحمان ، و كذا عن علي بن مهزيار ، و كذا عن علي ابن جعفر ، و كذا عن الفضل بن شاذان ، و كذا عن ابي عبدالله الحسين بن سفيان البزوفري ، و كذا عن ابي طالب الانباري .

و طريق الشيخ ابي جعفر محمد بن بابويه في كتاب من لا يحضره الفقيه الى عمار الساباطي قوي ، فيه احمد بن الحسن بن فضال و هو فاسد المذهب ثقة ، وكذا عمرو بن سعيد ، و اما مصدق بن صدقة فانه فاسد المذهب فطحي لكنه ثقة عالم .

و الى علي بن جعفر صحيح ، و كذا عن اسحاق بن عمار ، الا ان في اسحاق قولاً ، و عن جابر بن يزيد الجعفي ضعيف ، و عن كردويه الهمداني صحيح ، و كذا عن سعد بن عبدالله بن ابي خلف ، و كذا عن هشام بن سالم الجواليقي ، و كذا عن عمر بن يزيد ، و كذا عن زرارة بن اعين، و كذا عن حريز بن عبدالله ، و ك

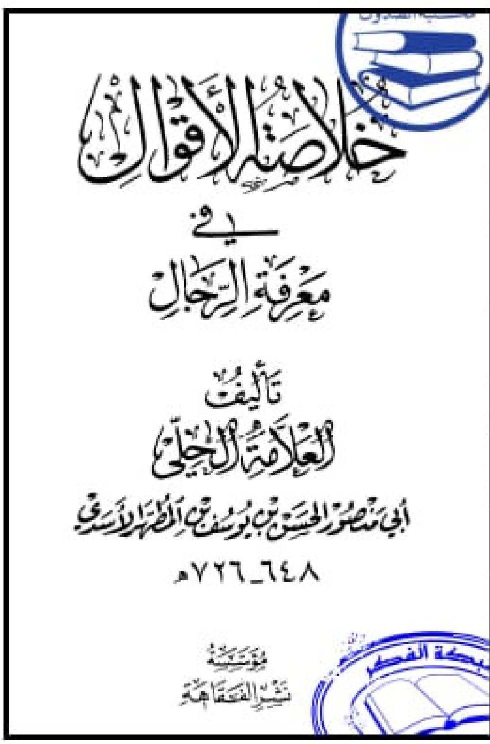

عبدالرحمان بن ابي عبدالله ، و كذا عن
و عن سماعة بن مهران حسن ، و ع
فاسد المذهب الا انه ثقة ، و عن عبدا
علي الحلبي صحيح ، و كذا عن عبدالل
حكيم ، و كذا عن ابراهيم بن ابي محمو
و عن محمد بن النعمان حسن ، و ك
عبيد الله بن علي الحلبي صحيح ، و ك
القاضي ، و كذا عن عبدالرحمان بن ابي
حمران ، و كذا عن جميل بن دراج ، و ك
احمد بن محمد بن ابي نصر البزنطي .

اب دوبارہ مت کہنا کہ عطیہ پر جرح کر دی۔

کچھ پڑھ کر پھر میرے سامنے آنا، دوسروں کے آسرے یہی حال ہو گا تمہارا۔ ختم شد

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! یہ لقمہ مجھے آپ کے عالم نے ہی دیا ہے۔ بقایا ہمارا مناظرہ تواتر کی تعریف پر نہیں چل رہا اگر اس پر بھی کرنا ہو تو حاضر ہوں پھر آپ کو بتاؤں گا تواتر کی اقسام کتنی ہے اور ان اقسام کی تعریف کیا (ہے) اور تواتر کے لغوی معنی کیا (ہے)؟ یہ سب بتاؤں گا فلحال آتا ہوں اصل مقصد کی طرف۔

معاویہ صاحب! لگتا ہے آپ ادب کے تقاضے ہی بھول چکے ہیں جبکہ ہم نے آپ کو تم تمہارا کہہ کر مخاطب نہیں کیا اب وارننگ دیتا ہوں ایسی زبان استمال مت کرنا۔

معاویہ صاحب! ہم نے اس لیے حوالے سینڈ نہیں کیے پھر آپ بولتے کہ شرائط توڑ دی۔ چلیں اب آپ کی خواہش پوری کر دیتا ہوں تواتر والی۔ اور اہل سنت کا اصول ہے کہ جس راوی سے تین روایت نقل ہو جائے اور وہ روایت صحیح ہو تو اس کی روایت قابل قبول ہے چاہیے راوی ضعیف بھی ہو لیکن یہ راوی ثقہ ہیں۔ معاویہ صاحب! یہ پہلی روایت جو ابن عباس سے ہے جو تواتر سے ثابت ہیں (عکس ملاحظہ کریں)

الدُّرُّ المَنْثُور فِي التَّفْسِيرِ بِالمَأْثُور

لِجَلَالِ الدِّينِ السُّيُوطِي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية
الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء التاسع

٣٢١ سورة الإسراء : الآيات ٢٦ - ٢٨

(١) وأخرَج ابنُ مَرْدُويَه عن ابنِ عباسٍ قال : لما نزَلت : ﴿وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ﴾ أقطَع رسولُ اللَّهِ ﷺ فاطمةَ فَدَكَ(٢)(١) .

وأخرَج ابنُ مَرْدُويه عن ابنِ عباسٍ قال : أمَر رسولَ اللَّهِ ﷺ مَن يُعْطِي وكيف يُعْطِي وبِمَن يَبدأُ ، فأنزَل اللَّهُ : ﴿وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ وَٱلْمِسْكِينَ وَٱبْنَ ٱلسَّبِيلِ﴾ فأمَره اللَّهُ أن يَبدأَ بذى القُرْبَى ، ثم بالمِسكينِ وابنِ السبيلِ مِن(٣) بعدِهم ، وقال : ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾ . يقولُ اللَّهُ عزَّ وجلَّ : ولا تُعْطِ مالَك كلَّه فتَقْعُدَ بغيرِ شيءٍ . ثم قال : ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ﴾ فتَمْنَعَ ما عندَك ، فلا تُعْطِيَ أحدًا ، ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ ٱلْبَسْطِ﴾ . فنَهاه أن يُعطىَ إلا ما بيَّنَ له ، وقال له : ﴿وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ﴾ . يقولُ : تُمْسِكُ عن عَطائِهم ، ﴿فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا﴾ . يعنى قولًا معروفًا ؛ لعله أن يكونَ ، عسى أن يكونَ .

وأخرَج أحمدُ ، والحاكمُ وصحَّحه ، عن أنسٍ ، أن رجلًا قال : يا رسولَ اللَّهِ ، إنى ذو مالٍ كثيرٍ ، وذو أهلٍ وولدٍ وحاضِرةٍ ، فأخبِرْنى كيف أُنْفِقُ وكيف أصنعُ ؟ قال : « تُخْرِجُ الزكاةَ المفروضةَ ، فإنها طُهْرَةٌ تُطَهِّرُك ، وتَصِلُ أقرِباءَك(٤) ، وتعرِفُ حقَّ السائلِ والجارِ و(٥) المسكينِ » . فقال : يا رسولَ اللَّهِ ، أَقْلِلْ لى ؟ قال : « فآتِ ذا القُربى حقَّه والمسكينَ وابنَ السبيلِ ولا تبذرْ تبذيرًا » . قال : حَسْبِى

(١ - ١) سقط من : ر٢، ح ٢.
(٢) فى ص ، ف١ ، ف٢، ح١، م : « فدكا » .
(٣) فى ر٢، ح٢، م : « ومن » .
(٤) فى الأصل ، ر٢، ح٢، م : « أقاربك » .
(٥) سقط من : ص ، م .

جب کہ شرائط میں طئے شدہ ہے کہ تین سکین پیش کرنے ہیں تو بقایا میں کوشش کروں گا لکھ کر سینڈ کروں۔

معاویہ صاحب مسند ابو یعلی موصلی کی روایت یہ لیں سکین اس لیے پیش نہیں کر رہا شرائط نہ ٹوٹ جائیں۔

پہلی روایت ابو سعید الخذری:

أبو يعلى الموصلي ـ مسند أبي يعلى ـ ومن مسند أبي سعيد الخدري ((مسند أبي يعلى الموصلي (3/81، قرأت على الحسين بن يزيد الطحان هذا الحديث فقال: هو ما قرأت على سعيد بن ـ 1037 خثيم، عن فضيل، عن عطية، عن أبي سعيد قال: « لما نزلت هذه الآية (وآت ذا القربى « حقه (1)) دعا النبي صلى الله عليه وسلم فاطمة وأعطاها فدك.

دوسری روایت امام علیؑ سے:

حدثني أبو الحسن الفارسي، قال: حدثنا: الحسين بن محمد الماسرجسي، قال— 473 حدثنا: جعفر بن سهل ببغداد، قال: حدثنا: المنذر بن محمد القابوسي، قال: حدثنا: أبي، قال:

حدثنا: عمی، عن أبیه، عن أبان بن تغلب، عن جعفر بن محمد، عن أبیه، عن علی بن الحسین، عن أبیه، عن علی، قال: لما نزلت: وآت ذا القربی حقه، دعا رسول الله فاطمة(ع) فأعطاها فدكا۔

معاویہ صاحب! یہ تیسری روایت لیں، یہ روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہیں۔

تیسری روایت امام جعفر صادقؑ سے:

حدثنا: عثمان بن محمد الالثلغ، قال: حدثنا: جعفر بن مسلم، قال: حدثنا: یحیی بن الحسن، قال: حدثنا: أبان بن أبان بن تغلب، عن أبی مریم الأنصاری، عن أبان بن تغلب، عن جعفر بن محمد، قال: لما نزلت هذه الآیة: وآت ذا القربی حقه، دعا رسول الله(ص) فاطمة فأعطاها فدك، قال أبان بن تغلب: قلت لجعفر بن محمد من رسول الله أعطاها، قال: بل من الله أعطاها۔

معاویہ صاحب یہ چوتھی روایت لیں جناب سیدہ فاطمہ زہراسلام اللہ سے روایت۔

چوتھی روایت سیدہ فاطمہ زہراسلام اللہ سے: (عکس ملاحظہ کریں

شركة طبع الكتب العربية

كتاب

فتوح البلدان

تأليف

﴿ احمد بن يحيى بن جابر البغدادى الشهير بالبلاذرى ﴾

(الطبعة الاولى)

﴿ بالقاهرة المعزية ﴾

(طبع بمطبعة الموسوعات بشارع باب الخلق بمصر سنة ١٣١٩ هـ وسنة ١٩٠١ م)

(٣٨)

وحدثنا عبد الله بن ميمون المكتب قال أخبرنا الفضيل بن عياض عن مالك بن جعونه عن أبيه قال قالت فاطمة لابى بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل لى فدك فاعطنى اياها وشهد لها علىّ بن أبى طالب فسألها شاهداً آخر فشهدت لها أم أيمن فقال قد علمت يابنت رسول الله انه لاتجوز الا شهادة رجلين أو رجل وامرأتين فانصرفت * وحدثني روح الكرابيسى قال حدثنا زيد بن الحباب قال أخبرنا خالد بن طهمان عن رجل حسبه روح جعفر بن محمد ان فاطمة رضى الله عنها قالت لابى بكر الصديق رضى الله عنه اعطنى فدك فقد جعلها رسول الله صلى الله عليه وسلم لى فسألها البينة فجاءت بأم أيمن ورباح مولى النبى صلى الله عليه وسلم فشهدا لها بذلك فقال ان هذا الامر لاتجوز فيه الا شهادة رجل وامرأتين

حدثنا بن عائشة التيمى قال حدثنا حماد بن سلمة عن محمد بن السائب الكلبى عن أبى صالح باذام عن أم هانى ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم أتت أبا بكر الصديق رضى الله عنه فقالت له من يرثك اذا مت قال ولدى وأهلى قالت فما بالك ورثت رسول الله صلى الله عليه وسلم دوننا فقال يابنت رسول الله والله ماورثت أباك ذهباً ولا فضة ولا كذا ولا كذا فقالت سهمنا بخيبر وصدقتنا فدك فقال يابنت رسول الله سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انما هى طعمة اطعمنيها الله حياتى فاذا مت فهى بين المسلمين

حدثنا عثمان بن أبى شيبة قال حدثنا جرير بن عبد الحميد عن مغيرة ان عمر بن عبد العزيز جمع بنى أمية فقال ان فدك كانت للنبى صلى الله عليه وسلم فكان ينفق منها ويأكل ويعود على فقراء بنى هاشم ويزوج أيمهم وان

یہ لیں معاویہ صاحب امام زین العابدین سے روایت۔

پانچویں روایت امام زین العابدینؑ سے:

الطبری قال فی تفسیرہ جامع البیان [۸: ۶۷]: بعد ما أورد أقوال أھل التأویل المختلفۃ فی تفاسیرھم، قولہ تعالی: (وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهُ): وقال آخرون: بل عنی بہ قرابۃ رسول اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر من قال ذلك: حدّثنی محمّد بن عمارۃ الأسدی، قال: حدثنا إسماعیل بن أبان قال: حدثنا الصباح بن یحیی المزنی، عن السدّی عن أبی الدیلم، قال: قال علیّ بن الحسین (علیھما السلام) لرجل من أھل الشام: «أقرأت القرآن؟» قال: نعم، قال: «أفما قرأت فی بنی إسرائیل (وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهُ)»؟ قال: وإنّکم للقرابۃ التی أمر اللّٰہ جلّ ثناؤہ أن یؤتی حقّہ؟ قال: نعم.

اب یہ ثابت ہوا کہ (رسول اللہ ﷺ کا سیدہ کو فدک عطا کرنا) تواتر سے ثابت ہے۔ اب علماء کے اختلاف کی کیا حیثیت (ہے)؟ تواتر کے سامنے۔

معاویہ صاحب! اب آتا ہوں ابن حزم کے قول کی طرف۔ یہ (اس میں ایک ص489) جلد نمبر 7 کا صفحہ ہے اس پر بھی ابن حزم نے قول کو نقل کیا ہے۔ (عکس ملاحظہ کریں)

المحلّٰی بالآثار

تصنیف
الإمام الجلیل المحدث الفقیه الأصولي
أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي

تحقيق
الدكتور عبد الغفار سليمان البنداري

الجزء الأول
التوحيد، مسائل من الأصول، الطهارة، التيمم، الحيض والاستحاضة، الفطرة، الآنية.

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

كتاب البيوع - مسألة ١٥١٢ - (لا يباع فضل الماء ليباع به الكلا) ٤٨٩

على صبه عنده في إنائه على سبيل الإجارة فقط - وكذلك من كان معاشه من الماء فالواجب عليه أن يعامل أيضاً على صبه أو جليه كذلك فقط.

ومن ملك بئراً بحفر فهو أحق بمائها ما دام محتاجاً إليه، فإن فضل عنه ما لا يحتاج إليه لم يحل له منعه عمن يحتاج إليه، وكذلك فضل النهر، والساقية ولا فرق.

برهان ذلك -: ما روينا من طريق مسلم نا أحمد بن عثمان النوفلي نا أبو عاصم الضحاك بن مخلد نا ابن جريج: أخبرني زياد بن سعد: أخبرني هلال بن أسامة أن أبا سلمة بن عبد الرحمن أخبره أنه سمع أبا هريرة يقول «قال رسول الله ﷺ **لا يباع فضل الماء ليباع به الكلا**»[1].

وحدثنا حمام نا عباس بن أصبغ نا محمد بن عبد الملك بن أيمن نا أحمد بن زهير بن حرب نا أبي عن سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار أخبره أبو المنهال أن إياس ابن عبد المزني قال لرجل: لا تبع الماء فإن رسول الله ﷺ **نهى عن بيع الماء**»[2].

ومن طريق ابن أبي شيبة نا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن أبي المنهال قال: سمعت إياس بن عبد المزني - ورأى أناساً يبيعون الماء - فقال: لا تبيعوا الماء، فإني سمعت رسول الله ﷺ **ينهى أن يباع الماء**.

ومن طريق ابن أبي شيبة نا يزيد بن هارون أنا ابن أسحاق عن محمد بن عبد الرحمن عن أمه عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة أم المؤمنين قالت: نهى رسول الله ﷺ أن يمنع نقع البئر[3] - يعني فضل الماء - هكذا في الحديث تفسيره.

ورويناه أيضاً مسنداً من طريق جابر.
فهؤلاء أربعة من الصحابة رضي الله عنهم، فهو نقل تواتر، ولا تحل مخالفته.

(١) سبق تخريجه وانظر الفهارس.
(٢) سبق تخريجه.
(٣) جاء لفظ «لا يمنع نقع بئر» عند مالك في الموطأ (٥٢٥ تجريد) والبيهقي (٦/ ١٥٢) وابن ماجة (٢٤٧٩) وفيه زيادة من أوله (لا يمنع فضل الماء)، أحمد في مسنده (٦/ ١١٢، ٢٥٢) بلفظ «نقع ماء».

٣٦٠ كتاب التيمم — مسألة ٢٤٠-٢٤١ — الأحوال التي يجوز فيها التيمم

٢٤٠ - **مسألة**: وكذلك من كان في سفر أو حضر وهو صحيح أو مريض فلم يجد إلا ماء يخاف على نفسه منه الموت أو المرض؛ ولا يقدر على تسخينه إلا حتى يخرج الوقت؛ فإنه يتيمم ويصلي؛ لأنه لا يجد ماء يقدر على التطهر به.

٢٤١ - **مسألة**: وليس على من لا ماء معه أن يشتريه للوضوء ولا للغسل، لا بما قل ولا بما كثر، فإن اشتراه لم يجزه الوضوء به ولا الغسل وفرضه التيمم، وله أن يشتريه للشرب إن لم يعطه بلا ثمن، وأن يطلبه للوضوء فذلك له وليس ذلك عليه فإن وهب له توضأ به ولا بد؛ ولا يجزيه غير ذلك.

برهان ذلك نهي رسول الله ﷺ عن بيع الماء. وروينا من طريق مسلم: حدثنا أحمد بن عثمان النوفلي ثنا أبو عاصم الضحاك بن مخلد ثنا ابن جريج أخبرني زياد بن سعد أخبرني هلال بن أسامة أن أبا سلمة بن عبد الرحمن بن عوف أخبره أنه سمع أبا هريرة يقول: قال رسول الله ﷺ «**لا يباع فضل الماء ليباع به الكلأ**». حدثنا حمام ثنا عيسى بن أصبغ ثنا محمد بن عبد الملك بن أيمن ثنا أحمد بن زهير بن حرب ثنا أبي عن سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار أخبره أبو المنهال أن إياس بن عبد قال لرجل: لا تبع الماء، فإن رسول الله ﷺ نهى عن بيع الماء

ومن طريق ابن أبي شيبة: ثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن أبي المنهال عن إياس بن عبدالمزني - ورأى ناساً يبيعون الماء - فقال «لا تبيعوا الماء؛ فإني سمعت رسول الله ﷺ نهى أن يباع».

ومن طريق ابن أبي شيبة: حدثنا يزيد بن هارون ثنا أبو إسحاق عن محمد بن عبد الرحمن عن أمه عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة أم المؤمنين قالت «نهى رسول الله ﷺ أن تمنع نقع البئر يعني فضل الماء» هكذا في الحديث تفسيره. ورويناه أيضاً مسنداً من طريق جابر، فهؤلاء أربعة من الصحابة، فهو نقل تواتر لا تحل مخالفته.

قال علي: وقد تقصيت الكلام في هذا في مسألة المنع من بيع الماء في كتاب البيوع من ديواننا هذا. والحمد لله.

قال أبو محمد: فإذ نهى رسول الله ﷺ عن بيعه فبيعه حرام؛ وإذ هو كذلك فأخذه بالبيع أخذ بالباطل، وإذ هو مأخوذ بالباطل فهو غير متملك له؛ وإذ هو غير

پس یہ چیز چار اصحاب سے منقول ہے اس وجہ سے اس سے مخالفت جائز نہیں ہے۔ معاویہ صاحب! ابن حزم کا قول بھی دیکھ لیں۔ جناب معاویہ صاحب! آپ نے دو روز سے صرف ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ عطیہ شیعہ ہے اور فضیل شیعہ ہے۔ جناب

ایسے چالبازیوں سے کام نہیں چلے گا آپ کیا سمجھ رہے ہیں کہ صرف اتنی سے دو نمبری سے آپ دلائل میں وزن پیدا کر لیں گے۔ نہیں جناب آپ کی یہ چالبازیوں کا دور پرانا ہو گیا ہے۔

دو دن سے میں سوال کر رہا ہوں کہ آپ کے محدثین کس بنیاد پر کسی راوی کو شیعہ قرار دیتے ہیں؟ جناب نے جواب میں کہا کہ ان کے عقائد کی بناء پر تو حضور کن عقائد کی بناء پر؟ اصل سوال ہی یہ ہے جس کا آپ جواب نہیں دے رہے کیونکہ اس کا جواب دینے سے آپ کے غبارے کی ساری ہوا نکل جائے گی۔

جی جناب وہ کونسے عقائد ہیں جن کی وجہ سے ابو حنیفہ کے استاد جیسے کبار تابعین کو شیعہ قرار دیا گیا؟اس کا جواب آپ کو میزان الاعتدال سے ابان بن تغلب کے ترجمہ میں ملے گا۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ؛

> بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت ہے کہ تشیع میں غلو اختیار کرنا یا ایسا تشیع جس میں غلو اور تحریف نا ہو اور یہ چیز بہت سے تابعین اور تبع تابعین میں پائی جاتی تھی حالانکہ وہ دین دار پرہیز گار اور سچے تھے لہذا اگر ان کی روایت کو محض اس وجہ سے رد کر دیا جائے تو بہت سی احادیث رخصت ہو جائیں گی اور یہ بڑا نقصان ہے (یعنی ان کی روایات مردود نہیں مقبول ہیں)۔

جناب نے بات کی کہ روایت کا صحیح ضعیف ہونا الگ جرح ہے اور مقبول و مردود ہونا الگ جرح ہے۔

تو یہ لیں جناب ذہبی کے بقول صرف تشیع تو کیا تشیع میں غلو بھی اگر تابعین و تبع تابعین میں ہو تو ان کی روایت مقبول ہے مردود نہیں، اب آتے ہیں اس بات پر کہ محدثین تابعین و تبع تابعین کو شیعہ، غالی شیعہ اور رافضی کیوں قرار دیتے تھے؟

ابان بن تغلب کے ہی ترجمہ میں ذہبی لکھتے ہیں؛

> اسلاف کے زمانہ میں عموماً غالی شیعہ اس شخص کو کہتے تھے جو طلحہ زبیر عثمان معاویہ یا ان شخصیات کے بارے کلام کرتا تھا جو علیؑ سے جنگ کر چکے تھے یا علیؑ پر تنقید کرتے تھے۔

لیں جناب یہ وہ وجہ ہے جس کی بناء پر محدثین اکابر تابعین و تبع تابعین کو شیعہ اور غالی شیعہ کہتے تھے۔

جناب نے چال چلی ہے کہ عطیہ شیعہ ہے جس کی وجہ سے روایت قابل قبول نہیں جبکہ ذہبی کہتے ہیں شیعوں اور غالی شیعوں کی روایات قابل قبول ہیں مسترد نہیں کی جا سکتیں۔(عکس ملاحظہ کریں)

اس پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ اسی لئے لوگ اس سے دور بھاگتے تھے'' (مذہبی داستانیں حصہ اول ص ۹۳)
یہ ترجمہ غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اس پر قدری ہونے کا الزام ہے اور وہ اس (الزام) سے لوگوں میں سب سے زیادہ دور تھے، محمد بن عبداللہ بن نمیر نے ابن اسحاق کے بارے میں فرمایا: اگر وہ مشہور لوگوں سے روایت کریں جن سے انھوں نے سُنا ہے تو حسن الحدیث صدوق ہیں۔ الخ (الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۱۲۰ و تاریخ بغداد للخطیب ج ۱ ص ۲۲۷ وسندہ صحیح)
رہا مجہولین سے احادیثِ باطلہ بیان کرنا تو ان میں جرح مجہولین پر ہے۔ دیکھئے عیون الاثر لابن سید الناس (ج ۱ ص ۱۴)
معلوم ہوا کہ درج بالا عبارت میں کاندھلوی نے امام ابن نمیر پر جھوٹ بولا ہے اور عربیت میں اپنی جہالت کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کاندھلوی صاحب کی اپنی ذات مشکوک ہے اور پُرانے ضعیف ومتروک راویوں کی طرح وہ بذات خود ضعیف ومتروک شخصیت ہیں۔
(۲) ہمارے علم کے مطابق کسی ایک محدث نے بھی عبدالرزاق کو رافضی نہیں کہا، رہا مسئلہ معمولی تشیع کا تو یہ موثق عندالجمہور راوی کے بارے میں چنداں مضر نہیں ہے۔ خود کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں: ''گو شیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں'' (مذہبی داستانیں ج ۱ ص ۲۶۳)
دوسرے یہ کہ تشیع سے عبدالرزاق کا رجوع بھی ثابت ہے جیسا کہ اسی مضمون میں باحوالہ گزر چکا ہے۔
(۳) عبدالرزاق پر کذاب والی جرح کسی محدث سے ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو امام احمد، امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہم کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔
(۴) یہ شرائط کاندھلوی صاحب کی خود ساختہ ہیں۔
(۵) جو راوی ثقہ وصدوق ہو تو اس پر شیعہ وغیرہ کی جرح کر کے اس کی روایات کو ناقابلِ قبول سمجھنا غلط ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ وہ سچا راوی جس پر بدعتی ہونے کا الزام ہے، کی روایت قابلِ قبول ہوتی ہے، چاہے وہ اس کی بدعت کی تقویت میں ہو یا نہ ہو بشرطیکہ بدعت مکفرہ نہ ہو۔
دیکھئے التنکیل بمافی تانیب الکوثری من الاباطیل (ج ۱ ص ۴۲ تا ۵۲)

معاویہ صاحب یہ کل سکین لگایا تھا جس کو آپ نے دیکھنا تک گوارہ نہیں کیا اور اپنی تاویلات پیش کرنا شروع کر دی۔ جو بھی راوی ثقہ اور صدوق ہو اس پر شیعہ وغیرہ کی جرح کر کے اس کی روایات کو نا قابل قبول سمجھنا غلط بات ہے۔

آپ کے شیخ عبد الرحمن بن یحیی الیمانی نے التنکیل میں پورا باب لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ بدعتی راوی کی روایت مطلقاً قبول ہے چاہے اسکی بدعت کی تائید میں ہو یا نا ہو بشر طیکہ بدعت مکفرہ نا ہو۔ ختم شد

سنی مناظر:

اس ٹرن میں سات حوالے دیے ہیں جناب نے جو شرائط کی صریح خلاف ورزی (کی) اور (یہ) بخش حسین کی بوکھلاہٹ کا کھلا ثبوت ہے کہ اب یہ لایعنی اور یہاں وہاں کی باتیں بھیج کر، بات کو الجھانے کی کوشش کر کے اصل بات سے رخ ہٹانا چاہ رہا ہے۔ یہ چالیں تمہارے بڑے مناظر خیر طلب نے بھی چلیں لیکن میرے سامنے نہیں چل سکیں اور نہ تمہاری چلیں گی۔

(آپ نے) بے سند حوالہ (پیش کیا ہے) سند لاؤ اور توثیق کرو۔ یہ حوالہ پہلے بھی اردو ترجمے کے ساتھ میں بھیج چکے ہو جس پر میں نے سند کی توثیق کا سوال کیا تھا جو اب تک نہیں پیش کر سکے۔ اتنا بوکھلا گئے ہو تم اور تم کو لقمے دینے والے کہ کتاب کا نام بھی نہیں لکھا بس کاپی پیسٹ کرنے والے مناظر بن گئے۔ یہ تو تمہارا حال ہے۔

اِبان بن تغلب کٹر شیعہ ہے اس (جو آپ نے روایتیں بھیجی ہیں) میں ابان کٹر شیعہ موجود۔ ان شیعوں کی روایات اٹھا کر تواتر ثابت کرنے چلے ہو۔

اس میں فدک ہبہ کا کوئی ذکر نہیں، بس ذالقربیٰ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو حق دینے کا ذکر ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ رشتہ داروں کو حق دینا چاہیے۔ فدک کا ہبہ کہاں ہے اس میں؟

علماء کا اختلاف کیا صحیح روایات ہبہ کے خلاف ہیں؟

1. تو میں سیر اعلام النبلاء سے کل پیش کر چکا ہوں عمر بن عبد العزیزؒ والا (حوالہ کہ) سیدہ فاطمہؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک دینے سے منع کیا۔
2. دوسرا یہ کہ جو بخاری کی روایت فدک کے مطالبے کی تم پیش کرتے ہو اس میں بھی کہیں فدک ہبہ کیے جانے کا ذکر ہی نہیں۔
3. تو یہ دو واضح روایات اس ہبہ والی روایت کے خلاف۔

خیر طلب سے چوری کردہ حوالے (بھیج رہے ہو) اب تم اس پر علمی دھلائی سے اپنی خیر مناؤ اب۔ یہ لو جناب! تواتر کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ روایت ہر طبقے میں زیادہ تعداد سے روایت کی گئی ہو۔ یعنی ہر دوَر میں اس کو روایت کرنے والے زیادہ ہوں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔ (عکس ملاحظہ کریں)

الحقل السادس

في: المتواتر وشروط تحققه

وينقسم الخبر مُطلقاً ــ أعمُّ من المعلوم صدقُهُ وعدمُه ــ الى: متواترٍ، وآحاد.
أمّا الحديث في هذا الحقل فهو عن: المتواتر؛ من حيث:

أولاً: شرايطُ مُخبريه[1]

ــ ١ ــ

هو: ما بَلَغَتْ رواتُهُ في الكثرةِ مبلغاً، أحالت العادةُ تواطؤهم ــ أي: اتّفاقهم ــ على الكذب.

واستمرَّ ذالك الوصف، في جميع الطبقاتِ حيثُ يتعدّد؛ بأنْ يرويه قومٌ عَنْ قومٍ، و هكذا إلى الأوّل.

فيكونُ أوّلُهُ في هذا الوصف كآخِرِه، و وسطهُ كطرفيهِ؛ ليحصل الوصف: و هو إستحالةُ التواطي على الكذِب، للكثرةِ في جميع الطبقاتِ المتعدّدة.[2]

ــ ٢ ــ

و بهذا، ينتفي التواترُ عن كثيرٍ من الأخبارِ، التي قد بلغت رُواتُها في زماننا ذالك الحدّ؛ لكن، لم يتّفِقْ ذالك في غيره، خصوصاً في الابتداء؛ وظنَّ كونَها متواترةً، مَنْ لم يتفطّنْ لهذا الشرط.

ــ ٣ ــ

ولا ينحصرُ ذالك: في عدد خاص، على الأصحّ؛ بل، المُعتَبَرُ: العددُ المُحصِّل للوَصف؛ فقد يحصل في بعضِ المُخبِرين بعشرةٍ و أقلّ، و قد لا يحصلُ بمائة؛ بسبب قُربهم الى وصف الصدق و عدمِه.

و قد خالف في ذالك قومٌ فاعتبروا: اثني عَشَرَ، عدةَ النُّقباء[3] أو عشرين، لآيةِ

(١) الذي في النسخة المخطوطة ورقة ٧ لوحة ب سطر ٣: «والأوّل: هو ما بلغت...»؛ بدون: «وأمّا الحديث في هذا الحقل فهو عن: المتواتر؛ من حيثُ أوّلاً: شرايطُ مُخبريه».
(٢) يُنظر: كتابُ الكفاية في علم الرواية: ص١٦.
(٣) لقوله تعالى في سورة المائدة الآية ١٢: «وبعثنا منهم اثني عشرَ نقيباً».

٦٢

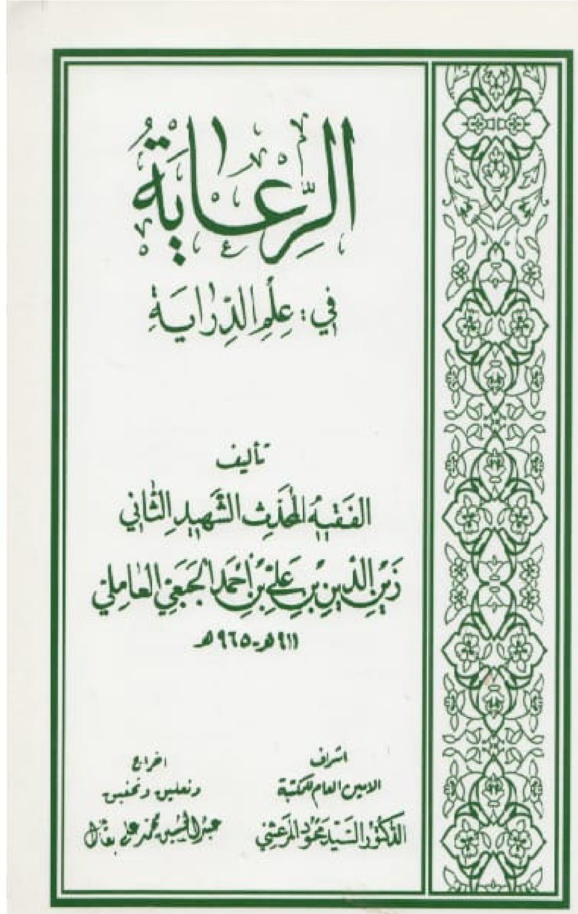

اب بتاؤ کہ تم جو ہبہ والی روایت پیش کر رہے ہو وہ پہلے طبقے یعنی صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور ان کے شاگردوں کے طبقے یعنی ہر طبقے میں کتنی متواتر تھی؟ اپنی تحقیق کی ندیاں بہاؤ اب۔

اس روایت پر یہ بھی ثابت کرو کہ اس روایت جس پر تواتر کا دعویٰ کیا ہے علامہ ابن حزم نے، کیا اس کے خلاف کوئی اور صحیح روایت بھی ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو پیش کرو؟

اگر نہیں تو پھر یہ حوالے تمہارے فائدہ میں نہیں، کیونکہ ہبہ والی تمہاری روایت کے خلاف دو صحیح روایات ہیں۔

فالتو میسج، جس کا میسج کاپی کر کے بھیجا ہے اس کو پہلے یہ تو بتاؤ کہ علی معاویہ بھی یہی کہتا ہے کہ کسی کا مذہب بیان کرنا جرح نہیں۔ البتہ یہ اصول شیعہ اور سنی کتب سے مسلمہ ہے کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔

بس اتنی سی بات تم لوگوں کی عقل میں نہیں بیٹھ رہی، اہل السنت محدثین کچھ بھی کہیں تم کو کیا فائدہ؟

میں تو تمہاری کتب سے ان کو اتنا پکا شیعہ ثابت کر چکا ہوں کہ ان کو تمہارے محدثین اصحاب باقرؒ اور اصحاب جعفر صادقؒ میں شمار کر چکے ہیں۔ ان کا جواب تو ہے نہیں تمہارے پاس اور اپنی کہانیاں سنائے جا رہے ہو۔ یہ لو شیعوں کی گردن توڑ حوالہ المستصفی امام غزالیؒ کی۔ (عکس ملاحظہ کریں)

الباب الثاني
في
شروط التواتر

وهي أربعة:

الأول: أن يخبروا عن علم، لا عن ظن.

فإن أهل بغداد لو أخبروا عن طائر أنهم ظنوه حماماً، أو عن شخص أنهم ظنوه زيداً، لم يحصل لنا العلم بكونه حماماً، وبكونه زيداً.

وليس هذا معللاً بأن(١) حال المخبر لا تزيد على حال المخبر، لأنه كان في قدرة الله - تعالى - أن يخلق لنا العلم بخبرهم، وإن كان عن ظن. ولكن العادة غير مطردة بذلك.

الشرط الثاني: أن يكون علمهم ضرورياً، مستنداً إلى محسوس.

إذ لو أخبرنا أهل بغداد عن حدوث العالم، وعن صدق بعض الأنبياء، لم يحصل لنا العلم.

وهذا - أيضاً - معلوم بالعادة، وإلا فقد كان في قدرة الله - تعالى - أن يجعل ذلك سبباً للعلم في حقنا.

الشرط الثالث: أن يستوي طرفاه وواسطته في هذه الصفات، وفي كمال العدد.

فإذا نقل الخلف عن السلف، وتوالت الأعصار، ولم تكن الشروط قائمة في كل(١) عصر، لم يحصل العلم بصدقهم، لأن خبر أهل كل عصر، خبر مستقل بنفسه، فلابد فيه من الشروط.

ولأجل ذلك لم يحصل لنا العلم بصدق اليهود مع كثرتهم في نقلهم عن موسى - صلوات الله عليه - تكذيب كل ناسخ لشريعته.

ولا بصدق الشيعة(٢) والعباسية(٣) والبكرية(٤) في نقل النص على إمامة علي أو العباس أو أبي بكر - رضي الله عنهم -، وإن كثر عدد الناقلين في هذه الأعصار القريبة، لأن بعض هذا وضعه الآحاد - أولاً - ثم أفشوه، ثم كثر الناقلون في عصره وبعده، [والشرط إنما حصل] (١) في بعض الأعصار، فلم تستوِ فيه الأعصار، ولذلك لم يحصل التصديق.

بخلاف وجود عيسى - عليه السلام - وتحديه بالنبوة.

ووجود أبي بكر وعلي - رضي الله عنهما - وانتصابهما للإمامة، فإن كل ذلك لما تساوت فيه الأطراف والواسطة، حصل لنا علم ضروري، لا نقدر على تشكيك أنفسنا فيه، ونقدر على التشكيك فيما نقلوه عن موسى وعيسى - عليهما السلام - وفي نص الإمامة.

الشرط ... ويتهذب ...

المستصفى
من علم الأصول
تصنيف
الإمام أبو حامد محمد بن محمد الغزالي
(٤٥٠ - ٥٠٥ هـ)
دراسة وتحقيق
الدكتور حمزة بن زهير حافظ
أستاذ أصول الفقه المساعد
الجامعة الإسلامية - كلية الشريعة
المدينة المنورة

١- م: بل.

١- نهاية ٧٠/ب من د.
٢- الشيعة: فرقة خرجت على ما عليه أجمعت أمة الإسلام، وزعموا حب سيدنا علي بن أبي طالب، وأنه أحق بالإمامة، وإنما قيل لهم "شيعة" لأنهم شايعوا علياً - رضي الله عنه - ويقدمونه على سائر أصحاب رسول الله ﷺ، وهم فرق متعددة، ومنهم غلاة كفار.. فراجع في ذلك مقالات الإسلاميين للأشعري ٦٥/١، والفرق بين الفرق ص٢٢ وما بعدها، والفصل لابن حزم ١٥٦/٤.
٣- لم أجد من تكلم عن هذه الطائفة، ولكني وجدت في كتاب "خلافة أبي بكر الصديق" لحسن عبد الله سلامة ص٣٧: قال: قالت طائفة: تختص الولاية بولد العباس. وهو قول أبي مسلم الخرساني وأتباعه اهـ.
٤- في تاريخ الخلفاء للسيوطي ص٦٤ - نقلا عن ابن عساكر - أن عمر بن عبد العزيز أرسل إلى الحسن البصري يسأله هل كان رسول الله ﷺ استخلف أبا بكر، فقال الحسن: أو في شك هو، لا أبا لك، والله الذي لا إله إلا هو لقد استخلفه ولهو كان أعلم بالله وأشد مخافة من أن يموت عليها لو لم يؤمره.

١- ساقط من ص.
٢- نهاية ٧٨/أ من ...

(١٣٨) (١٣٩) (١٤٠)

اس میں ہے کہ:

1. تواتر کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ہر طبقے میں مشہور ہو۔
2. یہودیوں کی خبریں متواتر نہیں مانیں جائیں گی، کیونکہ وہ اپنی شریعت کی تائید اور اسلام کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کی طرف روایات منسوب کرتے ہیں۔
3. شیعہ، عباسیہ وغیرہ کی روایات تواتر میں معتبر نہیں ہونگے ان کے مذہب کی تائید میں، کیونکہ یہ روایت انہوں نے بعد میں گھڑ کر اور پہلے والوں کی طرف منسوب کی ہوتی ہیں اور بعد میں اس گھڑی ہوئی بات کو پہیلانے والی بڑھ جاتے ہیں۔

اب بتاؤ بخش! کیا تمھاری پیش کر دی روایات میں شیعوں کی بھرمار نہیں؟ یہ اصول جمہور کے خلاف ہے، کیونکہ جمہور اہل السنت اور شیعہ بھی یہی کھتے ہیں کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔

نخبۃ الفکر سے میں ثابت کر چکاہوں کہ اکثر محدثین یہ اصول مانتے ہیں۔ اور آپ ہمیشہ جمہور اور اکثریت سے ہٹ کر شاذ اور غیر مقبول اقوالات اٹھاکر لاتے ہو۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم السلام علیکم تحفہ یا علی علیہ السلام مدد جی تمام معزز ناظرین کو اور شیعان حیدر کرار کو میری طرف سے حضرت عباس علمدار کربلا کی آمد مبارک ہو۔

معاویہ صاحب! یہاں سے آپ کی جہالت ثابت ہو رہی ہے آپ اقرار کر رہے ہیں کہ میں ہبہ کو رد کر چکاہوں اپنی کتابوں سے کیا آپ کی عقل گھاس چرنے گی ہے؟

اپنی کتابوں سے رد کرو گے جو ہمارے لیے حجت نہیں ہیں جب سے مناظرہ شروع ہوا یہ ہی بات سمجھا رہا ہوں آپ کے عقل میں بات گھس ہی نہیں رہی کیسے جاہل مطلق سے واسطہ پڑا ہے میر، اجس کو اصول مناظرہ کا پتہ نہیں بس ٹائم ضائع کر رہے ہو۔ معاویہ صاحب! آپ نے جو سکین پیش کیے ہیں اس میں بدعتی رافضی پر جرح ہے نہ کہ شیعہ پر آپ شاید اس بات سے ناواقف ہیں۔

معاویہ صاحب! اگر شیعہ ہونا مجروح ہے تو پھر شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں خود کو شیعہ کہا ہے پھر شاہ صاحب بھی مجروح ہو گے اسکین نکال کر دیتا ہوں۔ معاویہ صاحب! امام عبد الرزاق جو بخاری کا استاد اور امام بھی ہے اس کو بھی شیعہ کہا گیا ہے وہ بھی مجروح اور بدعتی ہو گیا ہے؟ امام نیشاپوری کو بھی شیعہ کہا گیا وہ بھی مجروح ہو گیا اور بدعتی؟(عکس ملاحظہ کریں)

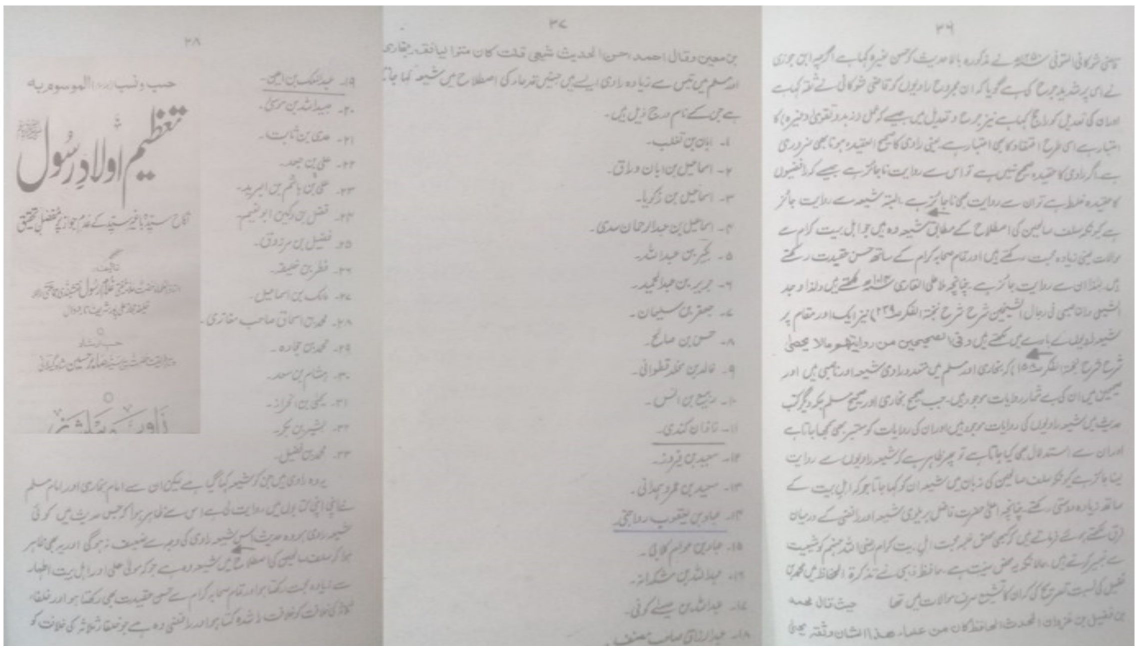
تعظیم اولادِ رسول

معاویہ صاحب! مولانا غلام رسول نقشبندی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کے 33 راوی شیعہ ہیں بخاری اور مسلم کی کتاب میں۔ اگر شیعہ ہونا مجروح ہے تو پھر آپ کی بخاری اور مسلم صحیح کیسے؟ پھر معاویہ صاحب کے بقول یہ بدعتی کتابیں ہیں اور معاویہ صاحب کے علاوہ جو دوسرے محققین و محدثین گزرے وہ جاہل تھے۔

معاویہ صاحب! کتنا ذلیل ہو گے حد ہوتی ہے۔ معاویہ صاحب! یہ دیکھیں تحفہ اثنا عشریہ جس میں شاہ صاحب نے صحابہ تابعین اور خود اہل سنت کو شیعہ کہا (ہے) (عکس ملاحظہ کریں)

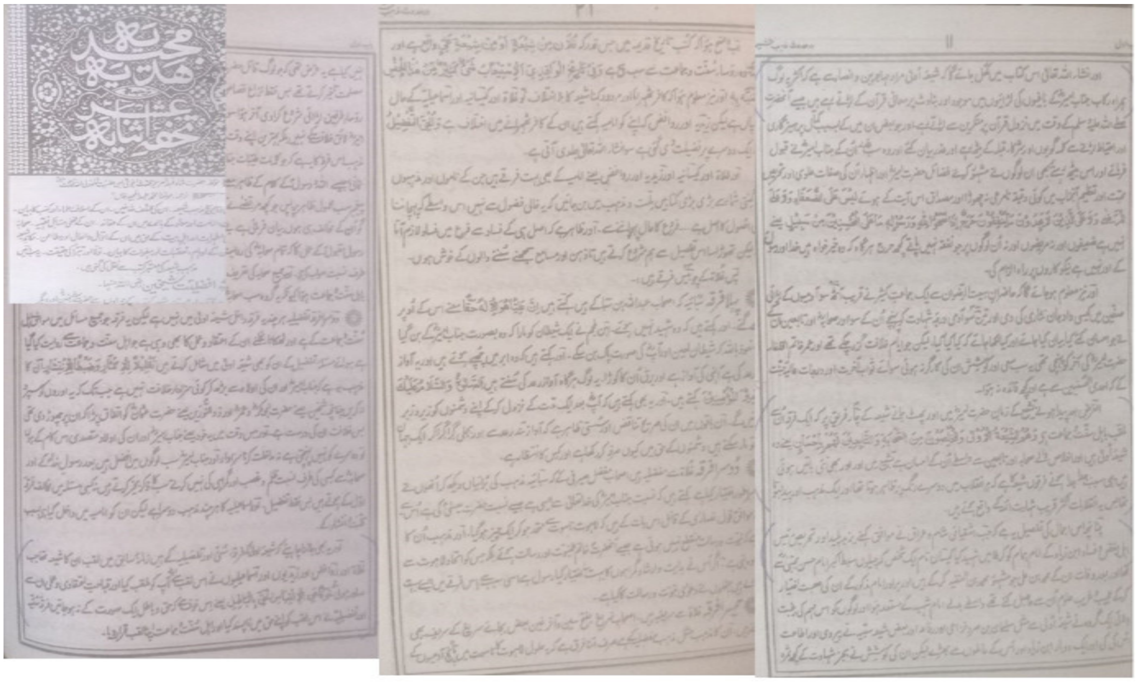

پھر تو سارے ہی مجروح ہوئے؟ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ شیعہ اصحاب و تابعین کو کہتے ہیں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

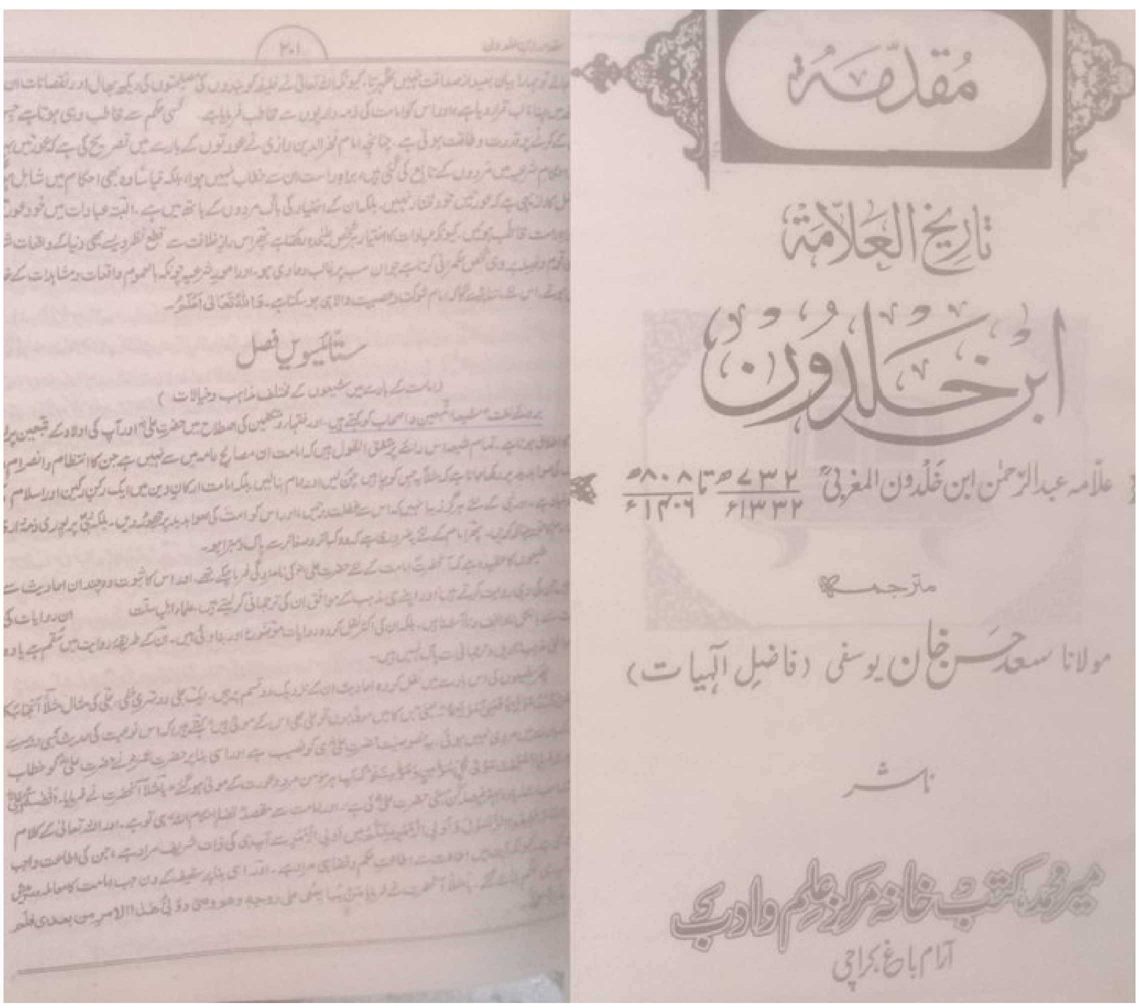

ستائیسویں فصل

(امامت کے بارے میں شیعوں کے مختلف مذاہب و خیالات)

مقدمہ

تاریخ العلامۃ

ابن خلدون

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون المغربی ۷۳۲ھ تا ۸۰۸ھ
۱۳۳۲ء ۱۴۰۶ء

مترجم

مولانا سعد حسن خان یوسفی (فاضل الٰہیات)

ناشر

میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب
آرام باغ کراچی

کل میں مسند شرح ابی حنیفہ سے حوالہ پیش کر چکا ہوں کہ عطیہ کو ملا علی قاری نے تابعین میں شمار کیا ہے اور وہ ابو حنیفہ کا استاد بھی (ہے)۔ (عکس ملاحظہ کریں)

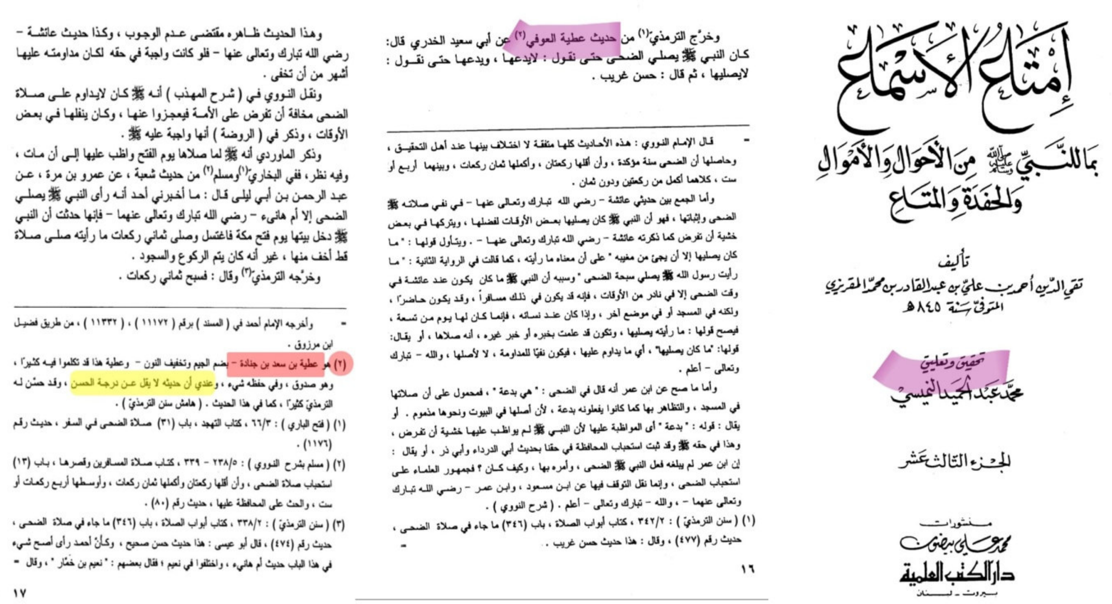

إمتاع الأسماع
بما للنبي ﷺ من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع
تأليف
تقي الدين أحمد بن علي بن عبد القادر بن محمد المقريزي
المتوفى سنة ٨٤٥ هـ
تحقيق وتعليق
محمد عبد الحميد النميسي
الجزء الثالث عشر
منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وخرّج الترمذيّ(١) من حديث عطية العوفي(٢) عن أبي سعيد الخدري قال: كان النبي ﷺ يصلي الضحى حتى نقول : لايدعها ، ويدعها حتى نقول : لايصليها ، ثم قال : حسن غريب .

- قال الإمام النووي : هذه الأحاديث كلها متفقة لا اختلاف بينها عند أهل التحقيق ، وحاصلها أن الضحى سنة مؤكدة ، وأن أقلها ركعتان ، وأكملها ثمان ركعات ، وبينهما أربع أو ست ، كلاهما أكمل من ركعتين ودون ثمان .

وأما الجمع بين حديثي عائشة - رضي الله تبارك وتعالى عنها - في نفي صلاته ﷺ الضحى وإثباتها ، فهو أن النبي ﷺ كان يصليها بعض الأوقات لفضلها ، ويتركها في بعض خشية أن تفرض كما ذكرته عائشة - رضي الله تبارك وتعالى عنها - . ويتأول قولها : " ما كان يصليها إلا أن يجئ من مغيبه " على أن معناه ما رأيته ، كما قالت في الرواية الثانية : " ما رأيت رسول الله ﷺ يصلي سبحة الضحى " وسببه أن النبي ﷺ ما كان يكون عند عائشة في وقت الضحى إلا في نادر من الأوقات ، فإنه قد يكون في ذلك مسافراً ، وقد يكون حاضراً ، ولكنه في المسجد أو في موضع آخر ، وإذا كان عند نسائه ، فإنما كان لها يوم من تسعة ، فيصح قولها : ما رأيته يصليها ، وتكون قد علمت بخبره أو خبر غيره ، أنه صلاها ، أو يقال: قولها: "ما كان يصليها" ، أي ما يداوم عليها ، فيكون نفيًا للمداومة ، لا لأصلها ، والله - تبارك وتعالى - أعلم .

وأما ما صح عن ابن عمر أنه قال في الضحى : " هي بدعة " ، فمحمول على أن صلاتها في المسجد ، والتظاهر بها كما كانوا يفعلونه بدعة ، لأن أصلها في البيوت ونحوها مذموم . أو يقال : قوله : " بدعة " أى المواظبة عليها لأن النبي ﷺ لم يواظب عليها خشية أن تفرض ، وهذا في حقه ﷺ وقد ثبت استحباب المحافظة في حقنا بحديث أبي الدرداء وأبي ذر ، أو يقال : إن ابن عمر لم يبلغه فعل النبي ﷺ الضحى ، وأمره بها ، وكيف كان ؟ فجمهور العلماء على استحباب الضحى ، وإنما نقل التوقف فيها عن ابن مسعود ، وابن عمر - رضي الله تبارك وتعالى عنهما - ، والله - تبارك وتعالى - أعلم . (شرح النووي) .

(١) (سنن الترمذيّ) : ٣٤٢/٢ ، كتاب أبواب الصلاة ، باب (٣٤٦) ما جاء في صلاة الضحى ، حديث رقم (٤٧٧) ، وقال : هذا حديث حسن غريب .

١٦

وهذا الحديث ظاهره مقتضى عدم الوجوب ، وكذا حديث عائشة - رضي الله تبارك وتعالى عنها - فلو كانت واجبة في حقه لكان مداومته عليها أشهر من أن تخفى .

ونقل النووي في (شرح المهذب) أنه ﷺ كان لايداوم على صلاة الضحى مخافة أن تفرض على الأمة فيعجزوا عنها ، وكان ينفلها في بعض الأوقات ، وذكر في (الروضة) أنها واجبة عليه ﷺ .

وذكر الماوردي أنه ﷺ لما صلاها يوم الفتح واظب عليها إلى أن مات ، وفيه نظر ، ففي البخاريّ(١) ومسلم(٢) من حديث شعبة ، عن عمرو بن مرة ، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال : ما أخبرني أحد أنه رأى النبي ﷺ يصلي الضحى إلا أم هانيء - رضي الله تبارك وتعالى عنهما - فإنها حدثت أن النبي ﷺ دخل بيتها يوم فتح مكة فاغتسل وصلى ثماني ركعات ما رأيته صلى صلاة قط أخف منها ، غير أنه كان يتم الركوع والسجود .

وخرّجه الترمذيّ(٣) وقال : فسبح ثماني ركعات .

- وأخرجه الإمام أحمد في (المسند) برقم (١١١٧٢) ، (١١٣٣٢) ، من طريق فضيل ابن مرزوق .

(٢) هو عطية بن سعد بن جنادة - بضم الجيم وتخفيف النون - وعطية هذا قد تكلموا فيه كثيرًا ، وهو صدوق ، وفي حفظه شيء ، وعندي أن حديثه لا يقل عن درجة الحسن ، وقد حسّن له الترمذيّ كثيرًا ، كما في هذا الحديث . (هامش سنن الترمذيّ) .

(١) (فتح الباري) : ٦٦/٣ ، كتاب التهجد ، باب (٣١) صلاة الضحى في السفر ، حديث رقم (١١٧٦) .

(٢) (مسلم بشرح النووي) : ٢٣٨/٥ - ٣٣٩ ، كتاب صلاة المسافرين وقصرها ، باب (١٣) استحباب صلاة الضحى ، وأن أقلها ركعتان وأكملها ثمان ركعات ، وأوسطها أربع ركعات أو ست ، والحث على المحافظة عليها ، حديث رقم (٨٠) .

(٣) (سنن الترمذيّ) : ٣٣٨/٢ ، كتاب أبواب الصلاة ، باب (٣٤٦) ما جاء في صلاة الضحى ، حديث رقم (٤٧٤) ، قال أبو عيسى : هذا حديث حسن صحيح ، وكأنّ أحمد رأى أصح شيء في هذا الباب حديث أم هانيء ، واختلفوا في نعيم ؛ فقال بعضهم : " نعيم بن خمّار " ، وقال =

١٧

معاویہ صاحب! بقایا اہل سنت کے محققین عطیہ کی روایت کو حسن کا درجہ دیتے ہیں۔ شیعہ ہونا بدعت نہیں ہے اگر شیعہ ہونا بدعت ہے پھر مسلم اور بخاری بھی نہیں بچ سکتی۔

اگر راوی بدعتی ہیں تو پھر بخاری اور مسلم صحیح کیسے ؟ اگر ان کو غلط بولیں گے پورا مذہب بدعتی ہوا بقول آپ کے، اہل علم اس بات کو سمجھ گئے ہیں آپ کی جہالت ہے جو شیعہ کی رٹ لگا کر ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

معاویہ صاحب! قیاس آرائیاں چھوڑ دے شیعہ اور رافضی بدعتی میں فرق (ہے) اگر شیعہ ہونا مجروح ہے تو پھر اپنے مذہب کی فاتحہ پڑھ لیں کیونکہ بخاری بھی گئی اور مسلم بھی گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ بھی گئے۔

ان کو تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب نے شیعہ لکھا ہے کافی ڈرامہ بازی کر لی آپ نے اب عطیہ کو بدعتی ثابت کر یا مان کہ (میں) غلطی پر تھا اب اس نقطہ پر گفتگو ہو گی کیونکہ ساری گفتگو کا دارو مدار شیعہ پر گھوم رہا ہے تو پھر اور حوالے دینے کی ضرورت (ہو) تو منشاوی سے لقمہ لے لو کیونکہ اب پھنس گئے ہو۔ بخش حسین نہیں چھوڑے گا اب۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

بخش حسین نے یہ پوری ٹرن اس بے مقصد بات پر ضائع کر دی کہ شیعہ یہ ہے، شیعہ بخاری میں ہیں وغیرہ۔ قارئین! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں نے شیعہ ہونے کو ضعیف ہونا کہیں بھی نہیں لکھا، میں تو الٹا اس پر حوالے دیتا رہا شیعہ سنی علماء سے کہ شیعہ ہونا جرح نہیں۔

لیکن اب بخش حسین کے پاس کچھ بچا نہیں کہ میرے سامنے پیش کر کے اپنا دعویٰ ثابت کر سکے، اس لیے آج کا آخری دن پورا کرنے کے لیے وقت گزاری کر رہا ہے۔

۲-ابان بن تغلب (م،عو) کوفی

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا' اور انتہا پسند تھا' لیکن یہ "صدوق" (یعنی روایات نقل کرنے میں سچا) تھا۔ ہم اس کی سچائی لے لیں گے اور بدعت اس کے ذمے ہوگی۔

احمد بن حنبل، ابن معین اور ابو حاتم نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ "غالی شیعہ" تھا۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کھلا گمراہ تھا۔

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی بدعتی کو ثقہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ ثقہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے راوی میں عدالت

www.besturdubooks.net

اور اتقان بھی ہونا چاہئے' لہٰذا جو شخص بدعتی ہو وہ عادل کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت ہے' جیسے تشیع میں غلو اختیار کرنا یا ایسا تشیع جس میں غلو اور تحریف نہ ہو یہ چیز بہت سے تابعین اور تبع تابعین میں پائی جاتی تھی' حالانکہ وہ دین دار' پرہیز گار اور سچے تھے' لہٰذا اگر ان لوگوں کی روایت کو محض اس وجہ سے مسترد کر دیا جائے تو بہت سی احادیث رخصت ہو جائیں گی اور یہ بڑا نقصان ہے۔

پھر دوسری بڑی بدعت ہے۔ جیسے کامل رفض اور اس میں غلو اختیار کرنا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا یا اس کی طرف دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے کہ اس طرح کے راویوں کو نہ دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں کوئی بزرگی حاصل ہوتی ہے۔

اس وقت میرے ذہن میں مثال بیان کرنے کے لیے کسی شخص کا خیال نہیں آ رہا جو سچا ہو یا مامون ہو۔ حاصل ایسے لوگوں کا شعار جھوٹ بولنا اور تقیہ کرنا ہوتا ہے اور منافقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے' جس شخص کی یہ حالت ہو اس کی نقل کردہ روایت کو ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔

اسلاف کے زمانے میں عموماً "غالی شیعہ" اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کے بارے میں کلام کرتا تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی تھی یا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کیا کرتے تھے۔

لیکن ہمارے زمانے میں غالی شیعہ اس کو کہا جاتا ہے جو ان مذکورہ اکابرین کی تکفیر کرتا ہے اور شیخین سے براءت کا اظہار کرتا ہے' ایسا شخص گمراہ ہے۔ تاہم ابان بن تغلق شیخین کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے تھے' البتہ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات سے افضل ہیں۔

قارئین! یہ (اوپر والا) اسکین اسی بخش حسین کا بھیجا ہوا ہے جس میں شیعوں کو بدعتی لکھا ہوا ہے، لیکن اس کی دماغی حالت اب یہ ہے کہ یہ جو بات خود اوپر کہہ کر آیا ہے، اسی کا انکار اس ٹرن میں کر رہا ہے کہ شیعہ ہونا بدعتی نہیں۔

دیکھیں اپنے ہی پیش کردہ حوالے کے خلاف کہہ گیا اب۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں یہاں کہ اب یہ اپنا دماغی توازن بالکل کھو چکا ہے۔ پھر کہہ رہا ہے کہ عطیہ کی روایت کو حسن کہا گیا ہے۔

اس سے کوئی پوچھے تو سہی کہ علی معاویہ نے تم سے کب پوچھا کہ عطیہ کی روایت کو حسن کہاں گیا ہے یا ضعیف؟

علی معاویہ تو دو دن سے واضح یہ کہہ رہا ہے کہ شیعہ اگرچہ ثقہ ہو لیکن جب اپنے مذہب کی تائید میں روایت کرے تو قابل قبول نہیں اور اس پر (میں) دو حوالے اہل السنت اور دو حوالے شیعہ کتب سے پیش کر چکا ہوں۔ لیکن بخش حسین اور اس کو لقمہ دینے والے شیعہ علامے و مناظرین اکیلے علی معاویہ کے سامنے اللہ کی مدد سے علمی طور پر اب ڈھیر ہو چکے ہیں۔

اب بخش صاحب کے فدک ہبہ ہونے کا متواتر والا دعویٰ ختم ہو گیا جب تواتر پر میرے حوالے آگئے۔ ان کو پتا بھی ہے کہ سامنے علی معاویہ ہے لیکن پھر بھی ایسی کمزور اور لُچر قسم کے دعوے بخش حسین کو بتا کر اس کو بے عزت کروانے پر تلے ہوئے ہیں یہ۔

اب بخش حسین ہر ٹرن میں شرائط کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور تین سے اوپر حوالے بھیج رہا ہے، اس سے بخش حسین کی حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اب دوبارہ یہ تاریخ ابن خلدون اور تحفہ اثنا عشری سے شیعہ کی تعریف پر حوالے بھیج رہا ہے حالانکہ میں انہی کے معتبر عالم ابو القاسم خوئی کی کتاب معجم رجال الحدیث سے عطیہ کو امام باقرؒ کے اصحاب میں سے اور فضیل کو امام جعفر صادقؒ کے اصحاب میں سے ثابت کر چکا ہوں۔ یعنی یہ ایسے شیعہ تھے کہ خود ان شیعوں نے ان کو اپنے ائمہ کے اصحاب میں شامل کیا ہے۔

لیکن بخش حسین کیونکہ ہر طرف سے پھنس چکا ہے اس لیے وقت پورا کرنے کی لیے یہاں وہاں کی غیر متعلق باتیں لا کر وقت مکمل کر رہا ہے۔

اب یہ ایٹم بم دیکھیں؛

ابن العینا اور جاحظ نے فدک والی حدیث گھڑ کر بغداد کے علماء کے سامنے پیش کی جس کو سب نے قبول کیا سوائے ابن شیبہ علوی کے، انہوں نے اس کو جھوٹ کہا۔ (عکس ملاحظہ کریں)

قال الإمام علي بن المديني: معرفة الرجال نصف العلم

لسان الميزان

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

وُلد سنة ٧٧٣، وتوفي سنة ٨٥٢ رحمه الله تعالى

اعتنى به الشيخ العلامة
عبد الفتاح أبو غدة
وُلد سنة ١٣٣٦ وتوفي سنة ١٤١٧ رحمه الله تعالى

اعتنى بإخراجه وطباعته
سلمان عبد الفتاح أبو غدة

الجزء السادس

مكتب المطبوعات الإسلامية

١٩١

علیلٌ من مکانَینِ · من الإفلاس والدَّینِ

ثم قال: أنا في عِلَل متناقضة، يُتخوَّف من بعضها التلفُ وأعظمها عليَّ نيفٌ وتسعون، يعني عمرَه.

وقال أبو العيناء: قال الجاحظ: كان الأصمعي مَنَّانياً، فقال له العباس بن رُسْتُم: لا والله، ما كان مَنَّانياً، ولكن تذكرُ حين جلستَ إليه تسأله، فجعل يأخذ نعلَه بيده، وهي مخصوفة بحديدٍ[١] ويقول: نِعْمَ قِناعُ القَدَرِي، نِعْمَ قِناعُ القَدَري، فعلمتَ أنه يعنيك فقمتَ وتركته.

وروى الجاحظ عن حجاج الأعور، وأبي يوسف القاضي، وخلقٍ كثير، وروايته عنهم في أثناء كتابه في «الحيوان».

وحكى ابن خزيمة أنه دخل عليه هو وإبراهيم بن محمود... وذكر قصة.

وحكى الخطيب بسند له: أنه كان لا يصلِّي. وقال / الصولي: مات سنة [٣٥٦:٤] خمسين ومئتين[٢].

وقال إسماعيل بن محمد الصفار: سمعت أبا العيناء يقول: أنا والجاحظُ وضعنا حديث فَدَك، وأدخلناه على الشيوخ ببغداد فقَبِلوه إلَّا ابنَ شيبة العلوي فإنه أباه وقال: هذا كَذِب، سمعها الحاكم من عبد العزيز بن عبد الملك الأعور.

قلت: ما علمتُ ما أراد بحديث فَدَك؟

وقال الخطابي: هو مغموصٌ في دينه. وذكر أبو الفرج الأصبهاني أنه كان يرمَى بالزندقة، وأنشد في ذلك أشعاراً.

(١) في الأصول: «وهي مخصوفة عن يده ويقول...» كذا. وفي ل: «مخصوفة بجريدة».

(٢) كذا في الأصول. وفي «تاريخ بغداد» ١٢:٢٢٠، و «سير أعلام النبلاء» ١١:٥٢٧: أن الصولي أرخ وفاة الجاحظ سنة خمس وخمسين ومئتين.

دیکھیں ناظرین، ایک جھوٹی حدیث کو اٹھا کر یہ ھمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! جب آپ عطیہ کے شیعہ ہونے پر کہا تھا کہ اس کی روایت قابل قبول نہیں (ہے)۔ آپ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں میں سکرین شاٹ دیتا ہوں تا کہ پتا چلے آپ کی جہالت کا اور معزز ناظرین بھی دیکھ لیں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

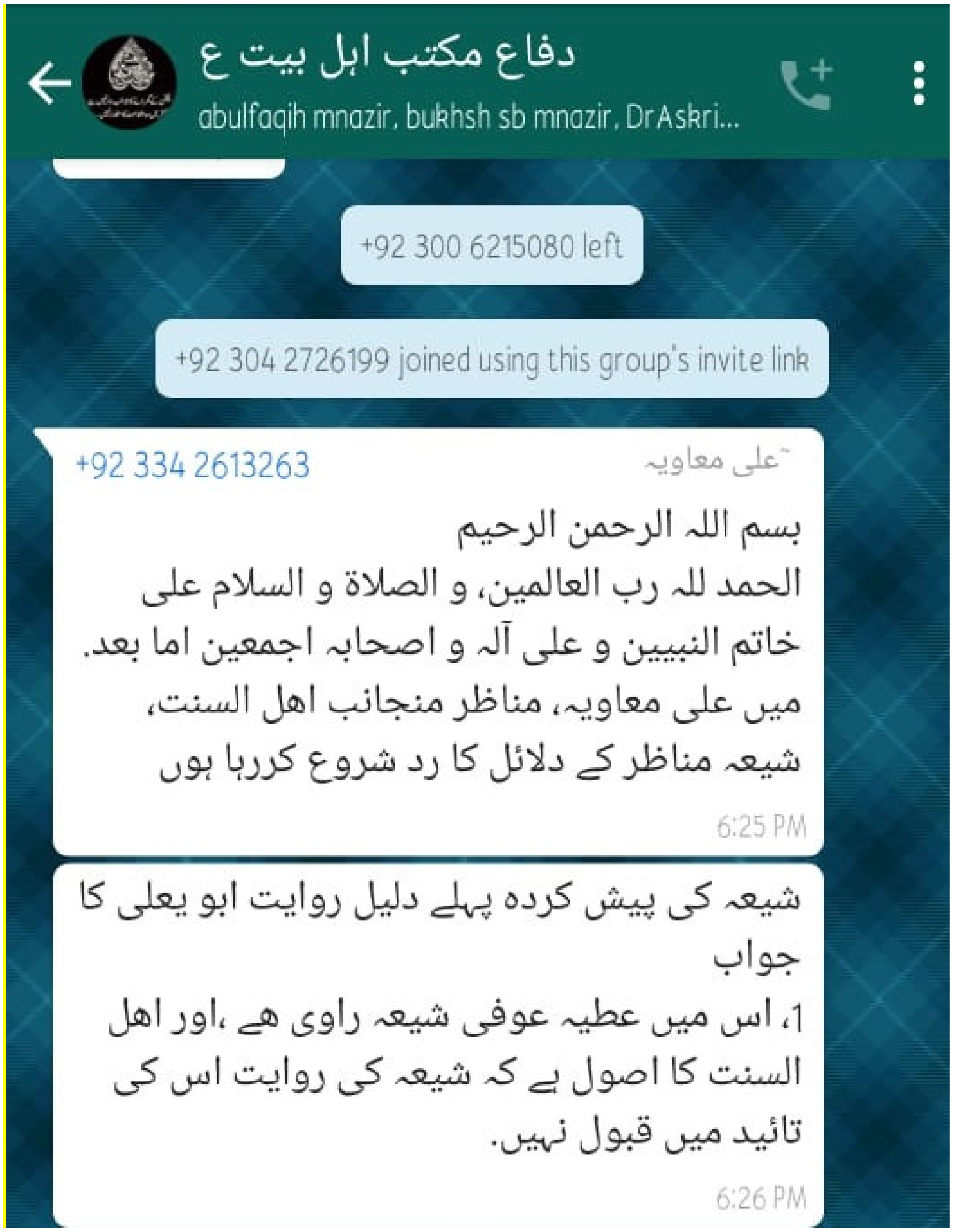

یہ لیں معاویہ صاحب آپ کے علماء سے ثابت کیا کہ شیعہ کی روایت قابل قبول ہیں۔ بخاری میں اور مسلم میں بھی شیعہ راوی موجود ہیں۔

معاویہ صاحب! پھر آپ نے کہا بدعتی ہے عطیہ اب آپ عطیہ پر بدعت کبریٰ ثابت کریں پھر آپ کی جرح قابل قبول ہو گی نہیں تو یہ قیاس آرائیاں نہیں چلیں گی سب دیکھ رہے ہیں۔

معاویہ صاحب! جب آپ کے علماء نے شیعہ کی درجہ بندی کی ہے۔

1. وہ شیعہ جو بدعت صغریٰ کے مرتکب ہیں جیسے مذکورہ عبارت میں ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت قابل قبول ہے کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

2. دوسری قسم کے شیعہ جو بدعت کبریٰ کے مرتکب ہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر اور عمر کو گالی دینا یا اس فعل کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ایسے شخص کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

معاویہ صاحب! اب میرا یہ دعویٰ ہے (کہ) عطیہ پہلی قسم کا شیعہ ہے۔ جس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ معاویہ صاحب! آپ عطیہ کو دوسرے طبقے کے لوگوں میں ثابت کرو۔

معزز ناظرین! اب پھر معاویہ صاحب کی جہالت کا پردہ فاش ہونے والا ہے۔ معاویہ صاحب اس نقطہ کے علاوہ بات نہیں ہو گی۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

1. پہلی بات تو یہ کہ معجم رجال الحدیث شیعہ کتاب سے میں نے عطیہ کو اصحاب باقرؒ سے ثابت کیا۔ اس کا جواب کسی شیعہ سے نہیں ملے گا آپ کو۔
2. باقی میں پہلے ہی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ شیعہ اپنے نظریات چھپاتے ہیں۔ کیا پتا اس نے صرف تفضیلیت ہی ظاہر کی ہو اور دوسرے نظریات چھپائے ہوں۔
3. تیسرا یہ ہبہ والی روایت ہی اس کے کٹر شیعہ نظریات پر ہونے کی دلیل ہے۔

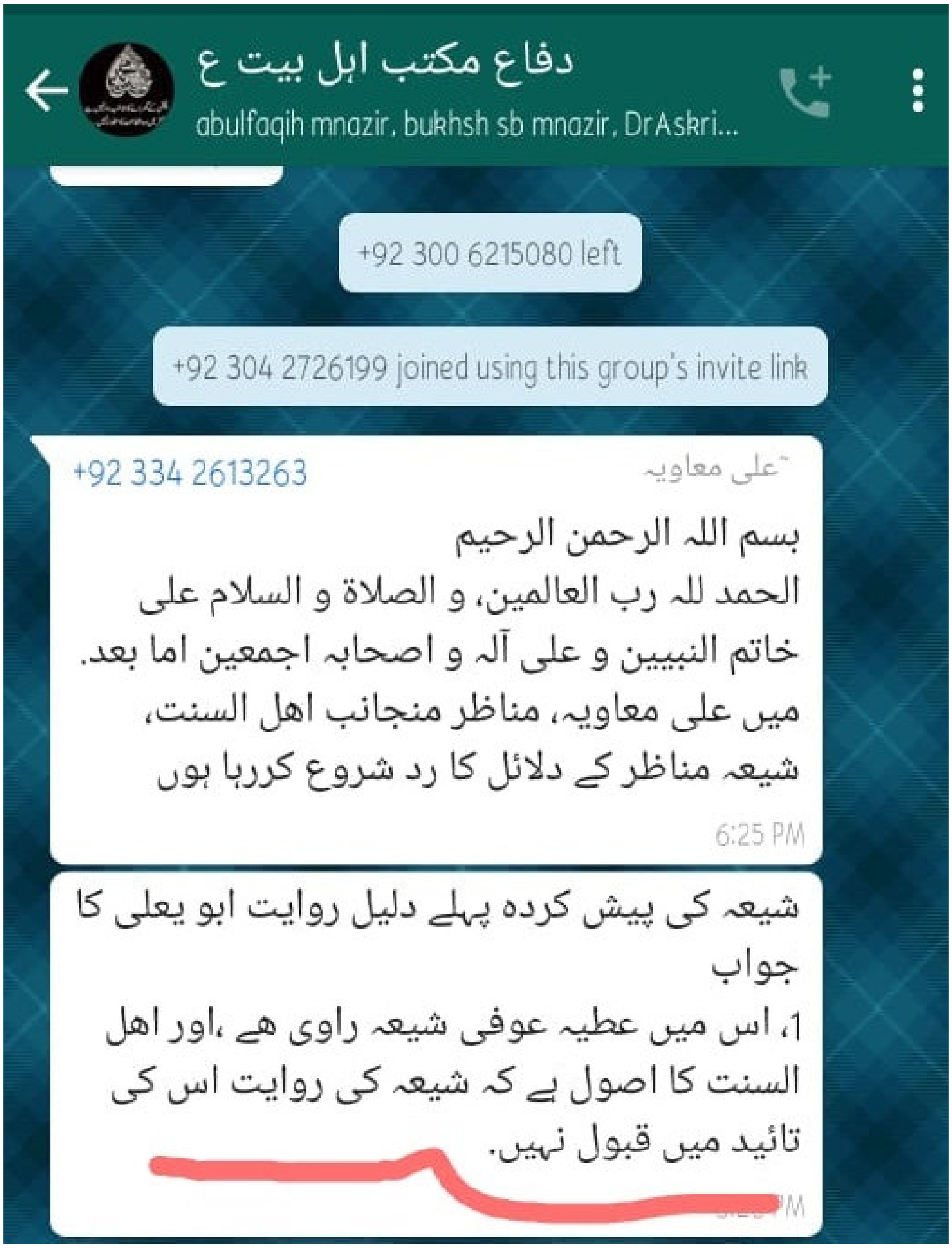

شیعہ کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں، یہاں مطلقاً روایت کے قبول ہونے کا انکار ہے یا صرف اس کی تائید میں قبول نہ ہونے کی بات (ہے)؟

چلیں میں ایک دوسرے انداز سے فدک کے ہبہ کا رد دکھاتا ہوں۔

اس (مراۃ العقول) شیعہ کتاب میں یہ ہے کہ؛

فدک مال فئ میں سے ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے ساتھ یتیم، مسکین اور مسافروں کا حق ہے اور نبی کریم ﷺ کے بعد یہ نبی کریم ﷺ کے قائم مقام کا ہے۔(عکس ملاحظہ کریں)

مِرآةُ العُقُول

فی شرحِ أخبارِ آلِ الرّسُول

تألیف

العلامة شیخ الاسلام المولیٰ محمد باقر المجلسی

شرح کتاب الکافی لثقة الاسلام الکلینی المتوفی سنة ۳۲۸

الجزء السادس

-۲۵۲- كتاب الحجة ج ۶

. . . .

بيان أموال بني النضير خاصّة لقوله : « وما أفاء الله على رسوله» والآية الثانية بيان للاموال التي أصيبت بغير قتال ، وقيل : انّهما واحد ، والآيةالثانية بيان قسم المال التي ذكرها الله فيالآية الاولى .

ثمّ قال : ثمّ بيّن سبحانه حال أموال بنيالنضير فقال : «وما أفاء الله علىرسوله منهم » اي من اليهود الذين أجلاهم وإن كان الحكم سارياً في جميع الكفّار الّذين حكمهم حكمهم « فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب» الا يجاف الايضاع وهوتسيير الخيل أو الركاب من وجف يجف وجيفاً وهو تحرّك باضطراب فالايجاف الازعاج للسير والركاب الابل واحدتها راحلة ، وقيل : الايجاف في الخيل والايضاع في الابل ، والمعنى لم تسيروا إليها على خيل ولا إبل ، وانما كانت ناحية من نواحي المدينة مشيتم اليها مشياً .

وقوله : « عليه » أي على ما أفاء الله « ولكن الله يسلّط رسله على من يشاء » اي يمكّنهم من عدوّهم من غير قتال بأن يقذف الرعب في قلوبهم .

ثم ذكر حكم الفيء فقال : « ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى » اي من اموال كفار اهلالقرى فلله يأمركم فيه بما أحبّ وللرسول بتمليك الله ايّاه ، ولذي القربى يعني اهل بيت رسول الله وقرابته وهم بنو هاشم ، واليتامى والمساكين وابن السبيلمنهم ، لأنّ التقدير ولذىقرباه ويتامىاهلبيتهومساكينهم وابنالسبيلمنهم .

ثم قال : وفي هذه الآية إشارة إلىانّ تدبير الأمّة الى النبي ﷺ والىالائمة القائمين مقامه ، ولهذا قسّم رسول الله أموال خيبر ومن عليهم في رقابهم واجلى بني النضير وبني قينقاع واعطاهم شيئاً من المال ، وقتل رجال بني قريظة وسبي ذراريهم ونسائهم وقسّم اموالهم على المهاجرين ومن على أهل مكة ، انتهى .

وقالالمحقّق الاردبيلي قدّس سره في تفسيرآيات الاحكام : المشهور بينالفقهاء انّ الفيء له ﷺ ثمّ للقائم مقامه كما هو ظاهر الأولى ، والثانية تدلّ على أنّه

اس سے ہبہ کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا، کیونکہ فدک یتیم، مسکین ان سب کا حق ہے اور ہبہ والی روایت میں صرف سیدہ فاطمہ رض کو دیے جانے کا ذکر ہے جو کہ قرآن اور شیعہ اصول کے بھی خلاف ہے۔

تو میں نے ہبہ کا رد پانچ طرح سے کیا۔

1. اس کے شیعہ راویوں پر اصول کے مطابق سنی اور شیعہ اصول سے ثابت کیا ان کہ روایت ان کے مذہب کی تائید میں قبول نہیں۔
2. یہ آیت ذا القربیٰ مکی ہے اور فدک مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔
3. اس کے خلاف صحیح روایات ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رض کو فدک دینے سے انکار کیا۔ ساتھ میں علماء اہل السنت کے فدک کے ہبہ ہونے کے خلاف کافی اقوالات جو میں پیش کر چکا ہوں۔
4. شیعہ کتاب سے فدک کے حقداروں کا ذکر کہ فدک یتیم، مسکین اور مسافروں کا حق بھی ہے۔
5. فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے قائم مقام کا ہے۔

فدک کے روایت کے جھوٹا ہونے پر لسان المیزان کا حوالہ بھی دیا کہ یہ حدیث گھڑی گئی ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث رح کا دوسرا حوالہ فدک والی بات جھوٹی ہونے کا۔ (عکس ملاحظہ کریں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

07079

تحفۂ اثناء عشریہ اُردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف و علماء اور ان کی کتابیں، احادیث اور ان کے راویوں کے حالات۔ ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں اُن کے عقائد، اُن کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابۂ کرام ، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال، اُن کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور ہفوات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح

ترجمہ اُردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی

میں تقسیم نہیں ہوا۔ اور ان کی کم فہمی ہے کہ اعتراض و شبہ میں ایسی بات کہہ رہے ہیں جس سے اہل سنت کی دلیل اور مضبوط ہوتی ہے۔

اب ان کا ڈھیٹ پن دیکھئے کہ پہلے تو طعن کرتے رہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میراث کا حق بنتے ہوئے بھی میراث نہیں دی اور جب ان کے ائمہ معصومین کے طرز عمل اور ان کی روایات سے یہ بات ثابت کر دی گئی کہ متروکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں میراث جاری نہیں ہوتی تو اب پینترا بدل کر ایک اور دعویٰ تراشا اور ایک طعن کر ڈالا۔ ملاحظہ ہو۔

اعتراض (۱۳) کہ باغ فدک جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہبہ کر دیا تھا۔ ان کے دعویٰ کو ناقابل سماعت قرار دے کر انہیں گواہ پیش کرنے کے لئے کہا۔ اور جب جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے گواہی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس گواہی کو رد کر دیا اور فرمایا ایک مرد کے ساتھ دو عورتیں ہونی چاہئیں۔ اس پر جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں اور آپ سے بول چال بند کر دی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا تھا مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ (جس نے ان کو غصہ دلایا۔ اس نے مجھے ناراض کیا)

جواب:- اس اعتراض کا یہ ہے کہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا دعوائے ہبہ اور گواہی میں جناب علی و ام ایمن، یا بروایت دیگر جناب حسنین رضی اللہ عنہم کو پیش کرنے کی روایات افترا اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اہل سنت کی کتابوں میں اس معاملہ کی کسی

تحفۂ اثناء عشریہ اُردو ۵۴۳

عنوان کوئی روایت موجود نہیں۔ لہٰذا اس کا سہارا لے کر اہل سنت پر الزام لگانا اور ان سے جواب طلب کرنا نادانی اور دھاندلی ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں جو روایت ملتی ہے وہ اس کے برعکس، اور مخالف ہے، چنانچہ مشکوٰۃ میں بحوالہ ابو داؤد جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے تو تمام بنو مروان کو جمع کیا اور فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ فَدَكٌ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاَلَتْهُ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَّلِيَ اَبُوْ بَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيٰوتِهٖ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَّلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَا حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ ثُمَّ اَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَرَاَيْتُ اَمْرًا مَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible]

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فدک تھا۔ آپ اسکی آمدنی خرچ فرماتے ہاشمی بچوں کی غور و پرداخت اور بیواؤں کے عقد و نکاح میں صرف فرماتے۔ آپ کی بیٹی جناب فاطمہ نے آپ سے سوال کیا کہ آپ فدک (کی آمدنی) میرے لیے مقرر فرما دیں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرما دیا۔ اور آپ کی حیات تک فدک کا معاملہ بدستور رہا۔ اور جب جناب ابو بکر والی ہوئے تو انہوں نے بھی اس معاملہ کو اسی طرح رکھا جسطرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ پھر جناب عمر خطاب والی ہوئے تو آپ نے وہی راہ عمل اختیار کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابو بکر نے اختیار کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مروان نے جاگیر بنا لیا، اور اب اسی صورت میں [illegible]

اتنے واضح دلائل کے بعد کوئی بھی آپ کی بات ماننے کو تیار نہیں ہو گا کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم مسکینوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اپنی بیٹی کو دیا ہو۔ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! آپ کی پھر وہ ہی جہالت بھری باتیں، میں نے رد کر (دیا) کیا(آپ کی) عقل گھاس چرنے گی ہے؟ آپ کی کتابیں ہمارے لیے حجت نہیں۔ اب آتا ہوں اصل مقصد کی طرف بھاگنے نہیں دو گا یہ بات ذہن میں رہے اتنا زلیل کروں گا کہ آپ یاد کریں گے۔

معاویہ صاحب! عطیہ یہاں اپنے مذہب کی تائید میں کون سا شیعہ عقیدہ بیان کر رہا ہے اور اہل سنت کا وہ کون سا عقیدہ ہے جس کے خلاف عطیہ بات کر رہا ہے؟

1. شیعہ عقائد کی کتب سے وہ عقیدہ بیان کریں جو عقیدہ عطیہ نے بیان کیا۔
2. اہل سنت کی کتب سے وہ عقیدہ بیان کریں جس کے خلاف عطیہ نے بات کی۔

جناب یہ قیاس آرائیاں کرو گے تو جہالت ہی کہا جائے گا اور کیا محقق ہونے کا خطاب دیا جائے؟ معاویہ صاحب! حوالے صرف سنی شیعہ عقائد کی روشنی میں دینے ہوں گے۔ یہ حوالہ جات اس لیے طلب کر رہا ہوں کہ آپ کی لاجک کا پردہ فاش ہو جائے۔ معاویہ صاحب! آپ نے یہاں پر ایک غیر علمی دعویٰ کر کے پوری عمارت اس پر اٹھائی جو اب چکنا چور ہونے والی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ عطیہ ثقہ راوی ہے اور اس نے قرآن مجید کی آیت کی تفسیر میں حدیث رسول اللہ بیان کی ہے آپ نے صرف شیعہ ہونے کی بنا پر اس کو بدعتی کہا ہے۔

معاویہ صاحب جب آپ کے علماء نے شیعہ کی درجہ بندی کی ہے

معاویہ صاحب! پھر آپ نے کہا بدعتی ہے عطیہ اب آپ عطیہ پر بدعت کبریٰ ثابت کریں پھر آپ کی جرح قابل قبول ہو گی نہیں تو یہ قیاس آرائیاں نہیں چلیں گی سب دیکھ رہے ہیں۔

معاویہ صاحب! جب آپ کے علماء نے شیعہ کی درجہ بندی کی ہے۔

1. وہ شیعہ جو بدعت صغریٰ کے مرتکب ہیں جیسے مذکورہ عبارت میں ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت قابل قبول ہے کسی کو اعتراض نہیں ہے۔
2. دوسری قسم کے شیعہ جو بدعت کبریٰ کے مرتکب ہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر اور عمر کو گالی دینا یا اس فعل کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ایسے شخص کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

معاویہ صاحب! اب میرا یہ دعویٰ ہے (کہ) عطیہ پہلی قسم کا شیعہ ہے۔ جس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ معاویہ صاحب! آپ عطیہ کو دوسرے طبقے کے لوگوں میں ثابت کرو۔

معزز ناظرین! اب پھر معاویہ صاحب کی جہالت کا پردہ فاش ہونے والا ہے۔ معاویہ صاحب اس نقطہ کے علاوہ بات نہیں ہو گی۔

معاویہ صاحب علوم الحدیث ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے اس کو بھی پڑھ لیں اردو میں (ٹیکسٹ) لکھنے کی ضرورت نہیں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

اور یہی قول (امام) شافعی سے (بغیر کسی سند کے؟) مروی ہے۔ابن الصلاح نے کہا:
یہ قول سب سے زیادہ انصاف والا اور راجح ہے۔(بدعتی کی روایت کو) مطلقاً ممنوع قرار دینا بعید ہے اور ائمہ حدیث کے مشہور عمل کے خلاف ہے کیونکہ ان کی کتابیں ایسے مبتدعین سے بھری ہوئی ہیں جو بدعت کے داعی نہیں تھے۔صحیحین میں ایسے مبتدعین کی شواہد و اصول میں بہت سی روایتیں ہیں۔واللہ اعلم (۱)

میں (ابن کثیر) نے کہا: (امام) شافعی نے کہا: میں روافض میں سے خطابیہ کے سوا سب (موثق) بدعتیوں کی گواہی قبول کرتا ہوں کیونکہ یہ خطابیہ اپنے حامیوں کے لئے جھوٹی گواہی دینا جائز سمجھتے ہیں۔(دیکھئے کتاب الام ۶/۲۰۶ ومناقب الشافعی ۱/۴۶۸، السنن الکبریٰ ۱۰/۲۰۸، اور الکفایہ ۱۹۴، ۱۹۵)
اس قول میں (امام) شافعی نے داعی اور غیر داعی میں کوئی فرق نہیں کیا۔پھر معنوی لحاظ سے ان دونوں میں کیا فرق ہو سکتا ہے؟

یہ بخاری ہیں جنھوں نے (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کے قاتل عبدالرحمن بن ملجم کی تعریف کرنے والے (!) عمران بن حطان الخارجی سے (صحیح بخاری میں) روایت لی ہے اور (حالانکہ) یہ شخص بدعت کے بڑے داعیوں میں سے تھا۔واللہ اعلم (۲)

مسئلہ: جس شخص نے لوگوں پر جھوٹ بول کر پھر توبہ کر لی ہو (اور اس توبہ پر ثابت قدم ہو) تو ابوبکر الصیرفی کے برخلاف اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔

---

(۱) جو راوی جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہو، چاہے بدعتی ہو یا سُنی، بدعت کا داعی ہو یا داعی نہ ہو، اس کی روایت حسن یا صحیح ہوتی ہے اور یہی قول راجح ہے۔دیکھئے عصرِ حاضر کے ذہبی شیخ عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی الیمانی کی مشہور کتاب ''التنکیل'' (۱/۴۲-۵۲)

(۲) عمران بن حطان خارجی کو جمہور محدثین نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے لہٰذا وہ حسن الحدیث راوی تھے۔ابوالفرج الاصبہانی (الاغانی ۱۶/۱۵۳) المبرد (الکامل ۳/۱۶۹) اور ذہبی (سیر اعلام النبلاء ۴/۲۱۵) وغیرہم نے بیان کیا ہے کہ عمران مذکور نے عبدالرحمن بن ملجم خارجی (لعنہ اللہ) کی تعریف میں قصیدہ لکھا تھا۔(!) لیکن یہ قصیدہ یا اس کے اشعار باسند صحیح عمران بن حطان سے ثابت نہیں لہٰذا وہ اس قصیدے کے الزام سے بری ہیں۔واللہ اعلم

عطیہ کی بدعت فقط اتنی ہے کہ وہ عثمان پر علی کی فضیلت کا قائل ہے یا پھر علی کے مخالفین کی تنقیص کرتا تھا ذہبی نے اسلاف کی کسی راوی پر شیعت کی جرح کو اتناہی قرار دیاہے۔

معاویہ اسکے علاوہ اسکی شیعت کا کوئی ثبوت دے سکتے ہو تو کوئی ایسا ثبوت کہ وہ شیخین کی امامت کا منکر تھا یا پھر علی کی خلافت بلافصل کا قائل تھا یا پھر امامت کو صرف علی واولاد علی کیلئے قرار دیتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

معاویہ صاحب! آپ صرف عطیہ کی روایت کو اس لیے رد کر رہے ہیں کو وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں تھا تو پھر ابو حنیفہ بھی تو آپ کے اصحاب میں تھا یا میں دکھاؤں کہ ابو حنیفہ نے کہا اگر جعفر صادق نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا اور ابو حنیفہ کا استاد بھی ہے عطیہ۔

اب آپ کے پاس جواب نہیں ہے اس لیے ادھر ادھر بھاگ رہے ٹائم ضائع کر رہے ہو معاویہ صاحب! سب دیکھ رہے کیسی حالت ہو گی آپ کی۔ معاویہ صاحب! یہ لیں جب اصول دین کی مخالفت ہو اس وقت بدعتی کی روایت قابل قبول نہیں۔(عکس ملاحظہ کریں)

نظر؛ لأن من عرف بالكذب ولو مرة لا تقبل روايته، فأولى أن ترد رواية من يستحل الكذب(596).

القول الخامس: يرى جماعة من أهل النقل والمتكلمين أن أخبار أهل الأهواء كلها مقبولة سوء كانوا فسّاقاً أو كفّاراً بالتأويل.

قال ابن حجر في شرح النخبة: والتحقيق أنه لا يرد كل مكفر ببدعته لأن كل طائفة تدعي أن مخالفيها مبتدعة، وقد تبالغ فتكفر [illegible] ستلزم تكفير جميع الطوائف، فالمعتمد أن الذي ترد روايته من أنكر أمراً متواتراً من الشرع معلوماً من الدين بالضرورة، وكذا من اعتقد عكسه، فأما من لم يكن بهذه الصفة وانضم إلى ذلك ضبطه لما يرويه مع ورعه وتقواه فلا مانع من قبوله(597). وينظر في إمكان اجتماع الورع والتقوى مع البدعة المكفرة.

وأما ابن الصلاح فلم يدخل من كفر ببدعته في الخلاف أصلاً، بل حصر الخلاف فيمن لا يكفر ببدعته وتبعه على ذلك الحافظ العراقي:

والخلف في مبتدع ما كفرا قيل يرد مطلقاً واستنكرا

واختار الصنعاني في شرحه على نظم النخبة له أن يجعل المعيار في قبول الرواية الصدق ويطرح رسم العدالة وغيره لأن قبولهم رواية الدعاة إلى البدع كعمران بن حطان يقوّي القول بقبول المبتدع مطلقاً إذا كان صدوقاً(598).

ورجّح الشيخ أحمد شاكر ما حقّقه الحافظ ابن حجر وقال: لانه الحق الجدير بالاعتبار ويؤيده النظر الصحيح(599)

کوئی الزام تو لگاؤ عطیہ پر (بدعتی) ہونے (کا)۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

واہ کیا اخلاق ہے سبحان اللہ!

بدعتی راوی کی روایت جب اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو وہ قبول نہیں اس پر میں اہل السنت کتب سے دو حوالے پیش کر چکا ہوں "نخبۃ الفکر" اور "تدریب الراوی" سے۔ شیعہ کتب سے بھی دو حوالے پیش کر چکا ہوں "الرعایۃ" اور "رسائل فی درایۃ الحدیث" سے۔

لیکن بخش حسین ہیں کہ شاذ اقوالات ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

یہ تیسرا حوالہ کتب اہل السنت سے کہ ثقہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

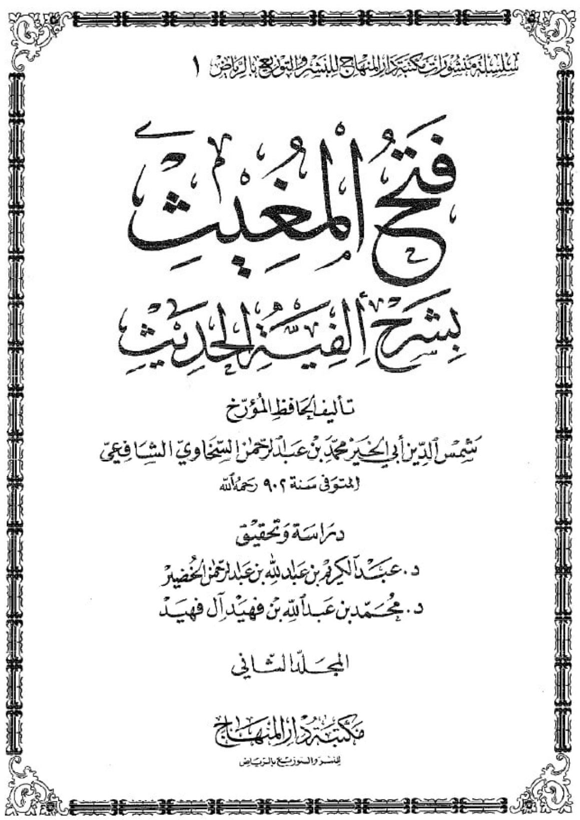

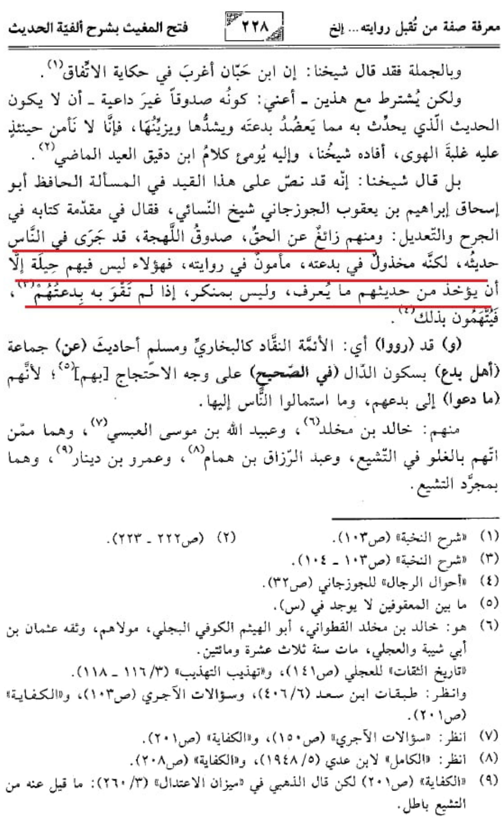

معرفة صفة من تُقبل روايته... إلخ — ٢٢٨ — فتح المغيث بشرح ألفية الحديث

وبالجملة فقد قال شيخنا: إن ابن حَبّان أغربَ في حكاية الاتّفاق[١].

ولكن يُشترط مع هذين ـ أعني: كونُه صدوقاً غيرَ داعية ـ أن لا يكون الحديث الّذي يحدِّث به مما يَعضُدُ بدعتَه ويشدُّها ويزيِّنُها، فإنَّا لا نَأمن حينئذٍ عليه غلبةَ الهوى، أفاده شيخُنا، وإليه يُومِئ كلامُ ابن دقيق العيد الماضي[٢].

بل قال شيخنا: إنّه قد نصّ على هذا القيد في المسألة الحافظ أبو إسحاق إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني شيخ النّسائي، فقال في مقدّمة كتابه في الجرح والتّعديل: ومنهم زائغٌ عن الحقِّ، صدوقُ اللَّهجة، قد جَرَى في النَّاس حديثُه، لكنَّه مخذولٌ في بدعته، مأمونٌ في روايته، فهؤلاء ليس فيهم حِيلَة إلّا أن يؤخذ من حديثهم ما يُعرف، وليس بمنكر، إذا لم تَقْوَ به بِدعتُهُم[٣]، فيَتَّهِمُون بذلك[٤].

(و) قد (رووا) أي: الأئمّة النقّاد كالبخاريِّ ومسلم أحاديثَ (عن) جماعة (أهل بدع) بسكون الدّال (في الصّحيح) على وجه الاحتجاج [بهم][٥]؛ لأنّهم (ما دعوا) إلى بدعهم، وما استمالوا النّاس إليها.

منهم: خالد بن مخلد[٦]، وعبيد الله بن موسى العبسي[٧]، وهما ممّن اتّهم بالغلو في التّشيع، وعبد الرّزاق بن همام[٨]، وعمرو بن دينار[٩]، وهما بمجرّد التشيع.

(١) «شرح النخبة» (ص١٠٣). (٢) (ص٢٢٢ ـ ٢٢٣).
(٣) «شرح النخبة» (ص١٠٣ ـ ١٠٤).
(٤) «أحوال الرجال» للجوزجاني (ص٣٢).
(٥) ما بين المعقوفين لا يوجد في (س).
(٦) هو: خالد بن مخلد القطواني، أبو الهيثم الكوفي البجلي، مولاهم، وثقه عثمان بن أبي شيبة والعجلي، مات سنة ثلاث عشرة ومائتين.
«تاريخ الثقات» للعجلي (ص١٤١)، و«تهذيب التهذيب» (٣/ ١١٦ ـ ١١٨).
وانظر: طبقات ابن سعد (٦/ ٤٠٦)، وسؤالات الآجري (ص١٠٣)، و«الكفاية» (ص٢٠١).
(٧) انظر: «سؤالات الآجري» (ص١٥٠)، و«الكفاية» (ص٢٠١).
(٨) انظر: «الكامل» لابن عدي (٥/ ١٩٤٨)، و«الكفاية» (ص٢٠٨).
(٩) «الكفاية» (ص٢٠١) لكن قال الذهبي في «ميزان الاعتدال» (٣/ ٢٦٠): ما قيل عنه من التشيع باطل.

"نخبۃ الفکر" میں اکثر محدثین کا قول نقل کیا گیا تھا کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔ اس کے بعد "تدریب الراوی" اور اب "فتح المغیث" (سے حوالہ پیش کیا ہے)۔

یعنی یہ ایک متفقہ اصول ہے سوائے چند لوگوں کے، لیکن بخش حسین کہنا چاہ رہا ہے کہ اکثر و جمہور کا قول چھوڑ کر ان دو تین کا قول مانو۔

یہ تیسرا حوالہ شیعہ کتب سے کہ واقفیہ کی روایات جب ان کے مذہب کی تائید میں ہو تو قبول نہیں۔ (عکس ملاحظہ کریں)

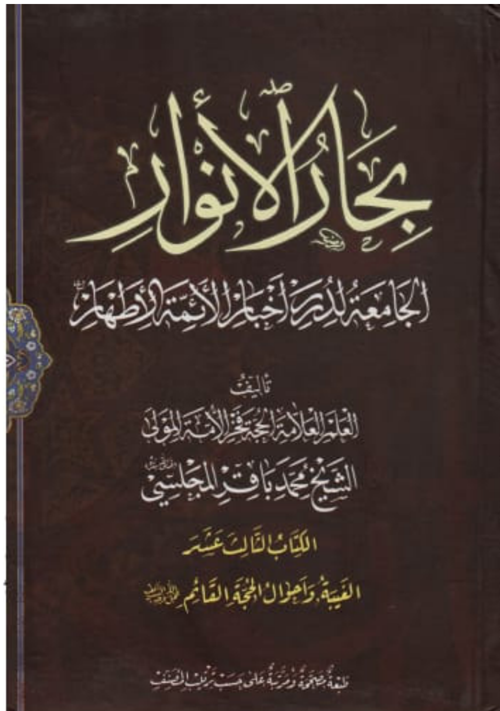

٤٠/٥١ بيان: القنا في الأنف طوله و دقة أ
عن كونهما عريضتين كما مر في
سبق ظاهرا و في بعضها أربل بالر
أظهر و فلج الثنايا انفراجها و عدم

٢١ـ ني: [الغيبة للنعماني] أحمد بن هوذة ن النهاوند
لأبي جعفر عليه السلام جعلت فداك إني قد دخلت المدينة و في ح
ببابك دينارا دينارا أو تجيبني فيما أسألك عنه فقال يا ح
من رسول الله أنت صاحب هذا الأمر و القائم به قال لا
العينين المشرف الحاجبين عريض ما بين المنكبين برأس

بيان: المشرف الحاجبين أي في
النخالة و قوله عليه السلام رحم الله موسى
أنه قال فلانا كما سيأتي فعبر عنه

٤١/٥١ ٢٢ـ ني: [الغيبة للنعماني] عبد الواحد بن عبد الله ع
الحسين بن أيوب عن عبد الكريم بن عمرو الخثعمي ع
أعين قال سألت أبا جعفر عليه السلام فقلت أنت القائم قال قد ولدن
ثم أعدت عليه فقال قد عرفت حيث تذهب صاحبك المدبر

بيان: ابن الأرواع لعله جمع الأر
بحسنه و جهارة منظره أو بشجاعته

٢٣ـ ني: [الغيبة للنعماني] بهذا الإسناد عن الحسين بن أيوب عن عبد الله الخثعمي[٧] عن محمد بن عبد الله[٨] عن وهيب بن حفص عن أبي بصير قال قال أبو جعفر عليه السلام أو أبو عبد الله عليه السلام الشك من ابن عصام يا با محمد بالقائم علامتان شامة في رأسه و داء الحزاز برأسه و شامة بين كتفيه من جانبه الأيسر تحت كتفيه ورقة مثل ورقة الآس[٩] ابن ستة و ابن خيرة الإماء.

بيان: لعل المعنى ابن ستة أعوام عند الإمامة أو ابن ستة بحسب الأسماء فإن أسماء آبائه عليهم السلام محمد و علي و حسين و جعفر و موسى و حسن و لم يحصل ذلك في أحد من الأئمة عليهم السلام قبله مع أن بعض رواة تلك الأخبار من الواقفية و لا تقبل رواياتهم فيما يوافق مذهبهم.

٤٢/٥١ ٢٤ـ ني: [الغيبة للنعماني] ابن عقدة عن محمد بن الفضل بن قيس و سعدان بن إسحاق بن سعيد و أحمد بن الحسن[١٠] بن عبد الملك و محمد بن الحسن القطواني جميعا عن ابن محبوب عن هشام بن سالم عن زيد الكناسي قال سمعت أبا جعفر محمد بن علي الباقر عليه السلام يقول إن صاحب هذا الأمر فيه شبه من يوسف من[١١] أمة سوداء يصلح الله له أمره في ليلة[١٢] يريد بالشبه من يوسف عليه السلام الغيبة[١٣].

٢٥ـ ني: [الغيبة للنعماني] عبد الواحد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن رباح عن أحمد بن علي الحميري عن الحكم بن عبد الرحيم القصير قال قلت لأبي جعف قول أمير المؤمنين عليه السلام بأبي ابن خيرة الإماء أهي فاطمة قال فاطمة خير الحرائر قال المبدح بطنه المشرب حمرة رحم الله فلانا[١٤].

---

(١) في المصدر: «لا تنفق».
(٢) الغيبة للنعماني ص٢١٥.
(٣) في المصدر: «عن محمّد بن زائدة» بدل «عن محمّد بن زرارة».
(٤) في المصدر: «المطالب».
(٥) في المصدر: «المبدح».
(٦) الغيبة للنعماني ص٢١٥.
(٧) في المصدر: «عن عبدالكريم بن عمرو الخثعمي».
(٨) في المصدر: «عن محمد بن عصام» بدل «عن محمّد بن عبدالله».
(٩) الغيبة للنعماني ص٢١٦.
(١٠) في المصدر: «الحسين» بدل «الحسن».
(١١) في المصدر: «ابن» بدل «من».
(١٢) في المصدر إضافة: «واحدة».
(١٣) الغيبة للنعماني ص٢٢٨.
(١٤) الغيبة للنعماني ص٢٢٨.

قارئین! آپ دیکھ چکے ہیں کہ یہ بخش حسین کیسے ایک متفقہ اصول کو چھوڑ کر شاذ اقوالات پیش کر کے وقت برباد کر رہا ہے۔

متواتر کے خلاف تو ویسے بھی رد ہے بدعتی کی روایت لیکن اس کے مذہب کی تائید میں بھی قبول نہیں جیسا کہ میں اکثر اور جمہور کا قدد کھا چکا ہوں۔

اس مسئلے پر جتنا چلنا ہے چلو، میں لائن لگادوں گا سنی اور شیعہ کتب سے کہ اصول یہی ہے کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں۔

عطیہ کی بدعت اتنی ہے کہ وہ کوئی شیعوں میں سے ہے شیعوں نے اسے اپنے ائمہ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اگر امام ابو حنیفہؒ امام جعفر صادقؒ کے اصحاب میں سے ہوتے ہیں (تو) شیعہ ان کو ضرور اصحاب صادقؒ میں ذکر کرتے۔

لیکن شیعہ محدثین نے بھی امام ابو حنیفہؒ کو اصحاب صادقؒ میں ذکر نہیں کیا اس لیے کہ وہ کٹر سنی تھے، عطیہ کو شیعہ محدثین نے اصحاب صادق میں اس لیے شمار کیا کہ وہ پکا شیعہ تھا۔ تو اس سے میری بات کی تائید ہوتی ہے نہ کہ آپ کی اور میں صرف عطیہ نہیں بلکہ فضیل کو بھی شیعہ ثابت کیا ہے سنی اور شیعہ کتب سے۔

دو شیعہ وہ بھی ایک روایت میں اور کہہ رہے ہو کہ اصولوں کو چھوڑ کر صحیح روایات کو چھوڑ کر اہل السنت کے معتبر علماء کو چھوڑ کر ان کی بات مانو؟ کیا انصاف ہے۔

بخش صاحب! آج آخری دن ہے۔ بات کس وقت تک چلانی ہے؟ ختم شد۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب! میرے سوال کا جواب دیں اگر عطیہ بدعتی ہے کس قسم میں شمار کرتے ہیں؟

ایسے ہی سکین لگا کر کچھ حاصل نہیں ہو گا بدعت صغریٰ والے راوی کی روایت قبول کی جاتی ہے بدعت کبریٰ والے کی نہیں۔ آپ عطیہ کو بدعت کبریٰ پر ثابت کریں۔ یہ دوسری وارننگ ہے، جواب نہیں دیا تو باہر کر دیا جائے گا۔

سنی مناظر:

وقت بتادو اور اپنی ٹرن شروع کرو۔

شیعہ مناظر:

آپ اس کے بعد جواب دیں لیں اس کے بعد میری آخری ٹرن ہو گی۔

سنی مناظر:

ٹھیک ہے لیکن کوئی نیا حوالہ پیش نہیں کرنا اور اصول کی خلاف ورزی نہیں کرنی۔

شیعہ مناظر:

معاویہ صاحب عطیہ کو رافضی ثابت کرنا ہوگا پھر آپ کا یہ اعتراض قابل قبول ہوگا نہیں تو باطل ہے۔

پہلے بھی نہیں کی تو اب بھی نہیں ہوگی معاویہ صاحب!

معاویہ صاحب! جب آپ کے علماء نے شیعہ کی درجہ بندی کی ہے۔

1. وہ شیعہ جو بدعت صغریٰ کے مرتکب ہیں جیسے مذکورہ عبارت میں ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت قابل قبول ہے کسی کو اعتراض نہیں ہے۔
2. دوسری قسم کے شیعہ جو بدعت کبریٰ کے مرتکب ہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر اور عمر کو گالی دینا یا اس فعل کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ایسے شخص کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

معاویہ صاحب! اب میرا یہ دعویٰ ہے (کہ) عطیہ پہلی قسم کا شیعہ ہے۔ جس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ معاویہ صاحب! آپ عطیہ کو دوسرے طبقے کے لوگوں میں ثابت کرو۔

معزز ناظرین! اب پھر معاویہ صاحب کی جہالت کا پردہ فاش ہونے والا ہے۔ معاویہ صاحب اس نقطہ کے علاوہ بات نہیں ہوگی۔ معاویہ صاحب آپ کی پھر وہی جہالت بھری باتیں میں نے رد کر کیا عقل گھاس چرنے گی ہے آپ کی کتابیں ہمارے لیے حجت نہیں۔ اب آتا ہوں اصل مقصد کی طرف بھاگنے نہیں دوگا یہ بات ذہن میں رہے اتنا ذلیل کروں گا کہ آپ یاد کریں گے۔

معاویہ صاحب! عطیہ یہاں اپنے مذہب کی تائید میں کون سا شیعہ عقیدہ بیان کر رہا ہے اور اہل سنت کا وہ کون سا عقیدہ ہے جس کے خلاف عطیہ نے بات کر رہا ہے؟

1. شیعہ عقائد کی کتب سے وہ عقیدہ بیان کریں جو عقیدہ عطیہ نے بیان کیا۔
2. اہل سنت کی کتب سے وہ عقیدہ بیان کریں جس کے خلاف عطیہ نے بات کی۔

معاویہ صاحب حوالے صرف سنی شیعہ عقائد کی روشنی میں دینے ہونگے۔ یہ حوالہ جات اس لیے طلب کر رہا ہوں کہ آپ کی لاجک کا پردہ فاش ہو جائے۔

معاویہ صاحب! آپ نے یہاں پر ایک غیر علمی دعویٰ کر کے پوری عمارت اس پر اٹھائی جو اب چکنا چور ہونے والی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عطیہ ثقہ راوی ہے اور اس نے قرآن مجید کی آیت کی تفسیر میں حدیث رسول اللہ بیان کی ہے۔ آپ نے صرف شیعہ ہونے کی بنا پر اس کو بدعتی کہا ہے۔ معاویہ صاحب کہہ رہے عطیہ شیعہ ہے بدعتی ہے کوفی ہے۔

لیکن یہ نہیں بتارہے کہ بدعت کیاہے؟ معزز ناظرین! دیکھ لیں اپنی طرف سے الزام عائد کرنا اور اس کو ثابت نہ کرنا اس کو کم علمی کہتے ہیں پھر وہ ہی سوال اوپر رکھ دیئے ہیں۔

معاویہ صاحب! عطیہ کا بدعتی ہونا اس درجے کا ہے کہ اس کی روایت قبول نہ کی جائے؟ اس کا جواب دینا معزز ناظرین کو آپ کے جواب کا انتظار ہے۔

میں کوئی حوالہ پیش نہیں کروں گا کہ گفتگو کا رخ تبدیل ہو جائے لہذا گفتگو مکمل ہو رہی نتیجہ نکلے (گا)۔ ختم شد۔

سنی مناظر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین! یہ میری آخری ٹرن ہے۔ اس کے بعد بخش حسین کی آخری ٹرن (ہے)۔

آپ سب نے دیکھا کہ شیعہ مناظر نے اپنے دعویٰ میں جو دلائل پیش کیے ان سب کا میں نے تفصیلی رد کیا۔ ان کی مرکزی دلیل مسند ابو یعلی والی روایت کے رد میں میں نے چھ جوابات دیے۔

پہلا جواب:

کہا اس میں دو راوی شیعہ ہیں، عطیہ اور فضیل۔ ان کا شیعہ ہونا کتب اہل السنت کے ساتھ شیعہ کتاب "معجم رجال الحدیث" سے بھی ثابت کیا اور ساتھ میں متفقہ اصول بھی دکھایا سنی و شیعہ کتب سے کہ بدعتی اگرچہ ثقہ ہو لیکن جب وہ اپنے مذہب کی تائید میں روایت کرے تو وہ قابل قبول نہیں۔

جس کے جواب میں بخش حسین صرف اس پر بحث کرتا رہا کہا (کہ) عطیہ کس طرح کا شیعہ ہے؟ اور شیعہ کی روایت قبول ہے۔ حالانکہ میں اس کا جواب دے چکا تھا کہ جس کو تمہارے لوگ اپنے اماموں کے شیعہ میں شمار کریں وہ عام شیعہ نہیں بلکہ پکا شیعہ ہو گا، (بعض) اہل السنت کو اس کی خبر نہیں ہوئی کیونکہ تقیہ اور مذہب چھپانا شیعہ مذہب میں عبادت ہے۔

اس پر میرے کسی بھی حوالے کا جواب بخش حسین نہ دے سکا سوائے شاذ اقوالات کے جن کا رد میں جمہور کے اقوالات سے کر چکا ہوں۔

دوسرا جواب:

دوسرا جواب میں نے یہ دیا کہ یہ آیت مکی ہے اور فدک مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس پر میں نے شیعہ مفسر طباطبائی کا حوالا پیش کیا اور سنی کتب سے تحفہ اثنا عشری، تفسیر ابن کثیر کے حوالے پیش کیے۔ جواباً بخش حسین نے علامہ آلوسی وغیرہ کی تفسیر سے یہ پیش کیا کہ یہ آیت مدنی ہے۔

لیکن بخش حسین کی خیانت ان حوالاجات سے پکڑی گئی کہ جمہور مفسرین اس پوری سورت کو مکی کہہ رہے ہیں اور یہ شاذ اقوالات پیش کر کے اس آیت کو مدنی ثابت کر رہا تھا۔ جس پر بخش حسین نے کہا کہ مفسرین نے کہ کہا ہے کہ اس کی اکثر آیات مکی ہیں۔ جس پر میں نے اس سے ان تفاسیر عبارت کا ترجمہ کرنے کا کہا تو آخر تک جواب نہیں دیا اور ان کی دھوکا بازی اور خیانت پکڑی گئی۔

تیسرا جواب:

میں نے سیر اعلام النبلاء صحیح روایت پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ ؓ کو فدک دینے سے منع کیا تھا اور اہل السنت (کے) چھ (6) معتبر علماء کے حوالاجات بھی پیش کیے گئے کہا فدک ہبہ کیے جانا جھوٹ ہے؟ لیکن ان سب کا جواب آخر تک نہیں دیا گیا۔

چوتھا جواب:

"لسان المیزان" سے میں نے ثابت کیا کہ ابوالعینا اور جاحظ نے فدک والی حدیث گھڑی تھی۔ ساتھ میں "تحفہ اثنا عشری" سے بھی فدک والی حدیث کو جھوٹی ثابت کیا۔ لیکن آخر تک کوئی جواب نہیں آیا۔

پانچواں جواب:

میں نے شیعہ کتاب "مراۃ العقول" سے (میں نے ثابت کر) دیا کہ فدک یتیم، مسکین اور مسافروں کا حق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سیدہ فاطمہ ؓ کو کیسے دے سکتے ہیں؟ کوئی جواب نہیں آیا۔

چھٹا جواب:

اسی "مراۃ العقول" سے (میں نے ثابت کر) دیا کہ فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے قائم مقام کے پاس جائے گا لیکن ان کا کوئی جواب نہیں آیا۔

باقی آپ نے بخش حسین کی روش دیکھی کہ کسطرح میرے حوالاجات کو نظر انداز کر کے اپنی طرف سے۔

1. عطیہ کی توثیق بھیجنا شروع کر دی۔
   - ❖ حالانکہ اس پر بحث ہی نہیں تھی۔
2. عطیہ کے شیعہ ہونے پر سارا وقت ضائع کر دیا۔
   - ❖ حالانکہ میں خود انہی کی کتاب "معجم رجال الحدیث" سے اس کا امام باقرؒ کے اصحاب میں شمار ہونا دکھایا تھا

اور فضیل کا بھی شیعہ ہونا (اور امام جعفر صادقؒ کے اصحاب میں شمار) دکھایا تھا، یعنی دو شیعہ ایک روایت میں۔

3. اس میں بخش حسین نے زور دیا کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول ہے۔

- ❖ حالانکہ میں جمہور کا متفقہ اصول دکھا چکا تھا سنی اور شیعہ کتب سے (کہ بدعتی کی روایت اس کی تائید میں قبول نہیں)۔

4. جناب نے ہبہ کی روایت کے تواتر کا دعویٰ کیا۔

- ❖ جب میں نے تواتر کی شرائط بھیجیں تو اس کے بعد آخر تک (جواب) نہ دے سکا اور دعویٰ تواتر بھول گئے۔

خلاصہ:

یہ کہ بخش حسین صاحب اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مکمل طور پر ناکام رہے اہل علم مکمل گفتگو دیکھ کر اندازہ لگالیا ہو گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

ختم شد۔

شیعہ مناظر:

جناب معاویہ! یہ فیصلہ اہل علم پر چھوڑتے ہیں کہ کون ناکام رہا اب آتا ہوں اصل مقصد کی طرف۔

معزز ناظرین! جیسا کہ معاویہ صاحب تین دن تک ایک بات کی رٹ لگا کر لکھتے رہے کہ شیعہ راوی کی روایت قبول نہیں، جب معاویہ صاحب سے سوال کیا گیا کہ کس لیے؟ معاویہ صاحب نے کہا کہ عطیہ بدعتی ہے۔ جیسا کہ کسی سے نام سنا ہو بدعت کا۔ جب معاویہ صاحب سے کہا گیا کیسے عطیہ بدعتی ہے؟ ثابت کریں۔ (جواب دیا) اپنے مذہب کی تائید میں روایت نقل کی ہے اس لیے بدعتی ہے۔ ہم نے کہا معاویہ صاحب کون سی اقسام کی بدعت میں لاتے ہیں عطیہ کو؟ بدعت صغریٰ یا بدعت کبریٰ؟

معاویہ صاحب کا جواب نہیں آیا۔ بس یہ ہی کہا کہ عطیہ بدعتی ہے اور جتنے بھی معاویہ صاحب نے سکین پیش کیے بدعت پر ان میں سے یہ ثابت نہیں کر سکے کہ عطیہ کے بارے میں ہیں۔

لہٰذا معاویہ صاحب عطیہ کو بدعتی ثابت نہیں کر سکے۔ معاویہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ کی بات کر رہے ہیں جب کہ معاویہ صاحب کو میں بار بار کہتا رہا کہ آپ کی کتاب ہمارے لیے حجت نہیں ہے تو معاویہ صاحب اپنی کتاب سے رد کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔

اور معاویہ صاحب عطیہ کو جب شیعہ کہہ کر مجروح قرار دیا تو پھر ہم نے معاویہ صاحب کو اس کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ سے دکھایا کہ معاویہ صاحب پہلے تابعین اور اصحاب کو شیعہ کہا جاتا تھا تو معاویہ صاحب نے جواب نہیں دیا۔ یہ ہی کہا عطیہ شیعہ اور بدعتی ہے۔

شاہ صاحب نے تو اہل سنت کو ہی شیعہ لکھ دیا اگر عطیہ بدعتی تھا تو پھر تابعین اور اصحاب بھی معاویہ صاحب کے بعقول بدعتی ہوئے۔

معاویہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے سیر اعلام النبلاء سے صحیح روایت پیش کی۔

معاویہ صاحب ہم نے اہل سنت کی کتب سے حوالہ دیا مسند ابو یعلی الموصلی سے تو معاویہ صاحب عطیہ کو بدعتی کہہ دیا۔ اور اپنی کتابوں سے رد کر رہے تھے نہ کے مخالف کی کتابوں سے۔ جیسا کہ پہلے سکین بنا کر رکھے ہو کہ ان کو لگانا ہے اپنا گھوڑا اپنا میدان

معاویہ صاحب نے کہا تقیہ کرتے ہیں مذہب چھپانا تقیہ تو اہل سنت کے ہاں بھی موجود ہے معاویہ صاحب شاید اس بات کو بھول گئے۔

جب ہم نے روایت کو دوبارہ تواتر سے پیش کیا تو معاویہ صاحب پھر یہ کہہ کر جان چھڑا کر بھاگ نکلے کہ فلاں روایت کی توثیق نہیں ہے۔

یہ کاپی پیسٹ ہے جب ہم نے سات روایت لگائی تواتر کے ساتھ اور ساتھ کتاب المحلی سے ابن حزم کا قول لگایا کہ جو روایت چار صحابہ سے نقل ہو جائے اس پر جرح نہیں ہوتی۔

معاویہ صاحب المحلی کے قول کو یہ کہہ کر ٹھکرادیا کہ کسی اور کا قول دو جیسے المحلی ابن حزم کا قول معاویہ صاحب کے لیے کوئی معنی نہ رکھتا ہو۔

المحلی کا یہ قول دو جگہ پر پیش کیا جلد نمبر ایک ۱ سے اور جلد نمبر سات ۷ سے۔ جس کا جواب معاویہ صاحب نے نہیں دیا اور چھلانگ لگا کر کہا عطیہ شیعہ ہے اور بدعتی (ہے)۔

پہلی بات تو یہ کہ معاویہ صاحب شروع سے آخر تک یہ دعویٰ کرتے رہے کہ بدعتی راوی کی روایت اس کے مذہب کی تائید میں قبول نہیں، مگر آخر تک وہ یہ ثابت نہیں کر سکے کہ عطیہ نے قرآن مجید کی آیت کی تفسیر میں اس حدیث رسول سے اپنے کونسے مذہب کی تائید کی ہے؟

کیا قرآن مجید کی تفسیر میں ثقہ راوی کی بیان کردہ حدیث رسول، اہل سنت مذہب کے خلاف شمار ہوتا ہے؟ اس پر معاویہ صاحب سے حوالہ طلب کیا گیا مگر انہوں نے ایک حوالہ تک نہ دیا۔

دوسری بات معاویہ صاحب شروع سے یہ رٹ لگاتے رہے کہ عطیہ شیعہ اور امام باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا، لہذا وہ پکا شیعہ ہو گا اور سنی علمائے متقدمین کو اس کا پتہ نہیں چلا کیوں کہ اس نے تقیہ کیا ہو گا۔

یہاں معاویہ صاحب کو خود یقین نہیں ہے کہ وہ اہل سنت علما متقدمین کی لاعلمی کا دعویٰ درست کر رہے ہیں یا غلط؟ یہی حال معاویہ صاحب کے عطیہ پر تقیہ کرنے کا الزام لگانے کا ہے وہاں بھی معاویہ صاحب نے محض ایک شوشہ چھوڑا ہے کوئی دلیل نہیں دی کہ عطیہ نے تقیہ کیا۔

سب سے بڑی بات معاویہ صاحب خود اقرار کرتے رہے کہ عطیہ ثقہ ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ تو جناب ایسا راوی ثقہ کیسے ہو گیا جو تقیہ کر کے قرآن مجید کی آیت بھی پڑھ رہا ہے اور رسول اللہ پر معاذاللہ بہتان بھی باندھ رہا ہے۔ لہذا یا تو عطیہ کو ثقہ لکھنے والے اہل سنت علما جھوٹے ہیں یا پھر معاویہ صاحب خود جھوٹ بول رہے ہیں۔

پھر معاویہ صاحب یہاں مذکورہ آیت پر مفسرین کا اختلاف بھی دکھا رہے ہیں کہ بعض اسے مکی اور بعض اس کے مدنی ہونے کے قائل تھے........ تو جب اختلاف ثابت ہو گیا تو یہ دلیل نا رہی کیوں کہ اصول ہے جس رائے میں اختلاف سامنے آئے وہ قابل حجت نہیں........ جناب طباطبائی کی رائے مذکورہ سورہ سے متعلق ہے اور یہ تو سب ہی مانتے ہیں قرآن میں بعض سورتیں ایسی ہیں جن کی بعض آیات مکہ اور بعض آیات مدینہ میں نازل ہوئیں........ مگر مفسرین نے سورہ کو مجموعی حیثیت میں مکی یا مدنی شمار کیا........ معاویہ صاحب یقیناً اس علمی نقطے سے بھی لاعلم ہیں۔

پہلی بات تو سنی کتاب کا حوالہ ہم پر حجت نہیں بارہا دیا جا چکا، دوسری بات بالفرض اہل سنت عقیدے کے مطابق یہ مان لیا جائے کہ صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ جناب سیدہ نے رسول اللہ سے بھی فدک مانگا تھا اور رسول اللہ نے انکار کر دیا تھا پھر جناب سیدہ نے یہ مطالبہ جناب ابو بکر سے کیوں دہرایا؟

کیا معاذاللہ اہل سنت عقیدے کے مطابق جناب سیّدہؑ جو کہ فاتح مباہلہ اور آیت تطہیر کی مصداق ہیں وہ واقعاً ایسی شخصیت تھیں کہ فدک کے لیے اتنی گر جائیں۔ معاذاللہ........ یہ معاویہ صاحب سیر اعلام النبلا کی اس صحیح روایت سے اہل سنت کے کس عقیدے کی ترجمانی کر رہے ہو؟ معاویہ صاحب!

شیعہ اصول حدیث کے مطابق خلاف قرآن روایت قابل حجت نہیں........ سورہ حشر آیت چھ (6) میں ہے کہ ایسا مال فیئ جو بغیر گھوڑے یا اونٹ دوڑائے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اس پر رسول اللہ ﷺ کا حق ہے اور کسی کا اس میں حق نہیں، اب رسول اللہ کی مرضی تھی وہ اپنا ذاتی حق جسے چاہیں دیں اور جسے چاہے نا دیں........ اور رسول اللہ نے فدک جناب سیدہؑ کو ہبہ کیا۔

جہاں تک فدک کے بعد از رسول ان کے قائم مقام کے پاس جانے کے بعد کی بات ہے تو ایسا اس صورت ہو تا جب رسول اللہ اسے ہبہ نا کرتے، کیوں کہ جو چیز ہبہ کر دی جائے تو پھر وہ اس کی ملکیت ہو جاتا ہے جسے ہبہ کیا جاتا ہے........ لہٰذا روایت کو اس کے شان نزول کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔

عطیہ کی توثیق اس لیے بھیجی گئی کیوں کہ معاویہ صاحب کا پورا زور اس بات پر تھا کہ عطیہ شیعہ تھا، علمائے متقدمین کو اسے پہچاننے میں غلطی ہوئی........ لہٰذا توثیق سے ثابت کیا گیا کہ اگر معاویہ صاحب کے مطابق یہ غلطی تھی تو دیکھیں کتنے بڑے بڑے سنی علما اس غلطی سے لاعلم تھے اب ان کی اس لاعلمی سے تو پورا مذہب تسنن ہی نابود ہو گیا کیوں کہ اتنی غلطیاں کرنے والوں سے ہی تو معاویہ صاحب سمیت تمام اہل سنت نے اپنا مذہب لیا ہے۔

دوسری بات کے رد کے طور پر ہی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا حوالہ دیا تھا کہ اہل سنت بھی اس دوَر میں شیعہ کہلاتے تھے........ بعد کے ادوار میں انہوں نے اپنے لیے شیعہ کا لقب چھوڑ کر اہل سنت لقب اختیار کیا........ اصولاً تو عطیہ اور فضیل کے دوَر میں اہل سنت مذہب کا وجود معاویہ صاحب کو ثابت کرنا چاہیے تھا جو وہ یقیناً قیامت تک ثابت نہیں کر سکیں گے۔

تیسری بات یہاں بدعتی کی کس بدعت کی تائید تھی یہ معاویہ صاحب بارہا مطالبے کے باوجود دلیل سے ثابت نا کر سکے........ انہوں نے بدعت بدعت کی رٹ لگائے رکھی مگر شاید معاویہ صاحب کو خود بدعت کی تعریف بھی نہیں معلوم۔

چوتھی بات تواتر کی شرائط سے قبل ہی ہبہ کیا جانا ثابت کیا جا چکا تھا جس کا رد کرنے کے لیے معاویہ صاحب نے کیا جتن کیے، یہاں تک کے جناب سیدہؑ کی سیرت کی سیر اعلام النبلا سے وہ منظر کشی کی کہ جس کی جرات خود جناب ابو بکر اور جناب عمر نے بھی نہیں کی تھی........ معاویہ صاحب کو لگتا ہے کہ وہ جناب ابو بکر اور جناب عمر سے زیادہ جانتے ہیں کہ جناب سیدہؑ کو فدک دینے سے رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا تھا، مگر یہ بات جناب ابو بکر اور جناب عمر کو معلوم نا ہو سکی۔

گروپ میں اب تبصرہ کیا جائے گا ان شاءاللہ شام چھ بجے۔

ادب احترام کیساتھ تبصرہ کیا جائے بس۔

مبصر سید ذاکر علی شاہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم السلام

مختصر تبصرہ:

اس مناظرے میں نئی بات یہ سامنے آئی کہ شیعہ مناظر بخش حسین نے اھل سنت مناظر کے سامنے عطیہ عوفی راوی کی روایت رکھی جس میں فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا کرنے کا ذکر ہے۔

اہل سنت مناظر نے عطیہ عوفی راوی کے بارے میں ثبوت دیا کہ وہ ویسے ثقہ تھے مگر وہ شیعت کی طرف مائل بھی تھے اور اہل سنت اور شیعہ کتب سے ثبوت دیا کہ ایسے راوی کی ایسی روایت جو کسی بدعت میں مبتلا ہو اور روایت اس کے بدعتی مذہب کی تائید میں ہو تو قبول نہیں کی جائے گی۔

شیعہ مناظر باوجود اصول دیکھ لینے کے بضد رہا کہ عطیہ تمہارے یہاں ضعیف راوی نہیں ہے۔ اہل سنت مناظر بار بار کہتا رہا کہ متفق علیہ اصول کو مانو شیعہ مناظر انکار کرتا رہا۔

اہل سنت مناظر نے دلیل دی کہ جس آیت کے تحت وہ روایت بیان ہوئی ہے وہ تو اس وقت کی ہے جب فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں آیا ہی نہیں تھا یعنی مکی آیت ہے تو جو چیز خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں نہیں تھی وہ کیسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبضے میں دی جاسکتی ہے؟؟

اور پھر اہل سنت مناظر نے یہ بھی ثابت کیا کہ اس روایت کو اہل سنت علماء نے کذب قرار دیا ہے۔

شیعہ مناظر بار بار یہی کہتا رہا کہ عطیہ عوفی ضعیف نہیں ہے اور شاید وہ یہ دھوکہ دینا چاھتا تھا کہ عطیہ کو کیوں کہ اہل سنت نے ثقہ کہا ہے تو عوام کو دھوکہ دے سکے گا کہ ثقہ ہونے سے ان کا دعوی ثابت ہو گیا۔

دوسری حرکت شیعہ مناظر کی یہ تھی کہ اہل سنت کتب سے ادھوری بات پیش کرتا تھا جب مناظر اہل سنت مکمل بات دکھا کر دھوکہ ثابت کرنے کیلئے اہل سنت کتب سے حوالہ پیش کر کے شیعہ مناظر کے دھوکے کا ثبوت دیتا تو شیعہ مناظر واویلا کرتا تھا کہ اپنی ہی کتب بھیج کر ثابت کر رہے ہو۔

عطیہ اور ان کے ساتھ سند میں دوسرے شیعہ راوی کے ھوتے ھوئے اصولی طور پر روایت قابل استدلال ھی نہ رھی اور جب اھل سنت نے دلائل سے ثابت کر دیا کہ یہ روایت ھی خلاف واقعہ ھے کیوں کہ جس وقت آیت ذوالقربی... نازل ھوئی اس کے فوری متصل بعد فدک بی بی کو دینا ممکن ھی نہیں تھا کیونکہ مکی زندگی میں فدک خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں ھی نہیں تھا

اور اہل سنت محدثین بھی اسے کذب کہتے ہیں تو ایمانداری کا تقاضہ یہی تھا کہ شیعہ تسلیم کرتا اور کوئی دوسری دلیل دینے کی کوشش کرتا مگر شیعہ مناظر بدزبانی کرکے زبردستی اپنی بات منوانے کی کوشش کرتا رہا۔

لگے ہاتھوں ایک بات کہتا چلوں

بدعت کی طرف مائل راوی جسے محدثین نے ثقہ کہا ہوتا ہے اس کی ایسی روایت قابل قبول نہیں ہوتی جو اس کے بدعتی مذہب کی تائید میں ہوں۔

شیعہ مناظر بار بار ایسی روایات کو بھی صحیح قرار دلوانے کی کوشش کرتا رہا۔ ایسا راوی مطلقاً ضعیف (کمزور) نہیں ہوتا مگر اس سے ایسی روایات جو دوسرے ثقہ غیر بدعتی راویوں کے خلاف ہوں اس راوی کے بدعت کی تائید والے معاملے میں اس کا کمزور اور ضعیف ہونا ثابت کرتا ہے۔

اسی لئے ایسے ثقہ بدعتی مذہب رکھنے والوں کی تائید بدعت والی روایت رد کی جانا متفقہ اصول ہے شیعہ کو چاہئے کہ وہ کم از کم شیعہ اصول پڑھ کر مناظرے کے میدان میں اترا کرے۔

☆تبصرہ منجانب اہلسنت والجماعت مذہب حقہ☆

از قلم محمد عیش ابراہیم:

باغ فدک پر ہونے والا مناظرہ شیعہ مناظر کے دعویٰ لکھنے پر ہی اہلسنت کے حق ہونے کی مہر لگا چکا تھا کیونکہ شیعہ مناظر نے ہبہ کی موضوع روایت شیعوں کی گھڑنتو روایت سے ہبہ کا دعویٰ کر کے سیدہ فاطمہ ؓ کے دعویٰ وراثت کی خود ہی نفی کر دی کیونکہ اگر یہ دونوں دعوے مان لئے جائیں تو اجتماع النقیضین لازم آتا ہے۔

- ہبہ حیات کو چاہتا ہے جو قبضہ سے تام ہو جاتا ہے اور میراث موت کو چاہتی ہے۔

اگر سیدہ فاطمہ ؓ کو ہبہ ہو کر انکے قبضے میں آ گیا تھا تو دعویٰ میراث چہ معنی؟

اگر دعوی میراث کیا تھا جو اہلسنت کی معتبر کتب میں موجود ہے تو پھر ہبہ کی نفی از خود ہو جاتی ہے کیونکہ ہبہ کے ہوتے ہوئے کبھی میراث کا دعوی نہیں کرتا کوئی ذی عقل۔

یہ بدعقل بد مذھبوں کی ہی بدعقلی ہے جو اجتماع النقیضین کو برداشت کر لیتے ہیں۔

الحمدللہ اہلسنت مناظر نے دلائل قاہرہ سے ہبہ کا رد کر دیا اور معتبر روایات سے دکھا دیا اہلسنت کا نظریہ کہ سیدہ فاطمہ ؓ کو ہبہ نہیں ہوا فدک۔

شیعہ مناظر نے جو شیعہ راویوں سے بھرپور سند والی روایت لگا کر ہبہ ثابت کرنے کی کوشش کی اس کا جواب الجواب شیعہ مناظر آخر تک نہ دے سکا۔

شیعہ اصول بھی پیش کئے گئے اہلسنت کے شروط قبول ورد بھی پیش کئے گئے کہ بدعتی کی روایت اسکے مذہب کی تائید میں قبول نہیں لیکن جہلا تو ذوالجناح پر کتب لکھنے کے شوقین ہیں اور ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ سے اوراق سیاہ کرتے ہیں۔ شیعہ مناظر یہی کہتا رہا عطیہ کی بدعت ثابت کرو۔

ایک بچہ بھی جانتا باغ فدک کا ہبہ ہونا خالصتاً شیعہ بدمذہب کا خاصہ ہے اور یہ روایت شیعہ راوی کی ہے اسلئے قبول نہیں کیونکہ یہ شیعوں کی تائید میں ہے لیکن جواب وہی ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ ٹخہ ٹخ۔

الحمدللہ اہلسنت مناظر نے براہین قاطعہ سے شیعہ مناظر کا رد کر دیا۔

مجھے کافی حیرت ہوئی شیعہ مناظر کی علمی یتیمیت دیکھ کر کہ ایک جعلی خبر واحد کو متواتر ثابت کرنے پر تلا تھا۔

حالانکہ یہ ابو سعید کلبی جیسے عطیہ تدلیس کر کے ابو سعید خدریؓ بنا کر پیش کر تا تھا صرف اسی سے مروی خبر واحد ہے اور ابن عباسؓ والی روایت کی سند موجود نہیں کتب اہلسنت میں شیعہ بیچارے یہ سمجھے کہ ایک ہی روایت متعدد کتب میں نقل ہونے سے شاید متواتر ہو جاتی ہے۔

فنعوذ باللہ من ذوی العقول اللہ عقلوں کے زائل ہونے سے بچائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علی من اتبع الھدیٰ

غازی عبد الرشید

اہل ایمان کے لیے اسلام علیکم

اور روافض کے لیے ہدایت کی دعا

ماشاء اللہ اہل سنت مناظر مولانا علی معاویہ صاحب نے اہل تشیع مناظر بخش حسین حیدری کے دعوی ہبہ فدک کو اپنے علم اور دلائل کی بنا پر بہت اچھی طرح رد پیش کیا۔

- شیعہ مناظر کسی بھی صحیح روایت سے باسند معتبر سیدہ فاطمہ رضی اللہ کو باغ فدک ہبہ کیا جانا ثابت نہ کر سکا بلکہ تین دن تک ہونے والے مناظرے کو آئیں بائیں شائیں میں گزار دیا
- شیعہ مناظر نے ہبہ فدک پر جو پہلی روایت اہل سنت کتاب سے پیش کی اسکا راوی عطیہ عوفی ہے اور اہل سنت مناظر مولانا علی معاویہ صاحب نے اہلسنت اصول کے مطابق تہذیب التہذیب اور تدریب الراوی سے یہ ثابت کیا کہ شیعہ روایت اسکے مذہب کی تائید میں قبول نہیں۔
- عطیہ عوفی کے شیعہ ہونے پر اعتراض نہیں بلکہ اسکی بدعت پر اعتراض ہے۔
- بدعتی راوی کی روایت دو شرطوں کے ساتھ قبول ہوتی ہے (۱) راوی اپنی بدعت کی طرف داعی نا ہو (۲) اپنی بدعت کو رواج دینے والی کسی چیز کی روایت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ کو فدک ہبہ کیا یہ صرف اور صرف مسلک تشیع کا عقیدہ ہے نہ کہ اہل سنت کا تو پھر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کسی صحابی، تابعی، محدثین یا اہلسنت آئمہ کرام کی وہ روایت پیش کی جاتی جس سے فدک ہبہ کیا جانا ثابت ہوتا مگر شیعہ کا عقیدہ شیعہ راوی کی روایت سے بیان کرنا ہی بدعت ہے اور پورے مناظرے میں مولانا علی معاویہ صاحب شیعہ مناظر کو یہی بات سمجھاتے رہے مگر شیعہ مناظر اپنی کم علمی اور کم عقلی کے باعث یہ بات سمجھنے سے قاصر رہا اور بار بار ایک ہی سوال عطیہ کی بدعت ثابت کرو۔

جس بندے کو بدعت کا مفہوم ہی معلوم نا ہو وہ بھی مناظر بن بیٹھا العجیب !

بخش حسین! آپ اصول مناظرہ اور اپنی کتب سے مکمل طور پر ناواقف ٹھہرے جن لوگوں کے دیے ہوئے لقمے آگے ٹرانسفر کرتے رہے کیا انہوں نے بھی اس دلیل کو نظر انداز کر دیا جو آپ کے شہید ثانی زین الدین عاملی کی کتاب الرعایۃ سے مولانا صاحب نے دیا تھا جس میں واضح لکھا ہے کہ غیر اثنا عشری راوی چاہے ثقہ بھی ہو مگر اسکے مذہب کی تائید میں روایت قابل قبول نہیں۔

دوسری جہالت آپ نے یہ دکھائی کہ فدک مدنی دور میں رسول اللہ ﷺ کے قبضے میں آتا ہے جبکہ آپ مکی آیت پیش کر رہے ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد دوبارہ مکہ میں رہائش پزیر ہوئے تھے؟

تیسری جہالت آپ نے علامہ شہرستانی کی کتاب الملل والنحل پیش کر کے دکھائی جس میں انہوں نے اہل تشیع اور اہل سنت اختلافات کا زکر کیا ہے علامہ شہرستانی کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ فاطمہؓ نے باغ فدک کا دعویٰ کبھی میراث کے طور پر کیا تو کبھی ہبہ کے طور پر کیا لیکن ہبہ و میراث کے دعویٰ کو اس حدیث نے مسترد کر دیا کہ انبیا کا کوئی مال نہیں ہوتا وہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

یعنی آپ نے اپنی کم علمی کے باعث اپنے ہی دعویٰ کے خلاف روایت اٹھا کر بھیج دی۔

شیعہ مناظر اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہا کیونکہ ہبہ فدک پر تواتر نہ دکھا سکا۔ اہل تشیع مذہب میں زیادہ تر شاز روایات یا موضوع روایات ہی من پسند ہوتی ہیں جبکہ صحیح احادیث کو یہ لوگ ہاتھ تک نہیں لگاتے۔

اس پورے مناظرے کا خلاصہ یہی ہے کہ شیعہ مناظر نے صرف ٹائم پاس کیا ہے اور کچھ نہیں اہل سنت مناظر مولانا علی معاویہ صاحب نے بہت مدلل گفتگو کی اور دعوی ہبہ فدک کو من گھڑت بھی ثابت کیا۔

تبصرہ بر موضوع فدک

اہل السنت: مناظر علی معاویہ

شیعہ مناظر: بخش حسین

گفتگو تو سب کے سامنے ہے کہ شیعہ مناظر اپنے دعویٰ کے ثبوت میں بالکل ناکام رہا۔ اہل السنت مناظر نے شیعہ مناظر کی ہر بات کا رد دلائل سے کیا، جس کا جواب شیعہ مناظر اور اس کے پیچھے بیٹھی ان کی پوری ٹیم کے پاس نہیں تھا۔ میں یہاں پر شیعہ مناظر کی لاعلمیوں پر کچھ تبصرہ کرنا چاھتا ہوں جو پورے مناظرہ میں دیکھی گئیں۔

- شیعہ مناظر شروع دن سے اپنے آخری کمنٹس تک یہی کھتا رہا کہ عطیہ بدعت کی کونسی قسم میں ہے؟

جب کہ اہل السنت مناظر نے شیعہ رجال کی کتاب "معجم رجال الحدیث" سے اس کو اصحاب باقرؒ سے دکھایا، مطلب کہ عطیہ پکا شیعہ تھا، لیکن آخر تک شیعہ مناظر یہی سوال کرتا رہا۔

- شیعہ مناظر جب اہل السنت مناظر کے حوالاجات سے لاجواب ہوا تو بار بار یہ کھتا رہا کہ آپ کی کتب ہمارے لیے حجت نہیں۔

جب کہ اہل السنت مناظر اس کی وضاحت کر چکا تھا کہ یہ میں تمہارے الزام کا رد کرنے کے لیے پیش کر رہا ہوں کہ اہل السنت کے نزدیک فدک کا ہبہ کیا جانا ثابت نہیں، نہ کو تم کو منوانے کے لیے۔

- شیعہ مناظر تحفہ اثنا عشری کی ادھوری عبارت سے استدلال کرتے ہوئے یہ لکھا کہ؛ شاہ عبدالعزیز نے تو اہل السنت کا ہی شیعہ لکھ دیا۔

جب کہ اہل السنت مناظر اسی تحفہ اثنا عشری سے ہی کل واضح کر چکا تھا کہ یہ اس دوَر سے پہلے کی بات ہے جب غالی، زیدی وغیرہ نے خود کو شیعہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن شیعہ مناظر نے آخر میں بھی وہی بات کر دی جس کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا تھا۔

- شیعہ مناظر نے اہل السنت مناظر پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ انہوں نے المحلی ابن حزم کے قول کے بارے میں یہ کہا کہ کسی اور کا قول دو۔

جب کہ اہل السنت مناظر نے تو الٹا شیعہ مناظر کو تواتر کے شرائط پیش کر کے یہ سوال کیا کہ ان شرائط کے مطابق تواتر ثابت کر کے دکھاؤ؟ لیکن شیعہ مناظر تواتر ثابت نہ کر سکا۔ اہل السنت مناظر نے تو یہ کہا تھا کہ ابن حزم کا قول اس وقت ہے جب کوئی دوسری روایت مخالف میں نہ ہو۔ لیکن شیعہ مناظر نے اس کو غلط رنگ میں بیان کیا۔

- شیعہ مناظر نے یہ دھوکا دینے کی کوشش کی کہ اہل السنت مناظر آت ذاالقربی..والی آیت کو بعض مکی اور بعض مدنی کہہ رہے ہیں..۔

جب کہ اہل السنت مناظر نے یہ ثابت کیا تھا کہ اکثر اور جمہور کا قول یہی ہے کہ یہ پوری سورۃ مکی ہے۔لیکن شیعہ مناظر نے اہل السنت مناظر کی بات ہی بدل کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔

- شیعہ مناظر نے اہل السنت مناظر کے پیش کردہ لسان المیزان والے حوالے کو شروع سے آخر تک ہاتھ بھی نہیں لگایا کہ فدک والی روایت ابوالعینا اور جاحظ نے گھڑی تھی۔

تو فیصلہ بالکل آسان ہے کہ شیعہ مناظر کلی طور پر اپنے دعویٰ کا ثابت کرنے میں ناکام رہا۔

فقط خاکپائے صحابہ واہلبیتؓ